سلطان الفقر (ششم)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و تعلیمات

تصنیفِ لطیف

سلطان العاشقین
خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات
تصنیفِ لطیف
سلطان العاشقین خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

سلطان الفقر (ششم)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

حیات و تعلیمات

تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن
مدظلہ الاقدس

© All Copy Rights reserved with
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب	سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ حیات و تعلیمات
تصنیفِ لطیف	خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس
ناشر	سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور
بارِ اوّل	ستمبر 2016ء
تعداد	500

ISBN: 978-969-9795-46-6

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790
Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

فہرس

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
5	مقدمہ	1
16	سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ	2
28	ولادت باسعادت، بچپن اور تعلیم وتربیت	3
30	عشقِ مرشد	4
36	منتقلی امانتِ فقر اور مسندِ تلقین وارشاد	5
49	مرشد کامل اکمل	6
56	فیض اسمِ اَللّٰہُ ذات	7
61	دعوتِ فقر کے لیے جدوجہد اور مساعی	8
77	لقب اور مرتبہ	9
79	حُسن وجَمال	10
89	سلطان الفقر (ششم) کی شخصیت قرآن وحدیث کی روشنی میں	11
92	محاسن واخلاق	12
96	معمولات ومشاغل	13
99	فقہی، عرفانی مسلک اور سلسلہ فقر	14
106	گھوڑوں سے محبت	15
117	ازواج اور اولاد	16

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
121	خلفاء اور صاحبِ مجاز	17
125	تلاش محرمِ راز اور منتقلی امانتِ الٰہیہ، امانتِ فقر	18
138	عارفانہ کلام	19
148	فرمودات وتعلیمات سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ	20
178	کرامات	21
206	متفرق	22
210	وصال مبارک	23
212	نمازِ جنازہ	24
213	مزار مبارک	25
213	عرس مبارک	26
214	استفادہ	27

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:۔

''مَنۡ سَکَتَ عَنِ الۡحَقِّ فَھُوَ شَیۡطٰنٌ اَخۡرَسٌ''

ترجمہ:''جوحق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے۔''

صاحبِ لولاک ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کی اشاعت سے قبل میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ پر تحریر کی گئی واحد تصنیف تھی جو ایک پیشہ ور صحافی (Professional Journalist) طارق اسماعیل ساگر سے تین ماہ کے عرصہ میں تحریر کروائی گئی۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال 26۔ دسمبر 2003ء کو ہوا اور صاحبِ لولاک کا بارِ اوّل 13-12 اپریل 2004ء کے میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر شائع ہو کر سٹال پر موجود تھا۔ اب تک اس کتاب کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بارِ اوّل اپریل 2004، بارِ دوم 2006، بارِ سوم نومبر 2008 اور بارِ چہارم مارچ 2011 میں شائع ہوئے۔ صاحبِ لولاک پر تبصرہ سے قبل دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے:

1۔ اپریل 2000ء میں ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کی اشاعت کے آغاز سے قبل سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ کے علاوہ مشائخ سروری قادری کے متعلق

کوئی تحریر اور کتاب موجود نہ تھی۔ ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور نے اپنی اشاعت کے فوراً بعد اس پر کام شروع کیا اور شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ، سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اور سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں روایات کو جمع کرنا شروع کیا اور یوں ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور تحریری شکل میں ان مشائخ کی سوانح حیات اور تعلیمات کو منظرِ عام پر لایا۔ اِن مشائخ کی سوانح حیات میں بعض روایات ابتدا میں درست نہ تھیں اور انہیں وقتاً فوقتاً سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ درست کرواتے رہے۔

2۔ طارق اسماعیل ساگر نہ تو سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ بیعت ہیں اور نہ ہی انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کیا ہے اور نہ ہی اُن کے ساتھ زندگی کا کوئی لمحہ گزارا ہے۔ طارق اسماعیل ساگر کی سلطان الفقر (ششم) رحمتہ اللہ علیہ سے صرف ایک ملاقات ہوئی جس کا دورانیہ صرف پانچ منٹ تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ دستور تھا کہ 13-12 اپریل کے میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے موقع پر 13۔ اپریل کو محفل کے اختتام پذیر ہونے پر اپنے کمرہ میں تشریف لے جاتے تھے جہاں لوگ اُن سے ملاقات کرتے ۔ یہ عاجز اور غلام محفل میں بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہوتا اور جیسے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے کمرے میں تشریف لاتے تو ساتھ ہی کمرہ میں آجاتا۔ طارق اسماعیل ساگر 13۔ اپریل 2002ء کو پہلی مرتبہ رانا تجمل حسین کے ہمراہ دربار شریف پر میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں شرکت کے لیے تشریف لائے اور محفل میں شرکت کے بعد سلطان الفقر (ششم) رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے رانا تجمل حسین کے ساتھ کمرے میں تشریف لائے اور پانچ منٹ ملاقات کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔ دوسری دفعہ 13۔ اپریل 2003ء کو رانا تجمل حسین کے ساتھ محفل میلادِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں شرکت کے لیے آخری لمحات میں تشریف لائے اور محفل سے ہی سلطان الفقر (ششم) رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کیے بغیر واپس روانہ ہو گئے ۔انہوں نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر

علی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنا تک گوارا نہ کیا۔ اس کا اقرار وہ ''صاحبِ لولاک'' کے ''پیش لفظ'' میں بھی کرتے ہیں کہ اُن کی صرف ایک ہی ملاقات 2002ء میں ہوئی اور لکھتے ہیں کہ اس ملاقات میں اُن پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا سِرّ (راز) منکشف ہو گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر و تصور کے بغیر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز منکشف ہونا ناممکن ہے۔ طارق اسماعیل ساگر نہ تو سلطان الفقر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور نہ ہی بغیر بیعت کے ان سے ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کیا تو پھر ان پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز کیسے منکشف ہو گیا۔ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ ان پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز کھل گیا تھا تو راہِ فقر کے سالک جانتے ہیں کہ اگر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز کھل جائے تو عشقِ حقیقی کی آگ چین نہیں لینے دیتی لیکن طارق اسماعیل ساگر پر کیسا اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز کھلا کہ عشق کی آگ نے انہیں 2002ء سے لے کر 2003ء تک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب و فیض سے روکے رکھا۔ اس عرصے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ دو بار لاہور تشریف لاتے رہے اور لوگوں سے ملاقات فرماتے رہے لیکن طارق اسماعیل ساگر نے ایک بار بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی زحمت گوارا نہ کی حالانکہ طارق اسماعیل ساگر کی رہائش لاہور میں ہی ہے۔ اگر 13۔ اپریل 2003ء کو تشریف لائے بھی تو ملاقات کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ ہم کیسے سمجھ جائیں کہ عشق کا سِرّ اُن پر عیاں ہو گیا تھا، راہِ فقر کے راہی اس امر سے خوب واقف ہیں اُن کو طارق اسماعیل ساگر دھوکہ نہ دیں سچی اور حق بات کریں۔

اب طارق اسماعیل ساگر کی تصنیف صاحبِ لولاک کا ''تنقیدی جائزہ'' لیتے ہیں جس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کتاب نہ تو علم الیقین، نہ عین الیقین اور نہ ہی حق الیقین پر مبنی ہے بلکہ اس کا 90 فیصد حصہ نقل شدہ ہے۔ طارق اسماعیل ساگر نے اِس تصنیف کو ابواب کی بجائے عنوانات میں تقسیم کیا ہے اور ہم اُن کی تصنیف کا اسی طرح عنوانات کے تحت ہی جائزہ لیتے ہیں۔

1۔ پیش لفظ

اس میں انہوں نے کتاب کی غرضِ تصنیف پر روشنی ڈالی ہے اور کافی مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ اگر وہ یہ نہ کرتے تو شاید اُن کا ''صاحبِ لولاک'' لکھنا کسی کی سمجھ میں نہ آتا جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں انہوں نے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ایک پانچ منٹ کی ملاقات کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ باب اب تک شائع ہونے والے چاروں ایڈیشنوں میں شامل چلا آرہا ہے۔

2۔ شکریہ

اس میں طارق اسماعیل ساگر نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن مریدین کا تذکرہ کیا ہے جن کی تحریروں اور گفتگو سے انہوں نے صاحبِ لولاک کی تیاری کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ بارِ اوّل (اپریل 2004ء) میں اس فقیر کا نام بھی ان ناموں میں شامل تھا جس سے انہوں نے کبھی ملاقات کا اہتمام ہی نہیں کیا تھا' حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ خادم' سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے قربِ خاص میں رہا ہے اور اُن سے پہلے ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور اور مکتبہ العارفین لاہور کا انچارج رہا ہے۔ ہاں انہوں نے میری کچھ تحریریں چوری ضرور کیں جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے لیکن بارِ دوم، بارِ سوم اور بارِ چہارم میں اس خادم کا نام ''شکریہ'' سے خارج کر دیا گیا۔

3۔ صاحبِ لولاک

اس باب کے نام پر ہی کتاب کا نام صاحبِ لولاک منتخب کیا گیا ہے اور یہ باب ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کے ماہِ ستمبر 2000ء کے شمارہ کے صفحہ 17 تا 28 پر شائع ہونے والا مضمون ''سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ'' ہے، جسے ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔ اس

مضمون میں سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی کچھ روایات غلط شائع ہوگئی تھیں جسے بعد میں سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے درست کروایا تھا لیکن طارق اسماعیل ساگر نے ماہنامہ مرآۃ العارفین کے آئندہ مہینوں اور سالوں کے شمارے دیکھنے گوارا ہی نہیں کیے اور صاحبِ لولاک کے بارِ سوم تک ہو بہو وہی غلطیوں والا مضمون شائع ہوتا رہا۔ بارِ چہارم میں اس میں سے سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ مضمون پہلی بار مختلف روایات اور تحقیق کے بعد اس خادم نے ترتیب دیا تھا، معاونین میں ڈاکٹر محمد ایوب خان اور محمد ذیشان رضا شامل تھے۔ یہ مشائخ سروری قادری پر ابتدائی تحقیق تھی۔ بعد ازاں مزید تحقیق سے بہت سے حقائق اور روایات کی تصحیح ہوئی۔

4۔ شہبازِ عارفاں سلطان الاولیاء سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ باب ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کے شمارہ فروری 2001ء کے صفحہ 10 تا 14 پر شائع ہونے والے مضمون ''شہبازِ عارفاں سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ'' پر مشتمل ہے۔ اس مضمون کے لیے تحقیق صاحبزادہ سلطان محمد معظم علی نے کی اور ترتیب ڈاکٹر محمد ایوب نے دیا۔ طارق اسماعیل ساگر نے اس باب میں یہ مضمون بھی ہو بہو نقل کر دیا ہے۔

5۔ تعلیماتِ باطنی کا احیاء

اس باب کا کچھ حصہ اِس خادم کے پمفلٹ ''حقیقتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' سے لیا گیا ہے۔ یہ پمفلٹ پہلی بار اپریل 2002ء میں مکتبہ العارفین سے شائع ہوا اور 2016 تک مسلسل[1] شائع ہوتا رہا ہے۔ اس کو ایم اے شاکر راجن پور والے نے سرقہ کر کے ''چنبے دی بوٹی اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے

---

[1] مکتبہ العارفین سے علیحدگی کے بعد اسے شعبہ نشر و اشاعت سلسلہ سروری قادری لاہور نے شائع کیا اور اب سلطان الفقر پبلیکیشنز 2005ء سے مسلسل شائع کرتا رہا ہے۔

عنوان اور اپنے نام کے ساتھ شائع کیا ہے۔اس باب کا دوسرا حصہ سید امیر خان نیازی مرحوم کے کتابچہ ''اصلاحی جماعت کی ضرورت کیوں'' کی ہو بہو نقل ہے۔

2016ء میں سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور نے پمفلٹ حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اضافہ اور ترمیم کے ساتھ مکمل کتاب کی صورت میں ISBN کے ساتھ شائع کیا ہے۔

6۔ سلطان الفقر (ششم) کی گھوڑوں سے محبت

یہ اس خادم کے مضمون ''حدیثِ دل'' کا ایک حصہ ہے۔''حدیثِ دل'' جولائی 2003ء کے ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کے صفحہ 22 تا 29 پر شائع ہوا جس میں ''میرے مرشد پاک کی گھوڑوں سے محبت'' کے ذیلی عنوان سے یہ حصہ صفحہ 25 تا 28 پر شائع ہوا۔اس باب میں اس حصہ کو ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔

7۔ معرفتِ الٰہی کیسے ممکن ہے

ابتدائی دو صفحات کے علاوہ تمام باب حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''کشف المحجوب'' سے نقل کیا گیا ہے۔

8۔ طریقت

مکتبہ العارفین 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے 2003ء میں ڈاکٹر محمد ایوب خان کا ایک پمفلٹ ''طریقت کیا ہے؟'' شائع کیا تھا اس باب میں اسے ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔

9۔ اسلام اور تصوف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ فقر کا نام دیا ہے اور میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی تعلیمات کو فقر ہی فرمایا کرتے تھے۔ بہر حال یہ باب ''پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ'' کے

مقالہ ''اسلام اور تصوف'' پر مشتمل ہے۔ طارق اسماعیل ساگر نے اس میں صرف ابتدائی تین لائنیں خود لکھی ہیں اور باقی تمام باب میں پیر کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کے مقالہ کو نقل کر دیا گیا ہے۔

10۔ طریقِ تبلیغ

یہ باب تصوف کی مشہورِ زمانہ کتب سے تصوف اور تصوف کی اصطلاحات کے بارے میں معلومات پر مشتمل ہے۔

11۔ مرشد کیوں اور کیسا ہونا چاہیے؟

اگست 2002ء میں مکتبہ العارفین 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے ڈاکٹر محمد ایوب کی کتاب ''مرشدِ کامل'' شائع کی تھی۔ یہ باب زیادہ تر اس کتاب کے باب 3 ''مرشد کسے کہتے ہیں'' پر مشتمل ہے اور کچھ حصہ اس عاجز کے مضمون ''سلطان الفقرؒ''[1] جو ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کے شمارہ اگست 2002ء میں صفحہ 17 تا 23 پر شائع ہوا تھا، سے لیا گیا ہے اور بقیہ حصہ حضرت عبدالقادر عیسیٰ شاذلی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''تصوف کے روشن حقائق''[2] سے نقل کیا گیا ہے۔

12۔ اسم اَللّٰہُ ذات

جیسا کہ نمبر 5 پر ''تعلیماتِ باطنی کا احیاء'' کے بیان میں اس خادم کے پمفلٹ ''حقیقتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا ذکر ہو چکا ہے' اس باب نمبر 12 میں بھی پمفلٹ ''حقیقتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ایک حصے[3] کو ہو بہو نقل کر دیا گیا ہے۔ صاحبِ لولاک کے بارِ اول (اپریل 2004ء) میں اس باب کے آخر میں اِس خادم کا نام اور کتاب کا حوالہ بھی موجود تھا جسے بارِ دوم، سوم اور چہارم سے ختم کر دیا

---

[1] یہ مضمون بعد میں اپریل 2003ء اور اگست 2003ء کے شمارہ میں بھی شائع ہوا۔ [2] مترجم محمد اکرم الازہری' سال اشاعت 2003ء ناشر مکتبہ زاویہ لاہور [3] حقیقتِ اسم اَللّٰہُ ذات کے بارِ چہارم کو اگست 2004ء میں مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا تھا اور اس عاجز کی کتاب ''گلدستہ ابیات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باھور حمتہ اللہ علیہ'' کا بارِ اوّل اگست 2002ء اور بارِ دوم اپریل 2004ء مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا اور ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا یہ باب اس کتاب کے بارِ دوم کے صفحہ 51 تا 70 پر بھی موجود ہے۔

گیا ہے البتہ عبارت موجود ہے اس طرح طارق اسماعیل ساگر نے اس تحریر کو اپنا بنالیا ہے۔ کیا ایک نامور صحافی، جو صحافت کے اخلاقی اصولوں سے یقیناً واقف ہوگا، سے یہ توقع کی جاسکتی ہے؟ بارِ چہارم (مارچ 2011ء) میں اس باب میں صرف ایک شعر کا اضافہ اپنی طرف سے کیا ہے، وہ یہ ہے:

جنہاں نوں تقویٰ رب تے انہاں نوں رزق ہمیش
پلے خرچ نئیں بنھدے پنچھی تے درویش

اور باقی باب اسی طرح ہے۔

13۔ کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا!

نصف باب سلطان احمد علی کے رسالہ (پمفلٹ) ''جعلی پیر اور مرشدِ کامل'' سے ہو بہو لگا دیا گیا ہے اور باقی نصف باب طارق اسماعیل ساگر کا تحریر کردہ ہے جس میں کچھ مریدین کی بیان کردہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی کرامات کا تذکرہ ہے۔

14۔ صحبتِ یار آخر شد

اس باب میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کے آخری لمحات کا ذکر ہے جو صاحبزدگان اور مریدین نے روایت کی ہیں۔ یعنی پوری کتاب میں تیرھواں باب (کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا) نصف اور چودھواں باب مکمل، یوں کُل ملا کر صرف ڈیڑھ باب طارق اسماعیل ساگر کا اپنا تحریر کردہ ہے اور اس میں بھی ان کا کوئی اپنا چشم دید واقعہ نہیں ہے۔ صاحبِ لولاک کے اس چودھویں باب کے بارِ اوّل (اپریل 2004ء) کے صفحہ 273 تا 274 پر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کے خلیفہ خالد کی زبانی ایک روایت درج کی گئی تھی جو بارِ دوم، سوم اور چہارم سے خارج کر دی گئی۔ روایت سلطان محمد اصغر علیؒ کی اس خادم سے گفتگو کے بارے میں ہے جو ان کے آخری لمحات میں موبائل فون پر ہوئی، روایت اس طرح سے ہے:

''آپ رحمتہ اللہ علیہ نے آخری لمحات میں لاہور میں ہمارے ساتھی نجیب الرحمٰن صاحب سے ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے متعلق پوچھا جو لاہور میں سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات تیار کرواتے تھے۔ان دنوں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو گھر سے اپنے والد مرشد کے زمانے کے دو پرانے اسمِ اَللّٰہُ ذات ملے تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نجیب الرحمٰن صاحب سے کہا کہ اسی طرح کے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہمارے لیے بھی تیار کروائیں۔پھر پوچھا کتنے دِن لگیں گے؟ پھر کہا جلدی پہنچاؤ ہمیں ضرورت ہے''

حاصلِ بحث یہ ہے کہ طارق اسماعیل ساگر نے اپنی کتاب کا زیادہ تر مواد ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور اور مکتبہ العارفین 4/A۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور کی شائع کردہ کتب سے لیا ہے اور یہ کتاب تصوف کے موضوع پر زیادہ اور سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات کم لگتی ہے۔ نہ ہی ان کی ذاتِ مبارکہ، عادات وخصائل، فضائل ومقامات کے متعلق کچھ تفصیل بیان کی گئی ہے اور نہ ہی دینِ حنیف کے احیاء کے لیے کی گئی ان کی انتھک کاوشوں پر کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔صرف آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چند کرامات بیان کر دینا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عالی شان مقام کی قطعاً وضاحت نہیں کرتا۔مزید یہ کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دینی کاوشوں کو نظرانداز کر دینا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مشن کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے فوراً بعد اس خادم کو عملی طور پر اور اگست 2004ء میں باقاعدہ طور پر ماہنامہ مرآۃ العارفین اور مکتبہ العارفین سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اس لیے طارق اسماعیل ساگر نے مجھ جیسے عاجز انسان سے ملاقات کرنا گوارا نہ کیا۔اگر وہ مجھ سے رابطہ کرتے تو میں ضرور اپنے مرشد کی شان کماحقہ طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا تاکہ میرے مرشد پاک پر تحریر کی گئی اوّلین کتاب یوں ادھوری اور بے اثر نہ رہے۔پھر طارق اسماعیل ساگر کی کتاب میں ان کا ایک بھی چشم دید واقعہ یا روایت شامل نہیں ہے جو اِس مقدمہ کے آغاز میں تحریر کی گئی ہماری بات کو سچ ثابت کرتی ہے کہ اُن کی زندگی میں سلطان الفقر (ششم)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ایک ملاقات ہے اور وہ بھی صرف پانچ منٹ کی اور لوگوں کے ہجوم میں۔ اس پانچ منٹ کی ملاقات میں نہ وہ میرے مرشد کی شان کو سمجھ سکے اور نہ ہی بعد میں صاحبِ لولاک میں بیان کر سکے۔ حق بات تو یہ ہے کہ طارق اسماعیل ساگر کو اس عظیم الشان ہستی کو جانے اور سمجھے بغیر اس پر قلم اُٹھانے کی جسارت ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔

ایک خالص اور صادق مرید اور طالبِ مولیٰ کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرشد کی حیات کا ایک ایک لمحہ، گفتگو، فرمودات، تعلیمات اور بیان کردہ روایات کو قلمبند کرے تاکہ آئندہ زمانہ کے لیے اِن ملفوظات کو محفوظ کیا جا سکے اور آنے والے طالبانِ مولیٰ بھی اِن سے فیض حاصل کر سکیں۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے چھپن سال چار ماہ اور بارہ دِن کی عمر پائی اور اِس خادم نے پانچ سال آٹھ ماہ اور چودہ دِن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی رفاقت میں گزارے اس عرصہ کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو، فرمودات، ارشادات اور روایات کو قلمبند کر کے محفوظ کیا اور پھر جب اگست 2006ء میں ماہنامہ سلطان الفقر لاہور کی اشاعت کا آغاز کیا تو پہلے ہی شمارہ میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات و تعلیمات کو شائع کیا۔ صدقِ دِل سے نیت یہ تھی کہ طارق اسماعیل ساگر اُن کو صاحبِ لولاک کے آئندہ ایڈیشن میں شاملِ اشاعت کر لیں تاکہ ایک مدلل اور جامع کتاب وجود میں آ سکے اور عوام پر میرے مرشد پاک کی شان اور مقامِ سلطان الفقر واضح ہو سکے لیکن جب کافی عرصہ انتظار کرنے کے بعد رابطہ نہ ہوا تو عاجز نے ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کی تصنیف کا آغاز کیا۔ شروع میں خیال تھا کہ صرف اپنے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و تعلیمات قلمبند کروں گا اور یہ مقدمہ بھی اسی کے لیے تحریر کیا تھا لیکن دورانِ تالیف خیال آیا کہ کیوں نہ اس میں (سلطان الفقر پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ تک کے تمام مشائخ سروری قادری کی سوانح حیات بھی شامل کی جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر

علی رحمتہ اللہ علیہ تک ''امانتِ فقر'' کس طرح پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ، اپنے مرشد کریم سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے مشائخ سروری قادری کی باطنی مہربانیوں سے مجتبیٰ آخر زمانی سات سال میں مکمل ہوئی اور 2012ء میں شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مجتبیٰ آخر زمانی کا انگریزی ترجمہ The Spiritual Guides of Sarwari Qadri Order کے نام سے 2015 میں شائع ہو چکا ہے۔

''مجتبیٰ آخر زمانی'' کی اشاعت کے بعد تشنگی کم نہ ہوئی بلکہ یہ آرزو مسلسل دِل میں رہی کہ مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی حیات و تعلیمات پر ایک علیحدہ اور منفرد کتاب شائع کی جائے لیکن وسائل اور وقت آڑے آتا رہا کچھ گزشتہ تین سالوں میں بیماری نے بھی پریشان کیے رکھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور میرے مرشد پاک کی مہربانی سے ''سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی۔ حیات و تعلیمات'' شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب کے مقدمہ اور مواد کا زیادہ تر حصہ وہی ہے جو ''مجتبیٰ آخر زمانی'' میں ہے لیکن بہت سا اضافہ اور ضروری ترامیم کی گئی ہیں اور واقعات کی حقیقت اور روایات کو مزید تحقیق کے بعد درست کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ علیحدہ کتاب کی ایک منفرد اور مسلمہ حیثیت ہوتی ہے یہ کتاب اسی مقصد کے لیے شائع کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اِس کتاب میں میرے مرشد پاک کی حیات و تعلیمات کے تمام گوشوں اور پہلوؤں کا مکمل اور کامل احاطہ کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا خاص کرم یہ ہے کہ اس کتاب کا انگلش ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

لاہور
ستمبر 2016ء

خادم سلطان الفقر
سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

سلطان الفقر (ششم)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تخلیق فرمائی جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

❁ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ افلاک پیدا نہ کرتا۔

❁ لَوْلَاكَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ۔

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا ربّ ہونا ظاہر نہ کرتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کائنات اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تخلیق فرمائی بلکہ اپنی ربوبیت کا اظہار بھی انہی کی خاطر اور انہی کے ذریعے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور ذات کا مکمل اور کامل ترین اظہار ہیں۔ ذات وصفاتِ الٰہیہ کے اس کائنات میں بوسیلۂ کامل بشر اظہار کو فقراء کاملین ''امانتِ الٰہیہ'' کی اصطلاح سے موسوم فرماتے ہیں قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ اس امانت کے متعلق فرماتا ہے:

❁ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ (الاحزاب۔72)

ترجمہ: ہم نے بارِ امانت (امانتِ الٰہیہ) کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس امانت کے مختار بھی ہیں اور اس کو اپنے حقیقی و روحانی ورثا، میں منتقل کرنے والے بھی ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشری حیات کے بعد اس دنیا میں ایسی کوئی ہستی ہی موجود نہ رہے جو امانتِ الٰہیہ کو سنبھالنے والی اور اللہ کی ذات وصفات کے اظہار کا ذریعہ بنے کیونکہ اس کائنات کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا اظہار ہے اس کے کامل محبوبین کے ذریعے۔ اس امانت کے وارث وہ فقراء کاملین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باطنی راہ ''فقر'' کی منازل طے کرتے ہوئے اس کے آخری مقام فنا فی اللہ بقاباللہ (فنا فی ھُو) پر پہنچتے ہیں جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

❁ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللہ

ترجمہ: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔

فقر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فخر اور ورثہ ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا:

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فَافْتَخِرُّ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ٥

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور فقر ہی کی بدولت مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت حاصل ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ فقر عین ذات پاک ہے۔ (عین الفقر)

یعنی فقر ہی ذات وصفاتِ الٰہیہ کا اظہار ہے لہٰذا امانتِ الٰہیہ در حقیقت امانتِ فقر ہی ہے۔

جب طالب یا سالک فقر کی انتہا بقاباللہ (فنا فی ھُو) پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر ''انسانِ کامل'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ اس کائنات کے کامل ترین انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم

ہیں۔حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

❁ جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور دیگر تمام (فقراء کاملین) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے مراتب بمراتب (قربِ الٰہی اور کاملیت) کے مقام پر پہنچے۔(عین الفقر)

انسانِ کامل ہی امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

❁ جمعیت جو کہ لطفِ رحمٰن ہے انسانِ کامل کے نصیب ہوتی ہے کامل انسان صرف انبیاء اور فقراء ہیں۔(فضل اللقاء)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا o (الفرقان۔ 59)

ترجمہ: وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اُس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات واسماء و افعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ ''مرآۃ العارفین'' میں فرماتے ہیں:

''پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسم اَللّٰہُ انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔اس لئے انسانِ کامل تمام صفات و ذات کیلئے مجمل اور مفصّل ہے''۔

❁ فقر کی اس منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں، پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرتِ کبریا کے انوارِ تجلّی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی ''عین'' ہے اور ہم تمہاری ''عین'' ہیں حقیقت میں تو ہماری ''حقیقت''

ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور ''ھُو'' میں ''سِرِّ یاھُو'' ہے۔'' (رسالہ روحی شریف)

یہاں ھُو سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور یاھُو سے مراد ''حقیقتِ محمدیہ'' ہے اور ''سِرّ'' سے مراد تکمیلِ باطن، وصالِ الٰہی ہے یعنی مقامِ فنافی اللہ بقاباللہ (فنافی ھُو) ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر ''امانتِ الٰہیہ'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

❁ عقلِ بیدار میں انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔''

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم و مسمّٰی کا گنج و معمّہ ہے۔''

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے۔ انسانِ کامل ''اسم (اَللّٰہُ) اور مسمّٰی'' (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہ کو حل کر کے پہنچا جا سکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو جاننا بھی ایک معمہ ہے اور جو اس معمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔

❁ علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

''چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و ربّ الارباب کہلاتا ہے اور اسکا مظہر جو عین ثانیہ ہو گا وہ عبداللہ عین الاعیان ہو گا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امر و قربِ فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔''[1]

---

[1] فصوص الحکم، صفحہ نمبر 232 ترجمہ: مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ (یٰسٓ۔ 12)

ترجمہ: اور ہر امر (چیز) کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امام مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ''انسانِ کامل'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

❁ لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

(اقبالؒ)

حضرت شیخ موید الدین جندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

❁ ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور سورۃً و لفظاً عالمِ صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائقِ کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیٔ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔'' (صفحہ 41، جلد اوّل) [1]

حضرت سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف 'انسانِ کامل' میں فرماتے ہیں:

❁ ''وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کمالات میں منفرد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیھم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ وہ

---

[1] تفسیر روح البیان، ترجمہ مولانا محمد فیض احمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔'' (صفحہ 379)

❁ مزید فرماتے ہیں'' انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور ملک واصالت اسماءِ ذاتی وصفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسمِ اَللّٰہُ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل کے اپنے اسماء وصفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔'' (صفحہ 391)

آپ رحمتہ اللہ علیہ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ حقیقتِ محمدیہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔

❁ انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی' اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبارِ لباس اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔'' (صفحہ 388)[1]

❁ اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ 'فصوص الحکم' میں بیان کرتے ہیں:

''ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں''۔[2]

---

[1] ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی [2] شرح فصوص الحکم والایقان

''پس ازل سے ابد تک انسانِ کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحبِ لولاک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام رسولوں، نبیوں، خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختمِ نبوت کے بعد غوث، قطب، ابدال، اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔''[1]

❁ حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمُّ الکتاب[2] ہے، باعتبار قلب کے لوحِ محفوظ ہے، باعتبار اپنے نفس کے محو و اثبات کی کتاب ہے۔ انسانِ کامل ہی صحفِ مکرمہ اور یہی وہ کتابِ مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی۔ اس کے اسرار و معانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔[3]

❁ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ''امانت'' (امانتِ الٰہیہ) بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔'' (مثنوی مولانا روم دفتر سوم)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِذن کے بغیر کسی انسان کو امانتِ الٰہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خزانہ فقر خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا اُمتِ محمدیہ میں فقر کی پہلی سلطان (سلطان الفقر اوّل) ہیں۔ یہی خزانۂ فقر بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوا جن سے تمام سلاسل کا آغاز ہوا اور فقر اُمت کو منتقل ہوا اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں خزانۂ فقر

---

1. شرح فصوص الحکم والایقان 2. اُم الکتاب سے مراد سورہ فاتحہ ہے جو قرآن کریم کا آغاز بھی ہے اور تمام قرآن کا خلاصہ بھی۔ انسانِ کامل کو اُم الکتاب اس لیے کہا گیا کہ وہی اس کائنات کا آغاز ہے جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہیں 3. سرِّ دلبراں، ناشر الفیصل تاجران کتب لاہور

حسین کریمین رضی اللہ عنہم کو منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچا پھر خزانہ فقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ اب جب بھی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ فرماتے ہیں اور پھر وہاں سے اُسے امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانہ فقر کے مختارِ کل صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانتِ الٰہیہ کا حامل، جسے صاحبِ مسمّٰی مرشد کہا جاتا ہے' ہی مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ اگر طالب کو ایسا مرشد مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دِن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم ''ھُو'' عطا کر دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔ اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن پکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے۔ سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔

یہی انسانِ کامل صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ' حاملِ امانتِ الٰہیہ اور خزانہ فقر کا مالک' امامِ زمانہ اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتا ہے اس کی تلاش اور غلامی فقراء نے فرض قرار دی ہے اس لیے طالبِ مولیٰ پر اس کی تلاش فرض ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

❁ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامِ زَمَانَۃٍ مَاتَ مَیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً

ترجمہ: جو امامِ زمانہ کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جہالت کی موت مرا۔

سلطان الفقر

انسانِ کامل[1] کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہر دور میں دنیا میں ایک ''انسانِ کامل'' موجود ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ لیکن ان تمام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال مبارک سے لے کر قیامت تک سات ہستیاں ایسی ہیں جو سلطان الفقر[2] کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اولیائے کرام میں سب سے ممتاز ہیں اور ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔ اس راز سے سب سے پہلے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ اٹھایا۔ آپ اپنی مشہور زمانہ تصنیف رسالہ روحی شریف میں ان ارواح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

❁ بدان کہ چوں نورِ احدی از حجلۂ تنہائی وحدت بر مظاہر کثرت ارادہ فرمود، حسنِ خود را جلوہ بصفائی گرم بازاری نمود۔ بر شمعِ جمال پروانۂ کونین بسوزید ونقابِ میمِ احمدی پوشیدہ صورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات و ارادات، ہفت بار بر خود بجنبید و ازاں ہفت ارواحِ فقراء باصفا، فَنَا فِی اللّٰہ ' بَقَا بِاللّٰہ ' محوِ خیالِ ذات، ہمہ مغز بے پوست، پیش از آفرینشِ آدم علیہ السلام ہفتاد ہزار سال غرقِ بحرِ جمال، بر شجرِ مرآۃ الیقین پیدا شدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند و ماسویٰ اللہ گاہے نشنیدند، بحریمِ کبریا دائم بحرالوصالِ لازوال، گاہے جسدِ نوری پوشیدہ بہ تقدیس وتنزیہہ می کوشیدند و گاہے قطرہ در بحر و گاہے بحر در قطرہ، وردائے فیضِ عطا ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ'' بر ایشان۔ پس بحیاتِ ابدی و تاجِ عزِ سرمدی ''اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ'' معزز ومکرم، از آفرینشِ آدم علیہ السلام وقیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند وقدمِ ایشاں بر سرِ جملہ اولیاء وغوث وقطب۔ اگر آنہارا خدا خوانی بجا و اگر بندۂ خدا دانی روا۔ عَلِمَ مَنْ عَلِمَ، مقامِ ایشان حریمِ ذاتِ کبریا و از حق ماسویٰ الحق چیزے ناطلبیدند و بدنیائے

---

[1] انسانِ کامل کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کے لیے شمس الفقرا کے باب 9 انسانِ کامل کا مطالعہ فرمائیں۔

[2] سلطان الفقر کے مرتبہ کے تفصیلی مطالعہ کے لیے شمس الفقرا کے باب 10 شانِ سلطان الفقر کا مطالعہ فرمائیں۔

دنی و نعیمِ اخروی، حور و قصورِ بہشت، بکرشمۂ نظر ندیدند و از اں یک لمعہ کہ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام در سراسیمگی رفتہ و طور درہم شکستہ، در ہر لمحہ و طرفۃ العین ہفتاد ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات برایشاں وارد و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند و ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ می گفتند۔ وایشاں سلطان الفقر و سیّد الکونین اند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا، تو اپنے حسن کی تجلّی کی گرم بازاری سے (تمام عالموں کو) رونق بخشی، اِس کے حسنِ بے مثال اور شمعِ جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی پھر جذبات اور ارادات کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنا فی اللہ، بقاباللہ تصورِ ذات میں محو، تمام مغز بے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے، اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق، آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیرِ حق کو کبھی سنا۔ وہ حریمِ کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں، کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس و تنزیہہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں، اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ[1] کے فیض کی چادر ان پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ[2] کے جاودانی عزت کے تاج سے معزز و مکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور قیامِ قیامت کی کچھ خبر نہیں۔ ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث و قطب کے سر پر ہے۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے۔ اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔ اُن کا مقام حریمِ ذاتِ کبریا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا، حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں حور و قصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سراسیمہ ہو گئے اور کوہِ طور پھٹ گیا تھا، ہر لمحہ و ہر پل جذباتِ

---

[1] جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔ [2] وہ نہ تو اپنے ربّ کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر کے۔

انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار باران پر وارِد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہیں۔

یہ مبارک ارواح سات ہیں اِن کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ یکے روحِ خاتونِ قیامت (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا)۔ یکے روحِ خواجہ حسن بصری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)۔ یکے روحِ شیخِ ما، حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت سیّد محیؒ الدین عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) و یکے روحِ سلطان انوار، سرّالسّرمد حضرت پیر عبدالرّزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرّہُ العزیز) و یکے روحِ چشمۂ چشمانِ ھاھُویّت، سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھُو، فنا فی ھُو فقیر باھُو (قُدِّسَ اللّٰہ سِرُّہٗ) (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: ان میں ایک خاتونِ قیامت (فاطمتہ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے۔ ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روح مبارک ہے۔ ایک ہمارے شیخ، حقیقتِ حق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین عبد القادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے۔ اور ایک سلطان انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے ایک ھاھویت کی آنکھوں کا چشمہ سرّ اسرار ذاتِ یاھُو فنا فی ھُو فقیر باھُوؒ (قدس سرہ العزیز) کی روح مبارک ہے۔

❁ دو دیگر ارواح کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و دو روحِ دیگر اولیاء۔ بحُرمتِ یمنِ ایشاں قیامِ دارین۔ تا آنکہ آں دو روح از آشیانۂ وحدت بر مظاہرِ کثرت نخواہند پرید، قیامِ قیامت نخواہد شد۔ سراسر نظرِ ایشاں نورِ وحدت و کیمیائے عزّت بہر کس پر توِ عنقائے ایشاں افتاد، نورِ مطلق ساختند، احتیاجِ بریاضت و ورد اوراد ظاہری طالبان را نہ پرداختند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔ اِن ارواح مقدسہ کی برکت وحرمت سے ہی

دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالمِ کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔ ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔

ان دو ارواح میں سے روحِ ششم عالمِ وحدت سے 1947ء میں عالمِ ناسوت میں جلوہ فگن ہوئی اور 2003ء تک اِس عالمِ بشریت میں جلوہ گر رہی اور لوگوں کی کثیر تعداد اس کے نور سے منور ہوئی۔ عالمِ بشریت میں روحِ ششم کا اسمِ گرامی ''سلطان محمد اصغر علی'' ہے۔ یہی میرے مرشد، ہادی اور راہنما ہیں۔

ولادت باسعادت، بچپن اور تعلیم و تربیت

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت 14۔اگست 1947ء (27رمضان المبارک 1366ھ) بروز جمعۃ المبارک بوقتِ سحر قصبہ سمندری گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بن سلطان فتح محمد بن سلطان غلام رسول بن سلطان غلام میراں بن سلطان ولی محمد بن سلطان نور محمد بن سلطان محمد حسین بن سلطان ولی محمد بن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جا پہنچتا ہے[1]۔

بچپن

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو ازل سے سلطان الفقر کا مرتبہ حاصل ہے اس لیے بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نورِ حق سے منوّر تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ حسن و جمال کا منبع اور تمام بھائیوں سے حسین اور جُدا نظر آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس حُسنِ بے مثال کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مرشد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن ہی سے ''چَن'' (چاند) کے لقب سے مخاطب فرماتے تھے۔

---

[1] شجرہ نسب کے تفصیلی مطالعہ کے لیے مجتبیٰ آخر زمانی کے باب اوّل اور شمس الفقرا کے حصہ اوّل سوانح حیات کا مطالعہ فرمائیں۔

تعلیم و تربیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تک گڑھ مہاراجہ میں تعلیم حاصل کی پھر جھنگ کے اسلامیہ سکول سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور نوشہرہ وادی سون ضلع خوشاب سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔

میٹرک کے امتحان کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سولہ سال تھی۔ اس دنیاوی تعلیم کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ''عین الفقر'' اور ''شمس العارفین'' کی تدریس بھی مکمل کی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز[1] رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعتِ تقویٰ کر کے راہِ فقر باقاعدہ طور پر اختیار کی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی بھی اپنے مرشد کے وصال تک ان سے جدا نہ ہوئے اور ہر لمحہ ہر آن اُن کے ساتھ رہے بس چند دِن کمالیہ میں مرشد کے حکم پر ٹھیکیداری کا کام کیا اور چند دِن بعد ہی مرشد پاک کے حکم سے ٹھیکیداری کا یہ جھنجھٹ بھی چھوڑ دیا اور خود کو مرشد پاک کے لیے وقف کر دیا۔

---

[1] حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کی تفصیلی سوانح حیات کے لیے مجتبیٰ آخر زمانی کے باب پنجم کا مطالعہ فرمائیں۔

عشقِ مرشد

اگر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو 'طالبِ مولیٰ'' کے طور پر دیکھا جائے تو طالبِ مولیٰ کی جو خصوصیات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہیں وہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ میں بدرجہ اُتّم موجود تھیں۔ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد تو تھے ہی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد بھی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر اپنے والد کو والد نہیں مرشد سمجھ کر ایک طالبِ مولیٰ کی طرح اُن کی اطاعت اور خدمت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جو اطاعتِ مرشد سے خالی ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سے عشق کا یہ حال تھا کہ کسی بھی لمحہ مرشد سے جدا رہنا آپ رحمۃ اللہ علیہ گوارا نہیں فرماتے تھے، مرشد پاک کے وصال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر لمحہ زندگی مرشد کے ساتھ رہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کی ذات سے عشق تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مرشد کے محبوب تھے مرشد بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے اس بات کی تصدیق ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کی مندرجہ ذیل دو عبارات سے ہوتی ہے:

1 سلطان محمد عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر سفر میں رہا کرتے تھے اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں رہتے تھے۔[1]

2 مریدین کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیر قاسم علی شاہ[2] رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا اور سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خود پڑھاتے رہے اور بعد میں سلطان محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور

---

[1] مضمون ''سلطان صفدر علی صاحب''، صفحہ نمبر 29۔ ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور شمارہ جون 2001

[2] سجادہ نشین دربار پاک سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر مجتبیٰ آخر زمانی کے باب چہارم میں ہے۔

سلطان محمد معظم علی صاحب کو دینی درسگاہ میں تعلیم کے حصول کے لیے داخل کروایا جہاں سے دونوں صاحبزادوں نے قرآنِ پاک حفظ کیا پھر سلطان محمد معظم علی صاحب نے درسِ نظامی کی سند حاصل کی۔[1]

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک بھی ہر لمحہ ہر آن آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے اور یہی ہوا دونوں محبّ اور محبوب ہمیشہ ساتھ رہے اور آج بھی مزار مبارک میں ساتھ ساتھ آرام فرما ہیں۔

مرشد طالب کو مختلف فرائض یا ڈیوٹیاں تفویض کر کے آزماتا ہے۔ اصل میں مرشد کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ طالب کو پرکھ لے کہ وہ یہ تفویض کردہ ڈیوٹی بہ امر مجبوری کر رہا ہے، بے دلی سے کر رہا ہے یا خلوص کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے یا مرشد کی ڈیوٹی سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ڈیوٹی ادا کرتے وقت جتنا دِل میں صدق اور خلوص ہوتا ہے اسی کے مطابق فیض ملتا ہے۔

ایک دفعہ اس خادم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور اگر مرشد باپ ہو تو فقر کے سفر میں آسانی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے یہاں امتحان اور آزمائشوں کا طریقہ سب کے لیے یکساں ہے۔ اگر میں صاحبزادہ بنا رہتا تو کبھی بھی اس مقام تک نہ پہنچتا۔ جب میں نے اپنے اندر سے صاحبزادگی کو نکال دیا تو میں نے منزل کو پالیا۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کیا خواجہ حسن بصریؒ، داؤد طائیؒ، شیخ حبیب عجمیؒ یا پھر سیّد محمد عبداللہ شاہؒ، سیّد محمد عبدالغفور شاہؒ اور سیّد پیر بہادر علی شاہؒ کو فقر وارثت کی وجہ سے ملا تھا؟ بھائی نجیب الرحمٰن یہاں تو سب کو ایک ہی راہ سے گزرنا پڑتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عشقِ مرشد کے چند واقعات درج ذیل ہیں:

ا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فجر کی باجماعت نماز کے فوراً بعد گرم گرم چائے پیتے تھے۔ ایک دفعہ ایک طالب جو سیّد تھا، سلطان

---

[1] صفحہ نمبر 26۔ ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور، شمارہ ستمبر 2000 مضمون ''سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ''

محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مہربانی کی التجا کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چائے کی ڈیوٹی اس کے ذمہ لگا دی لیکن وہ سیّد صاحب اس ڈیوٹی کے اسرار و رموز کو نہ سمجھ سکے۔ وہ روزانہ نماز پڑھنے کی غرض سے سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاتے۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد نماز سے واپس تشریف لاتے اور چائے طلب فرماتے تو شاہ صاحب کہتے کہ حضور ابھی تیار کر کے حاضر کرتا ہوں یہ سلسلہ کئی دنوں تک جاری رہا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چائے میں تاخیر ہو جاتی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نوش نہ فرماتے۔ سب مریدین یہ بات محسوس کر رہے تھے لیکن عرض کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ تھی آخر ایک دِن سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور چائے کی ڈیوٹی کے لیے عرض کی۔ انہوں نے فرمایا بیٹا اصغر علیؒ آپ بہت نفیس طبیعت کے مالک ہیں آپ یہ ڈیوٹی کیسے ادا کریں گے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ توفیقِ مرشد حاصل رہی تو کامیاب ہو جاؤں گا۔ مرشد پاک کی طرف سے یہ ڈیوٹی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو عطا کر دی گئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ رات کو ہی چائے کا سارا انتظام مکمل کر لیتے اور ساری رات جاگ کر گزارتے کہ کہیں آنکھ لگ گئی تو چائے میں دیر نہ ہو جائے۔ جیسے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک نماز کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لاتے آپ رحمتہ اللہ علیہ فوراً چائے اُن کی بارگاہ میں پیش کر دیتے یہ ڈیوٹی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دو دن نہیں سالہا سال ادا کی اس کے علاوہ مرشد پاک کے لیے کھانا بنانے کی ڈیوٹی بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لمبے عرصہ تک ادا کی۔

❁ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو گھوڑوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سونپی گئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ ذمہ داری اتنے احسن طریقے سے ادا کی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے گھوڑوں کی تمام بیماریوں اور اُن کے علاج کا علم حاصل کیا۔ گھوڑوں کی نسلوں کے متعلق آگاہی حاصل کی بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ گھوڑوں کی لید بھی خود اپنے ہاتھوں سے صاف فرماتے تھے۔ جب مریدین مدد کے لیے عرض کرتے تو فرماتے یہ میری ڈیوٹی ہے اور مجھے ہی ادا کرنی ہے۔

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو جب لنگر پاک کی ذمہ داری دی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ

نے لنگر کے فرائض بھی لگن اور محنت سے ادا کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نگرانی میں لنگر پکواتے اور خود لنگر تقسیم فرماتے اور خود ہی برتنوں کی صفائی فرماتے۔

❁ ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک میانوالی کے نزدیک واں بھچراں کے علاقہ تھل میں سفر میں تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی حسبِ معمول اپنے مرشد کے ہمراہ تھے۔ اس زمانہ میں دیہاتوں تو کجا شہروں میں بھی بجلی کا تصور محال تھا۔ ایک گاؤں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک کا گرمی کی وجہ سے بڑا برُا حال ہے اور پھر قارئین جانتے ہیں صحرائی علاقہ کی گرمی ہوتی بھی کتنی شدت کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر مرشد پاک کی بارگاہ میں تشریف لے گئے اور دو دِن کی چھٹی کی درخواست کی اور عرض کیا کہ ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے اجازت دے دی آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی تیزی سے لاہور تشریف لائے اور اپنی گاڑی فروخت کر کے ایک پیڈسٹل فین اور ایک جنریٹر خرید کر بذریعہ بس واپس پہنچے اور مرشد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پیڈسٹل فین سے ہوا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کو پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سکون کی دولت پالی۔ مرشد پاک نے پوچھا ''چن اصغرؒ! گاڑی کہاں ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حضور اس کو بیچ کر اس کی رقم بہت مبارک جگہ لگائی ہے۔''

❁ حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اور مسجد تعمیر کروا رہے تھے کہ رقم ختم ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے کہا اگر دو ڈھائی لاکھ روپیہ ہوتا تو کام مکمل ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سنا تو پھر لاہور تشریف لے گئے اور اپنی دوسری گاڑی بھی فروخت کر کے رقم لا کر مرشد پاک کی بارگاہ میں پیش کر دی اور فرمایا کہ حضور آپ دربار اور مسجد مکمل فرمائیں۔ مرشد پاک نے پوچھا ''چن اصغرؒ گاڑی کے بغیر کیا کرو گے؟'' فرمایا! ''حضور گزارہ ہو جائے گا۔'' یہ سنت اس خادم کو بھی ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جب حج 2001 کے موقع پر اس خادم نے اپنی کار فروخت کر کے حج کے اخراجات کا انتظام کیا۔

یہ مارچ 1979ء کا واقعہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو گردوں کی شدید تکلیف ہوئی۔ وہ بارہ ٹالیاں جو کہ بھکر روڈ جھنگ سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مہر احمد خان مگھیانہ کے ڈیرہ پر ڈاکٹر محمد یوسف کے زیرِ علاج تھے۔ ایک دِن تکلیف زیادہ ہونے پر ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کے بعد مایوسی کا اظہار کیا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے اگلے دِن صبح سویرے سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا ''کل ڈاکٹر صاحب نے میری صحت کے بارے میں مایوسی کا اظہار کیا ہے لیکن آپ مایوس نہ ہوں بلکہ آپ فوراً میرے مرشد پاک کے دربارِ عالیہ پر حاضر ہوں اور وہاں اُن کے مزار مبارک پر دونوں ہاتھ رکھ کر اُن کی بارگاہ میں میری صحت کا سوال کریں اور پھر وہ ہاتھ کسی چیز کو لگائے بغیر میرے پاس واپس آ جانا۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ فوراً حضرت پیر بہادر شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور دربارِ عالیہ پر حاضر ہو کر مزار پاک پر ہاتھ رکھ کر مرشد پاک کی صحت کا سوال عرض کیا پھر اسی حکم کے مطابق اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہوئے اور کسی چیز کو چھوئے بغیر ایک لمبا سفر طے کرتے ہوئے اپنے مرشد پاک کے پاس پہنچے تو سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان الفقر محمد اصغر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لگایا اور پھر گردوں کے مقام پر پھیرا تو سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔

یہ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عشقِ مرشد کے چند ایک واقعات ہیں' اصل میں حق تو یہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جتنا عرصہ بھی اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں گزارا طالبِ مولیٰ بن کر گزارا یہ الگ بات ہے کہ آپ اپنے مرشدِ پاک کے محبوب تھے یعنی طالب بھی مطلوب بھی۔ مریدین اور خلفاء آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ اپنی عرضیاں اور درخواستیں سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے دستِ مبارک سے اپنے مرشد پاک کو وضو کراتے، جائے نماز خود بچھاتے، گھوڑے پر خود سوار کرواتے۔ مرشد پاک کی صحت کا خیال خود رکھتے، بیمار ہونے پر ہسپتال لے کر جاتے اور ساتھ ساتھ رہتے۔ جب مرشد پاک کی صحت گھڑ سواری کے قابل نہ رہی تو ایک کار نمبر 422 مرشد

پاک کی خدمت میں خرید کر پیش کی۔ یہ سنت اس خادم کے حصہ میں بھی آئی جب اس خادم نے 1999 میں ایک ڈبل کیبن ہائی لکس نمبر LXM-422 خرید کر اپنے مرشد سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سیرت اور صورت دونوں میں مرشد کی ذات میں اس قدر فنا ہو گئے تھے کہ انہی کی تصویر بن گئے۔

منتقلی امانتِ فقر اور مسندِ تلقین وارشاد

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقلی امانتِ فقر کے بارے میں اب تک تین روایات موجود ہیں اور تینوں کے راوی سید امیر خان نیازی[1] مرحوم ہیں۔ان روایات کو پڑھنے سے قبل یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ بیعتِ انتقال امانتِ فقر ہے اور سلطان الاولیاء سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے دو سال قبل حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بیعت فرمائی کیونکہ بیعتِ توبہ وتقویٰ تو پہلے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سولہ سال کی عمر میں کر چکے تھے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر وتصور سے کامل ہو چکے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ 1947 سے 1979 تک آپ رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہی نہ ہوئے ہوں کیونکہ بیعت کے بغیر تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور اور ذکر اسمِ اعظم ھُو کا خیال بھی محال ہے لیکن سید امیر خان نیازی اپنی روایات میں ان کو بیعت یا بیعتِ خلافت ہی فرماتے ہیں۔ سید امیر خان نیازی نے وہ روایات اس طرح تحریر فرمائی ہیں:

ا۔ 1979ء میں ایک مرتبہ حضرت صاحب (سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ) اپنے مرشدِ پاک حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر تشریف فرما تھے مَیں بھی ساتھ تھا۔ ہفتہ کے بعد میں چھٹی لے کر گھر چلا آیا، ہفتہ گزار کر میں دوبارہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ گیا۔ جونہی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا ''سید امیر خان! تمہیں مبارک ہو کہ سلطان محمد صفدر علی صاحب اور سلطان محمد اصغر علی صاحب کو میرے مرشدِ پاک حضور سلطان محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دستِ بیعت فرما لیا ہے اور انہیں اپنی طرف سے خلافت بھی عطا فرما دی ہے۔''

مَیں بہت خوش ہوا اور عرض کی ''حضور! خیر مبارک! یہ کب اور کیسے ہوا؟'' فرمایا ''گزشتہ منگل کے

---

[1] سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے' ان کے وصال کے بعد سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور اُن کے وصال کے بعد حضرت سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی رہے۔ 11 جولائی 2011 کو انتقال فرما گئے۔

روز میں محل شریف کے اندر گیا تو حضور پیر محمد بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''حضرت صاحب جمعہ کے روز رات کو سلطان محمد صفدر علی صاحب اور سلطان محمد اصغر علی صاحب کو دستِ بیعت کرنا ہے آپ تیار رہیں۔'' سلطان محمد اصغر علی صاحب تو میرے پاس موجود تھے لیکن سلطان محمد صفدر علی صاحب اپنے گھر دربار حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پر تھے، چونکہ پیر صاحب نے دونوں کو دستِ بیعت کرنے کا فرمایا تھا اس لیے مجھے یقین تھا کہ آپ باطنی تصرف سے سلطان محمد صفدر علی صاحب کو بھی بلا لیں گے اور ہوا بھی یہی کہ جمعہ کے روز سلطان محمد صفدر علی صاحب بھی صبح سویرے خود بخود پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد جب مَیں سلام کرنے محل شریف کے اندر داخل ہوا تو حضور پیر صاحب نے فرمایا ''آؤ اب صاحبزادگان کو دستِ بیعت کرلیں۔'' چنانچہ بظاہر تو مَیں نے دونوں صاحبزادوں کے ہاتھوں کو اپنے مرشد پاک حضرت سلطان محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر رکھوا کر اُن کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے اور ایک ہی نظر میں دونوں کو واصل باللہ، فنافی اللہ، بقاباللہ کر دیا لیکن بباطن یہ سب کچھ حضور پیر صاحب نے خود کیا اور انہیں اپنی خلافت بھی عطا فرما دی۔'' میں نے حیران ہو کر حضرت صاحب سے پوچھا ''حضور کیا ایک ہی دم میں تمام مراتب طے کرا دیئے آپ نے؟'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تو اور کیا؟ میں انہیں راستے میں چھوڑ دیتا؟''[1]

۲۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ پر ایک مضمون میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دنیاوی تعلیم کے حصول کا ذکر کرنے کے بعد سید امیر خان نیازی لکھتے ہیں ''اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے والد (سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ) صاحب سے باطنی سلک سلوک کی منازل طے کیں اور علومِ باطنیہ میں کمال حاصل کر کے 1981 میں مسندِ ارشاد سنبھالی۔''[2]

---

[1] صفحہ 10-11 پیش لفظ ''شمس العارفین'' مترجم سید امیر خان نیازی۔ پہلا ایڈیشن 2002ء میں انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان و عالمِ اسلام دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو نے شائع کیا اور بعد میں اس کتاب کو العارفین پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیا۔

نوٹ: بریکٹ میں الفاظ میرے ہیں جو میں نے قارئین کو سمجھانے کی غرض سے درج کیے ہیں۔

[2] صفحہ 15، ماہنامہ مرآۃ العارفین شمارہ دسمبر 2004۔

۳۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ) کے مرشدِ کریم حضور قبلہ حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخر ایام میں اپنے دونوں بڑے صاحبزادوں حضرت سخی سلطان محمد صفدر علی صاحب اور حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب کو حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس پر حاضر فرمایا اور حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں وہ وعدہ پیش فرمایا جس میں حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فقر کا خزانہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو خود منتقل کرنے کا عہد کیا تھا۔ مزار مبارک کے دائیں طرف حضور سلطان محمد صفدر علی صاحب کو اور بائیں طرف سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھایا۔ والد صاحب نے اپنے سر مبارک والی دستار حضور سلطان محمد صفدر علی صاحب کے سر مبارک پر رکھ کر خلافت عطا فرمائی اور مائی باپ کے شہر شورکوٹ سے ایک سپیشل دستار منگوا کر حضور سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی اور دونوں کو حضور پیر بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا۔ (ماہنامہ مرآۃ العارفین شمارہ نومبر 2007۔ صفحہ 75)

بیعت کا حقیقی واقعہ اس طرح سے ہے کہ سلطان الاولیا حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ 11۔ اپریل 1979ء (12۔ جمادی الاوّل 1399ھ) بروز بدھ اپنے مرشد شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر پہنچے۔ 13۔ اپریل 1979ء (14[1] جمادی الاوّل 1399ھ) بروز جمعۃ المبارک حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بعد ادائیگی نمازِ مغرب اپنے دونوں صاحبزادوں سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ اور سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر اپنے مرشد شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے اندر تشریف لے گئے اور تُربت مبارک کے قریب بیٹھ کر اپنے دائیں طرف سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ اور بائیں طرف سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھا کر اپنے دستِ مبارک مرشد پاک

---

[1] بیعت بعد نمازِ مغرب ہوئی تھی اور ہجری کیلنڈر میں تاریخ غروبِ آفتاب کے بعد تبدیل ہو جاتی ہے۔

کے مزار مبارک پر رکھ کر دونوں صاحبزادگان کے ہاتھوں کو اپنے دستِ مبارک پر رکھا اور بیعت فرمایا۔ سلطان صفدر علی صاحب کے سر مبارک پر اپنے سر سے دستار مبارک اتار کر رکھی اور خلافت عطا فرمائی اور شورکوٹ شہر سے منگوائی گئی نئی دستار سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی اور امانتِ الٰہیہ، امانتِ فقر منتقل فرمائی۔

یاد رکھیے امانتِ الٰہیہ دستار کی محتاج نہیں ہے۔ امانت دِل (باطن) میں منتقل کی جاتی ہے اور دستار تو صرف سر پر سجانے کے لیے ہوتی ہے۔ یہاں پر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر کو ظاہر سے اور باطن کو باطن سے ملا دیا۔ فَھِمَ مَنْ فَھِمَ۔

مسندِ تلقین و ارشاد

مسندِ تلقین و ارشاد کا ذکر کرنے سے پہلے بیعت کے سلسلہ میں بیان ہونے والی سید امیر خان نیازی مرحوم کی مندرجہ بالا تینوں روایات کے متعلق وضاحت کرنا ضروری ہے کیونکہ انہی کی مدد سے اس بات کی تصدیق ہوگی سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند تلقین و ارشاد کب سنبھالی۔ یہ بات تو درست ہے کہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو شہبازِ عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا اور یہ روایت میں نے خود سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے سماعت کی ہے۔ لیکن کچھ باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 12۔ اپریل 1981ء کو ہوا اور سلطان محمد صفدر علی کا وصال 13۔ نومبر 1986[1] ء کو ہوا یعنی اپنے مرشد سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے تقریباً پانچ سال بعد تک سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ حیات رہے۔ اب ان روایات میں موجود تضادات کا ذکر

1۔ سیّد امیر خان نیازی مرحوم نے صراط الصالحین جلد اوّل میں سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال 13۔ نومبر 1986ء جبکہ سلطان الطاف علی نے مرآت سلطانی (باھُو نامہ کامل) میں 28 اکتوبر 1986ء درج فرمائی ہے۔

کرتے ہیں:

ا۔ جہاں تک پہلی روایت کا تعلق ہے سید امیر خان نیازی کا کہنا ہے کہ یہ روایت انہیں سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خود بتائی ہے اور سینہ بہ سینہ یہ روایت ہمیشہ مریدین میں موجود رہی ہے اور سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کسی نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سید امیر خان نیازی کو بلاتے کہ بیان فرمائیں۔ سید امیر خان نیازی اسے ہمیشہ یوں ہی بیان فرماتے۔ پہلی بار اسے تحریری شکل میں 2002ء میں شمس العارفین کے ترجمہ کے پیش لفظ میں درج کیا گیا۔ لیکن اس روایت پر غور کرتے وقت یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ بیعت کے وقت کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر (ششم) کے مرتبہ پر فائز ہوں گے۔ کیونکہ بیعت کا واقعہ 1979 کا ہے اور ان کے سلطان الفقر کے مرتبہ کا اعلان 1997 یعنی پورے 18 سال بعد ہوا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ سروری قادری مرشد، قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوتا ہے اور وہ کوئی بھی راز قبل از وقت ظاہر یا اِفشا نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو اللہ کے رازوں سے آگاہ کرتا ہے، سوائے دِل کے محرم (محرمِ راز) کے، تاکہ معین وقت تک کسی بھی فتنہ وغیرہ سے بچا جا سکے۔ یہ راز سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم تھا یا پھر محرمِ راز سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو کیونکہ کوئی بھی راز محرمِ راز سے پوشیدہ نہیں رکھا جاتا۔ چونکہ قبل از وقت اس راز کو افشاں نہ کرنا ہی حکمت تھی اس لیے جتنی اس وقت ضرورت تھی اتنی بات سید امیر خان نیازی مرحوم کو بیعت کے وقت بتا دی گئی۔ سید امیر خان نیازی اس کو اصلاحی جماعت اور مریدین میں روایت کرتے رہے اور یہ اُن کے توسط سے روایت در روایت ہوتی رہی۔ لیکن اِس روایت میں جو عبارت شبہات کو جنم دیتی ہے وہ یہ ہے ''دونوں صاحبزادگان کو فنا فی اللہ بقا باللہ کر دیا۔'' ''فنا فی اللہ بقا باللہ'' وہ مقام ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے اور انسانِ کامل دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے۔ انسانِ کامل کی صفات و کمالات اور خاص نشانیوں کے متعلق آپ گذشتہ صفحات میں بھی پڑھ چکے ہیں۔ یہاں ہماری دلیل کی تصدیق کے لیے بطور

یاد دہانی انہیں دہرایا جارہا ہے۔

❁ علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

۱۔ انسانِ کامل، اکمل موجودات ہے۔

۲۔ ''واحد'' مخلوق ہے جو مشاہدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتی ہے۔

۳۔ صفاتِ الٰہیہ کا آئینہ ہے۔

۴۔ مرتبہ حدِ امکان سے بالا اور مقامِ خَلق سے بلند ہے۔

۵۔ حادث ازلی اور دائم ابدی اور کلمہ فاضلہ جامعہ ہے۔

۶۔ حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو آنکھ کو پُتلی سے ہے۔

۷۔ عَالَم کے ساتھ اس کی نسبت انگشتری میں نگینے کی مانند ہے۔

۸۔ رحمت کی جہت سے اعظمِ مخلوقات ہے۔

۹۔ انسانِ کامل عَالَم کی روح ہے اور عَالَم اس کا قالب۔

۱۰۔ انسانِ کامل ربوبیّت اور عبودیت کا جامع ہے اگر اللہ واحد ہے تو اس کا خلیفہ (انسانِ کامل) بھی (دنیا میں) ''واحد'' ہے۔

۱۱۔ عالم میں ہر موجود حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہی اسم اس کا ربّ ہے اور انسانِ کامل حق تعالیٰ کے اسمِ جامع اسمِ اَللّٰہُ کا مظہر ہے جو سب اسماءِ الٰہی کا ربّ ہے پس ربّ الارباب ہے پس ربّ العالمین ہے۔

۱۲۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے انسانِ کامل کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا دونوں ہاتھوں سے مراد دونوں صفات جلال اور جمال کی ہیں پس حضرت انسانِ کامل جو مدبرِ عالم ہے، عالم کی روح ہے لہٰذا غائب ہے اگرچہ خلیفہ سے خارج میں موجود ہے لیکن سوائے خاص اولیاء کے اس کو کوئی نہیں پہچانتا لہٰذا غائب ہے۔ خلیفہ سے مراد قطب زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا سلطان ہے (یہاں خلیفہ سے مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا

خلیفہ بنانے والا ہوں)۔

۱۳۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول جو نئی شریعت لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں ''ایک'' ایسا فردِ کامل رہے گا جس میں حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوگا اور وہ فنا فی الرسول کے مقام سے مشرف ہوگا وہ فردِ کامل قطبِ زمان ہے اور ہر زمانہ میں ''ایک'' ولی اس منصب پر فائز کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں [۱]

۱۵۔ چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و ربّ الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امر و قربِ فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسکے توسط سے کرتا ہے [۲]

حضرت شیخ موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سورہ فاتحہ کی شرح کرتے ہوئے اسمِ اَللّٰہُ کے بارے میں فرماتے ہیں:

☆ ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور سورۃً و لفظاً عالمِ صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائقِ کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیٔ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔'' [۳]

---

[۱] فصوص الحکم والایقان۔ فتوحاتِ مکیہ [۲] فصوص الحکم ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

[۳] تفسیر روح البیان جلد اوّل صفحہ نمبر 41 ترجمہ مولانا محمد فیض احمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

حضرت سیّد عبد الکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

☆ ''وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ ان کمالات میں منفرد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔'' (صفحہ 379)

☆ مزید فرماتے ہیں ''انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور مِلک واصالت اسماءِ ذاتی و صفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسمِ اَللّٰہُ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل اپنے اسماء و صفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔ وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہے یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے:

''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔'' ترجمہ: ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔ (صفحہ 391)

آپ رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆ ''انسانِ کامل قطبِ عالم ہے جس سے اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی اس وقت سے لے کر ابد الآباد تک ایک ہی شے ہے پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبار لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے اور دوسرے لباس کے اعتبار

سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور اس کی کنیت ابو القاسم اور اس کا وصف عبد اللہ ہے اور اس کا لقب شمس الدین ہے پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔'' (صفحہ 388)

☆ ''حقیقتِ محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اُس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔'' (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں سید امیر خان نیازی مرحوم کی روایات کے مطالعہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دونوں صاحبزادگان بیک وقت ''انسانِ کامل'' تھے۔ ''انسانِ کامل تو دنیا میں ایک ہوتا ہے'' اور کیا دونوں بیک وقت تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز تھے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ سلطان الفقر تو ازل سے فنا فی اللہ بقا باللہ ہے یعنی امانتِ الٰہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے اور اس کا قدم تمام غوث و قطب اور اولیاء کے سر پر ہوتا ہے۔

اگرچہ 1997ء میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ ''سلطان الفقر'' کے اعلان سے قبل سید امیر خان نیازی مرحوم ان کی حقیقت اور مرتبہ سے ناواقف تھے اسی لیے یہی روایت لوگوں سے بیان کرتے رہے لیکن 2002ء میں شمس العارفین میں سلطان الفقر کی بیعت کے واقعہ کو تحریری شکل دیتے وقت تو نیازی صاحب کو علم تھا کہ ساری دنیا کو سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقر کے بارے میں علم ہے۔ وہ اپنی پہلی زبانی بیان کردہ روایات اور مشاہدات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ذہن پر زور دیتے تو اس روایت کی تصحیح کر سکتے تھے اور پھر بیعت کرتے وقت سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ سروری قادری پڑھا کرتے تھے اس میں سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں تھا اور اب تک سلسلہ سروری قادری میں سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی آتا ہے۔ اِس صاف معلوم ہوتا تھا کہ کہ سلسلہ سروری قادری کے سلطان

محمد عبد العزیزؒ کے بعد شیخ سلطان الفقر (ششم) سلطان محمد اصغر علیؒ ہیں اور سلطان صفدر علیؒ سلسلہ سروری قادری کے شجرہ میں شامل نہیں ہیں لیکن سید امیر خان نیازی نے اس طرف بھی کبھی توجہ نہ دی۔

باقی دونوں روایات میں سید امیر خان نیازی نے وہ بات تسلیم کر لی جو ہم اوپر درج کر چکے ہیں یا بیان کرنا چاہتے ہیں یا جو حق ہے کہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے اپنے مرشد کے وصال کے فوراً بعد 1981ء میں ہی مسندِ تلقین و ارشاد سنبھال لی تھی اور اِن روایات میں سید امیر خان نیازی اس خادم سے متفق نظر آتے ہیں۔ یہ بات سو فیصد درست ہے۔ لیکن اُن کی تیسری روایت پھر بھی شبہات جنم دیتی ہے کہ سلطان محمد عبد العزیزؒ نے اپنے سر سے اپنی دستار اتار کر سلطان محمد صفدر علیؒ کے سر مبارک پر رکھی اور شور کوٹ سے ایک دستار منگوا کر سلطان محمد اصغر علیؒ کے سر پر باندھی گئی۔ جیسا کہ آپ مندرجہ بالا سطور میں پڑھ چکے ہیں کہ دنیا میں ایک وقت میں ایک ہی انسانِ کامل یا امام الوقت ہوتا ہے۔ اب ظاہری دستار تو سلطان محمد صفدر علیؒ کے سر مبارک پر چلی گئی اور حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کے لیے شور کوٹ سے دستار منگوائی گئی۔ درحقیقت یہ ایک اشارہ تھا سلطان محمد صفدر علیؒ خاندان کے سربراہ، آستانہ عالیہ سلطان محمد عبد العزیزؒ کے سجادہ نشین اور ظاہری طور پر سلسلہ سروری قادری کے سربراہ رہیں گے۔ پانچ سال تک سلطان محمد صفدر علیؒ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ بیعت فرماتے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی عطا فرماتے رہے۔ لیکن اس دوران سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ بھی بیعت فرماتے رہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرماتے رہے اس بات کی تصدیق سید امیر خان نیازی مرحوم کی تحریر سے ہی ہوتی ہے:

✿ وصالِ مرشد کے دِن (12 اپریل کو وصال ہوا 13 اپریل کو دفن کیا گیا) سے لے کر 25 دِن بعد آپؒ (سلطان الفقر ششم سلطان محمد اصغر علی) جب باہر تشریف لائے تو پہلا خوش نصیب شخص ملک محمد صفدر حسین (چکوال) بیعت کے لیے حاضر ہوا آپؒ نے اس کو بیعت فرما کر مسندِ ارشاد

کا آغاز فرمایا۔(ماہنامہ مرآۃ العارفین نومبر 2007۔صفحہ 75۔ بریکٹ میں الفاظ اس خادم کے ہیں)

اس سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اگرچہ ظاہری طور پر خلافت اور سجادہ نشینی 13 اپریل 1981ء سے 13 نومبر 1986ء[1] تک سلطان محمد صفدر علی کے پاس رہی کیونکہ خاندانی رسم ورواج کے مطابق بڑا بیٹا ہی خاندان کا سربراہ اور خلافت کا وارث بنتا ہے۔لیکن اسی دوران سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس باطنی وحقیقی خلافت رہی بلکہ مسندِ تلقین وارشاد پر بھی وہ ہی فائز رہے۔فقیر ظاہری خلافت اور سجادہ نشینی کا محتاج نہیں ہوتا اور پھر اگر سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری خلافت بھی عطا کردی جاتی تو خاندان اسے قبول نہ کرتا اور کسی فتنہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا اور یہ خاندانی رواج کے بھی خلاف ہوتا اس لیے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ ورنہ امانتِ الٰہیہ اور امانتِ فقر کے ازل سے وارث سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے یا دوسرے الفاظ میں حقیقی اور باطنی خلافت (امانتِ الٰہیہ، امانتِ فقر) آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے پاس تھی اور ظاہری خلافت سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھی۔

کیا مرشد کامل ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی خلافت عطا کرتا ہے؟ اس کے بارے میں سید امیر خان نیازی مرحوم سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت بیان کیا کرتے تھے لیکن سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انہوں نے یہ روایت بیان کرنا بند کردی اور خاموشی اختیار فرمالی۔ سید امیر خان نیازی مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ جنوری 2003 میں وہ ایک مرتبہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھے اور گاڑی کی پچھلی نشست پر اُن کے ساتھ ملک شیر محمد اور ایک اور صاحب بھی تھے کہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''نیازی صاحب ہم نے ایک ظاہری خلافت عطا کرنی ہے اور ایک باطنی خلافت (امانتِ فقر)۔'' نیازی صاحب

---

[1] مرآتِ سلطانی کے مطابق تاریخِ وصال 28 اکتوبر 1986ء ہے

فرماتے تھے کہ میں نے ناموں کے متعلق پوچھا کہ کس کو ظاہری خلافت عطا کرنی ہے اور کس کو باطنی؟ تو سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کوئی جواب نہ دیا۔ نیازی صاحب کے خیال میں دوسرے لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمالی اُن کا خیال تھا کہ اگر دوسرے لوگ موجود نہ ہوتے تو اُن کو ناموں کا پتہ چل جاتا۔ حالانکہ نیازی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے تھا کہ ایسے راز ظاہر نہیں کیے جاتے۔

جب 13 نومبر 1986ء[1] کو سلطان محمد صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر بھی مسندِ تلقین وارشاد سنبھال لی۔ لیکن یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ 13 اپریل 1981ء سے 13 نومبر 1986ء کے عرصہ کے دوران جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر خاموشی کا زمانہ گزار رہے تھے اس دوران بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت نصیب ہوئی۔ اس کو ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ ''صاحبِ اسم'' مرشد تھے اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے۔ صاحبِ اسم اور صاحبِ مسمّٰی مرشد میں فرق کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے عین الفقر میں یوں بیان فرمایا ہے:

❁ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم ''مقامِ خَلق'' (مخلوق، یا مقامِ ناسوت) پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ ''غیر مخلوق'' (مقامِ احدیت) پر ہوتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر باطن میں ہر وقت غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

صاحبِ مسمّٰی مرشد کی تعریف کرتے ہوئے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:

❁ ''اس راہ (فقر) کا تعلق عرف (شہرت، نام و ناموس) سے نہیں عرفانِ حق سے ہے اللہ تعالیٰ

---

[1] مرآتِ سلطانی کے مطابق 28 اکتوبر 1986ء

جسے عطا کرتا ہے وہ مطلق مسمّٰی فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ راہ معرفتِ مسمّٰی کا تعلق گفتگو سے نہیں عطائے الٰہی سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور وہی اسے جانتا و پہچانتا ہے۔

مسمّٰی آں کہ باشد لازوالی　　نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی
بود غرقش بہ وحدت عین دانی　　فنا فی اللہ شود سِرِّ نہانی

ترجمہ: مقامِ مسمّٰی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر و وصال کی گنجائش نہیں اس مقام پر پہنچ کر طالبِ اللہ فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے اور اُس پر رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

اب سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مسندِ ارشاد سنبھالنے کی طرف آتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر کے حقیقی وارث تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسندِ تلقین و ارشاد اپنے مرشد کے وصال کے فوراً بعد 13۔اپریل 1981ء کو ہی سنبھال لی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر کے رہتا ہے۔

مرشد کامل اکمل

مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی جو صفات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں بیان فرمائی ہیں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ان کی مکمل اور جامع تصویر تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ سلطان الفقر پر فائز ہیں۔ جو سلطان الفقر کی شان ہوتی ہے وہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان ہے اور سلطان الفقر کی تعریف رسالہ روحی شریف میں یہ فرمائی گئی ہے:

''ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر اُن کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدۂ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا پورا وجود نورِ مطلق بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی اسی صفت کا مظہر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو ریاضتوں، وظائف، چلہ کشی کی مشقت میں نہیں ڈالا محض اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور، اپنی صحبت اور نگاہِ کامل کی تاثیر سے لوگوں کے زنگ آلود قلوب کو نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے منور فرمایا۔ اس عاجز اور خادم کا مشاہدہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار کی توجہ ہزار ہا ورد و وظائف سے بہتر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ نور تھی جس پر یہ کیمیائی نگاہ پڑی وہ نورِ مطلق بن گیا۔ اس خادم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھی ایک

منقبت میں اس کا اظہار یوں کیا ہے:

❁ آپؒ کی نگاہِ کامل سے ناقصوں کو کمال ملا
ملا سب کو عشق مگر خواص کو مانندِ بلالؓ ملا

❁ وہ محفلِ عشاق میں آپؒ کا دبے پاؤں آنا
عاشقوں سے نگاہیں ملا کے وہ نگاہوں کا جھکانا
ہلکے سے تبسم سے وہ دِلوں کو گرمانا
دید میں تڑپتی روحوں کو ایک نظر سے دیوانہ بنانا
نجیب ہوا انہی اداؤں سے گھائل دلبر جانی
سلطان محمد اصغر علیؒ مظہر ذاتِ ربانی

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جتنے بھی مشائخ سروری قادری یا سروری قادری سلسلہ میں جو بھی فقراء اور خلفاء گزرے ہیں انہوں نے لوگوں کو صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کی پہلی منزل ''اَللّٰہُ ھُو'' عطا فرمائی لیکن سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی وہ ذات ہیں کہ جنہوں نے سلطان الاذکار ''ذکرِ ھُو'' کو خواص کی بجائے عام لوگوں میں عام کیا اور خاص الخاص طالبانِ مولیٰ کو سونے کا اسمِ ذات عطا فرمایا جو حقیقی اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں مسندِ تلقین و ارشاد پر فائز ہوئے لوگ حُبِّ دنیا اور تصورِ مادیت میں غرق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظلمت و گمراہی کے دور میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور عطا کر کے مشاہدہ سے کمال بخشا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک فیض پہنچانے کے لئے طالبِ مولیٰ کیلئے یہ مشکل بھی آسان کر دی کہ برسوں کی محنت و مشقت کی بجائے پہلے ہی دن اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرما دیتے بلکہ بغیر بیعت کے بھی عطا فرما دیا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جن لوگوں سے ریاضت کرانا چاہی انہیں جنگل یا غار میں رہنے کی بجائے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحبتِ مرشد اور مرشد کے لیے مختلف فرائض کی انجام دہی کا حکم دیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے طالبوں اور مریدین پر اس قدر مہربان اور شفیق تھے کہ ایک طالبِ مولیٰ کی غلطی پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بیٹا مرشد کامل اپنے طالب (طالبِ صادق) پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ جو مرشد اپنے طالب (طالبِ صادق) پر ناراض ہوتا ہے تو اس میں خود نقص ہے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ملک بھر میں سفر کر کے لوگوں کو گھروں میں جا کر فیض یاب فرمایا۔ ایسے ہزاروں لوگوں کی مثالیں موجود ہیں جو آپ رحمتہ اللہ علیہ تک نہیں پہنچ سکے مگر وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض سے مستفیض ہوئے اور باطن کو منور کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے طالب کو ہر ظاہری و باطنی طریقے سے محبت کے انداز میں تلقین فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مہربان اور شفیق انداز سے محسوس ہوتا کہ طالب، طالب نہیں بلکہ مطلوب ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے لاکھوں لوگوں کو واصل باللہ اور عارف باللہ بنایا اور ہزاروں خوش نصیبوں کو دریائے توحید میں غوطہ دے کر فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچایا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ لوگوں کی توجہ ایک نکتہ پر مرکوز کراتے۔ جب وہ نکتہ سمجھ آجائے تو پھر تفاسیر میں پڑنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور وہ نکتہ ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جسے دوسرے عارفین نے بھی بیان کیا ہے۔ حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پھڑ نکتہ چھڈ کتاباں نوں   کر بند کفر دیاں باباں نوں

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''علم بہت کثیر ہے مگر بندہ کی عمر بہت قلیل ہے لہٰذا اس مختصر عمر میں وہ علم حاصل کر جو معلوم تک پہنچا دے۔''

گویا آپ نے کثرت والے علم سے بچا کر وحدت (توحید) کے ایک نکتہ پر مرکوز ہونے کی تعلیم دی جس سے ہزاروں لوگ آسانی سے حقیقت سے روشناس ہو گئے۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ تھے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مرشدانِ کامل دنیا میں بہت پائے جاتے ہیں اور مرشدِ کامل طالبِ خالص کو سات دن کی توجہ سے واصل باللہ کرتا ہے۔ مرشدانِ مکمل دنیا میں

چند پائے جاتے ہیں اور مرشدِ مکمل طالبِ خالص کو لگاتار چوبیس گھنٹے کی توجہ سے واصل باللہ کرتا ہے اور مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ دنیا میں صرف ایک وقت میں ایک ہوتا ہے جو مظہرِ ذاتِ الٰہی اور امام الوقت اور خلیفۂ وقت ہوتا ہے اس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے اذا تم الفقر فھو اللّٰہ (فقر جب کامل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) اور ایسے مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ کی ایک نگاہِ کیمیا اثر ہی طالب کو رازِ فقر تک پہنچا دیتی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک اسمِ اَللّٰہُ ذات کا مظہر تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ راہِ فقر میں مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی سروری قادری کی راہنمائی اور راہبری لازمی قرار دیتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- جو لوگ مرشد کامل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر قربِ الٰہی اور مشاہدۂ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طریقت' فقر یا تصوف کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہِ سلوک کی منازل طے کرتا ہوا قربِ الٰہی میں پہنچ گیا ہو۔

- میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آج کل مرشد کامل نایاب ہیں اور ہر طرف جعلی' فریبی' دھوکہ باز مرشد کا روپ دھار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی اگر تم دنیا اور جنت کے لئے جاؤ گے تو انہی لوگوں کے ہتھے چڑھو گے۔ کوئی طالب صادق جو صدق سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا خواہاں ہو وہ کبھی بھی جعلسازوں کے ہتھے نہیں چڑھتا کیونکہ اس کا نگہبان وہ ہوتا ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے اپنی طلب کو دیکھ اور درست کر پھر مرشد کی تلاش کر تجھے منزل مل جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے' اس کی پہچان اور تلاش میں نکلنے والے ہی نہیں رہے تو مرشد کامل اکمل نے بھی ان دنیا داروں سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ میں پھر کہتا ہوں صادق دل اور خلوصِ نیت اور دل سے تعصب کی عینک اتار کر تلاش کر تجھے اپنی منزل مل جائے گی۔ ابو جہل اور ابولہب قریب ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان نہ سکے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے طلبِ صادق

کی وجہ سے دور ہوتے ہوئے بھی پہچان لیا۔

❁ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت' چلہ کشی اور ورد و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ محمدؐ کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہِ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتب میں درج نہیں یعنی ذکر تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے اس کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے ربّ کے حضور پیش کر دیتا ہے جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

❁ مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے۔

❁ طالب کو چاہیے کہ مشاہدۂ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لئے ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ محمدؐ (جیسا مرشد حکم دے) جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی صحبت اور مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے ان میں نورِ ایمان داخل کیا جاتا ہے۔ مرشد کی ایک نگاہ وہ کام کرتی ہے جو ذکر و تصور چھ ماہ میں بھی نہیں کر سکتا جیسا کہ میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''صحبت پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں''۔ اگر مرشد کی بارگاہ میں روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی محفل اور مجلس میں حاضری کے بغیر اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔

❁ مرشد کے تصرف و اختیار کے متعلق فرماتے ہیں ’’مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل کامل، جو مرغی کی مثل ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی کے نیچے جو انڈے آجائیں ان سے بچے نکل آتے ہیں اور جو انڈے باہر رہ جائیں ان سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح جو مرید مرشدِ کامل کی صحبت میں بیٹھے رہیں وہ مرشد کی نظر میں ہوتے ہیں اور جو اس کی محفل سے نکل جائیں وہ اس کے تصرف سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مرشد مکمل جو کچھوے کی مثل ہوتا ہے۔ کچھوا انڈا خشکی پر دیتا ہے لیکن خود پانی میں رہتا ہے اور وہیں سے نگاہ کرتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک نگاہ اثر کرتی ہے۔ سوم مرشدِ کامل اکمل کونج کی مثل ہوتا ہے۔ کونج مشرق میں انڈے دیتی ہے اور مغرب میں جا کر نظر کرتی ہے تو بچے نکل آتے ہیں اس کی نظر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اصل مرشد وہی ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت طالب پر رہے چاہے طالب مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

❁ مرشد کامل سروری قادری ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے بس طالب کا صادق ہونا ضروری ہے۔

❁ ابتدا میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور طالب کے دل میں مرشد کی محبت پیدا کرتا ہے غور و فکر کی بات یہ ہے کہ طالب تصور تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا کر رہا ہے اور دل میں محبت مرشد کی پیدا ہو رہی ہے جبکہ اصول تو یہ ہے کہ جس کا تصور کیا جائے اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرشد سے یہ محبت طالب کو بار بار اس کی محفل میں لے جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق بن جاتی ہے، پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک کی طرف منتقل ہو کر اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل کو پا لیتا ہے۔

❁ مرشد کامل کی نگاہ راہِ فقر کے تمام امراض لالچ، حسد، تکبر، کینہ، انانیت، ہوس، بغض، حبِّ دنیا اور حبِّ عقبیٰ کو ختم کر دیتی ہے۔

❁ مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر کی گئی عبادات سے درجات اور ثواب تو

حاصل ہوتے ہیں لیکن مشاہدۂ حق تعالیٰ، حضورِ قلب، اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قربِ الٰہی مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

- مرشد کامل فقر کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے اور سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کرا دیتا ہے جو مرشد کامل کے بغیر اس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور تمام عمر بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا جبکہ حدیث شریف ہے جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہوتا ہے۔
- مرشد کے بغیر راہِ فقر پر سفر تو بہت دور کی بات اس کے بغیر تو اس راہ پر سفر کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔
- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ظاہر ہونے والے اسرار اور انوار و تجلیات کو اگر طالب نہ سمجھ سکے اور کشمکش میں مبتلا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ طالب کو تصورِ اسم مُحَمَّدؐ عطا کرے کیونکہ اسمِ مُحَمَّدؐ صراطِ مستقیم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔''

اس عاجز اور خادم نے اپنی پوری زندگی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک سے زیادہ پُرنور چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ سے حسین و جمیل کسی کو دیکھا۔ جو سعید قلب آپ رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار کرتا بس آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار میں محو ہو جاتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔ وصال کے بعد بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فیض جاری ہے کیونکہ سلطان الفقر کو جاودانی زندگی حاصل ہے۔

فیض اسمِ اَللّٰہُ ذات

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا فیض جتنا عام کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی اور نے نہیں کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیاء کرام کا یہ قول کہ اسمِ اعظم کو چھپانا لازم اور ظاہر کرنا حرام ہے، الٹ کر اسمِ اعظم کا چھپانا حرام اور ظاہر کرنا لازم کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنے میں گزری اور اس کے لیے شہر شہر اور گاؤں گاؤں گھوم کر لوگوں کو معرفتِ الٰہی کے لیے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دعوت دیتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر آنے والے کو ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا ذکر و تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ عطا فرمایا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' (اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) اسمِ اعظم ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ نُور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے، جس دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا اور وہ محرمِ راز ہو گیا۔ بشرطیکہ یہ ''اسمِ اعظم'' طالب کو کسی مرشدِ کامل صاحبِ مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔

- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب سے اعلیٰ مراتب یا مقام (دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔

- عرفانِ نفس یا انسان کو اپنی ذات کی پہچان صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے

کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادت انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔

- اسمِ اَللّٰہُ ذات دل کی کنجی ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اُتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور دِل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچتا ہے۔ اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے جب انسان اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دل میں ذکر کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحبِ راز مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔
- جس نے ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔
- ھُوْ سلطان الاذکار ہے جو ''ھُوْ'' میں فنا ہو کر ھُوْ ہو گیا وہی ''سلطان'' ہے۔
- جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی صاحبِ مسمّٰی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات طلب کرے۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی کی تلقین فرمائی اور ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کو زنگ آلود قلوب کو منور کرنے کا نسخہ اور باطن کی کنجی قرار دیا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ مشقِ مرقومِ وجودیہ بھی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ قیامت کے دِن سب لوگ اللہ پاک کی بارگاہ میں فطری لباس میں پیش ہوں گے لیکن مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰهُ ذات کرنے والا شخص جب اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اس کا لباس ہی نورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات ہوگا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسے شخص کے جسم کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی اور اس کا جسم قیامت تک محفوظ رہتا ہے اور موت کے بعد اس کی قبر زندہ ہو جاتی ہے۔

نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھُو

مفہوم: اصل فقیر تو وہ ہوتے ہیں جن کی موت کے بعد بھی اُن کی قبر سے لوگوں کو روحانی فیض ملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی لاکھ انسانوں کو اسمِ اَللّٰهُ ذات عطا فرمایا اور بھولے بھٹکے راہی اپنی نگاہِ اکمل سے صراطِ مستقیم کے مبلغ بنا دیئے۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے کئی ممالک میں اسمِ اَللّٰهُ ذات کا فیض جاری وساری فرمایا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام میں جتنا سفر فرمایا ہے اس میں ان گنت طالبانِ مولیٰ کی بے مثال رہنمائی فرمائی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ سورہ احزاب کی یہ آیت اکثر تلاوت فرما کر ساتھ ساتھ ترجمہ اور مفصّل طریقے سے تفسیر بھی بیان فرماتے:

❁ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ (الاحزاب۔72)

ترجمہ: ''ہم نے اپنی امانت آسمانوں پر، زمین پر، اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تو تمام چیزیں عاجز آ گئیں اور ڈر گئیں لیکن انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا۔ اے انسان تو اپنے نفس کے لئے ظالم اور نادان ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے کہ وہ امانت کیا ہے؟ وہ امانت اسمِ اَللّٰهُ ذات ہے جو ہر انسان کے سینے میں موجود ہے جسکی وجہ سے ہر انسان فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے چاہے اس بچے کے والدین غیر مسلم کیوں نہ ہو۔ اور پھر کل بروز قیامت اس امانت کو صحیح سلامت لے جانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے اور اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ مجید کی یہ آیتِ مبارک پڑھا کرتے تھے:

❁ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ o اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ o (الشعراء۔88,89)

ترجمہ: کل قیامت کے دن نہ تمہارا مال کام آئے گا اور نہ اولادیں بلکہ سلامتی والا دل کام آئے گا۔

پھر اس کی وضاحت فرماتے کہ چونکہ دل کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات بطورِ امانت موجود ہے اور جب تک ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات نہ کیا جائے تو نہ دل پاک ہوتا ہے اور نہ وہ امانت بندہ صحیح سلامت واپس لے جا سکتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور نہ سکونِ قلب ملتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خاص الخاص طالبانِ مولیٰ کو تصور کے لئے سونے سے لکھا ہوا اسمِ اَللّٰہُ ذات اور سلطان الاذکار اسمِ ھُو کا ذکر عطا فرماتے اور انہیں مشقِ مرقومِ وجودیہ بتائی جاتی جس پر عمل سے وہ دائمی حضوری کا شرف حاصل کرتے۔ ابتدا میں طالبوں کو شائع شدہ (Printed) اسمِ اَللّٰہُ ذات تصور کے لیے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کی پہلی منزل اَللّٰہُ عطا کی جاتی۔ اس خادم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک چھپے ہوئے (Printed) اور سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات تیار کروانے کا شرف حاصل رہا ہے اور سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات تیار کروانے کی ڈیوٹی ایسا اعزاز تھا کہ وہ شروع ہی اس خادم سے ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رہی جیسا کہ طارق اسماعیل ساگر 'صاحبِ لولاک' کے بارِ اوّل (اپریل 2004) میں سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خالد کی زبانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ رحمۃ اللہ علیہ (سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ) نے آخری لمحات میں ہمارے ساتھی نجیب الرحمٰن صاحب سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے متعلق پوچھا جو لاہور میں سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات تیار کرواتے تھے۔ اِن دنوں آپ کے گھر سے اپنے والد مرشد کے زمانے کے دو پرانے اسمِ اَللّٰہُ ذات ملے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نجیب الرحمٰن صاحب سے کہا کہ اس طرح کے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہمارے لیے بھی تیار کروائیں۔ پھر پوچھا کتنے دِن لگیں گے[1]۔''

---

[1] صفحہ نمبر 273 تا 274۔ سنِ اشاعت اپریل 2004ء۔ پہلا ایڈیشن ناشر مکتبہ العارفین لاہور۔ بعد کے ایڈیشن جو العارفین پبلیکیشنز لاہور نے شائع کیے ان میں سے یہ پیرا نکال دیا گیا ہے۔

یاد رکھیئے کہ سلسلہ سروری قادری کے ہر شیخ نے اسمِ اعظم اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرمایا لیکن اسمِ اعظم اسمِ اَللّٰہُ ذات کو جس قدر سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے عام فرمایا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان مخصوص لوگوں کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:- ''ملک بھر میں تمام لوگوں کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دعوت دو انہیں بلا وَ اللہ کی طرف کیوں کہ اسی میں ان کی فلاح ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ ذات ہیں جنہوں نے سلطان الاذکار ''ذکرِ ھُو'' کو عام کیا۔ اس سے پہلے مشائخ سروری قادری صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کی پہلی منزل کا ذکر عطا فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر جب اسمِ اَللّٰہُ ذات اس عاجز کے سپرد فرمایا تو وصیت فرمائی ''بھائی نجیب الرحمٰن آپ ابتدا میں ہی ذکرِ ھُو عطا کر دیا کرو کیونکہ اب اس پُرفتن، مصروفیت اور مادیت پرستی کے دور میں انسان کے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی چاروں منازل سے گزر سکے اور مشقت برداشت کر سکے'' اور اسمِ محمدؐ کے فیض کو عام کرنے کا بھی حکم فرمایا۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیامت تک سروری قادری مشائخ پر ابتدا میں ہی بیعت کے بعد ذکرِ ھُو عطا کرنا لازم کر دیا یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الاذکار اسمِ ھُو کا فیض قیامت تک عام فرما گئے۔

دعوتِ فقر کے لیے جدوجہد اور مساعی

ا۔ اصلاحی جماعت کا قیام

صاحبزادہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے یکم جنوری 1986 کو ایک انجمن قائم کی تھی جس کا نام ''انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُوسلطان پاکستان وعالمِ اسلام'' رکھا۔ اس انجمن کے قیام کا بنیادی مقصد آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ مریدین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا تھا۔ 13 نومبر[1] 1986ء کو صاحبزادہ سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے۔

سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر بھی سلسلہ سروری قادری کی امامت کو سنبھال لیا اور ''اصلاحی جماعت'' کے نام سے ایک نئی جماعت 27 فروری 1989 کو قائم کی۔ اصلاحی جماعت کا اپنا منشور اور پرچم تھا اس جماعت کا مقصد اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنا اور طالبانِ مولیٰ کی باطنی تربیت اور تزکیۂ نفس کرنا تھا۔

سلسلہ سروری قادری کی امامت سنبھالتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ علماء صرف ظاہر پر توجہ دے رہے ہیں باطن کی طرف اُن کی نظر نہیں ہے اور اسلام کی عبادات روح سے خالی ہو چکی ہیں۔ مسلمان ظاہر پر توجہ کی شدت سے مختلف فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات فرقہ پرستی کے اندھیروں میں گم ہوتی جا رہی ہیں لہٰذا ایک ایسی جماعت ہو جو

---

[1] سید امیر خان نیازی نے صراط الصالحین جلد اوّل میں تاریخِ وصال 13 نومبر 1986ء اور سلطان الطاف علی نے مرآتِ سلطانی میں 28 اکتوبر 1986 درج فرمائی ہے۔

ظاہر کے ساتھ باطن میں بھی لوگوں کی تربیت کرے۔ اس لیے ''اصلاحی جماعت'' کو اللہ تعالیٰ کے اس آفاقی حکم کے تحت وجود میں لایا گیا:

❁ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o (سورہ آلِ عمران - 104)

ترجمہ: ''اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے انہیں معرفتِ حق تعالیٰ کی تلقین کرے اور برائی سے روکے اور ایسے لوگ فلاح پائیں گے۔''

''معروف'' سے مراد ''واقف ہونا'' ہے۔ ''امر بالمعروف'' کے معنی اللہ سے واقف ہونے یا اللہ کی معرفت حاصل کرنے کا حکم دینے کے ہیں۔ ''نہی عن المنکر اور امر بالمعروف'' ہر صاحبِ صدق مسلمان پر فرض ہے۔ امر بالمعروف یا معرفت کی راہ، فقر کی راہ ہے۔

چونکہ انسان کی زندگی کا مقصد معرفتِ حق تعالیٰ کا حصول ہے اور اس ذات کی معرفت کیلئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طلب و تلاش شرط ہے۔ جسے اسمِ اَللّٰہُ ذات مل جاتا ہے اسے دو جہان کی روشن ضمیری حاصل ہو جاتی ہے اس کا دل باصفا اور روشن آئینہ بن جاتا ہے اور وہ دل میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار و تجلیات کے مشاہدہ سے معرفتِ حقیقی پا لیتا ہے، اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کا مظہر ہے اس کی جملہ صفات ذاتی اسم اَللّٰہُ میں مجمل ہیں۔ جب یہ اسمِ مجمل کسی صاحبِ راز کے سینہ میں منور ہوتا ہے تو اس کے نور سے دل کی کتاب تمام صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو کر مفصّل ہو جاتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''وفی انفسکم افلا تبصرون'' ترجمہ: اور میں تمہارے اندر موجود ہوں کیا تم (غور سے) نہیں دیکھتے جس کا دل تمام صفاتِ الٰہیہ کی کتابِ مفصّل ہو وہ صاحبِ مسمّٰی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے اسمِ ذات (اقرا باسم ربك الذی خلق (پڑھ اپنے ربّ کے نام (اَللّٰہُ) سے جس نے تجھے پیدا کیا) کی تعلیم دی پھر دوسروں کے تزکیہ و تعلیم کا حکم فرمایا ''و یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ'' اور انہیں پاک کیجیے اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرمائیں۔''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نگاہِ پاک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو پاک فرمایا۔ ذکرِ اَللّٰہُ سے وحدت کی تعلیم دی اور فکری و نظری ارتکاز بخشا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت مبارکہ اور ہر قول و فعل نکتہ وحدت پر ارتکاز کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ شرک کی وضاحت جو اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے ''کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنے نفس کی خواہشات کو الٰہ (معبود) بنالیا ہے۔'' چونکہ نفس کا تعلق عالمِ خَلق سے ہے اس لئے اس کی خواہشات تصورِ حقیقی سے ہٹ کر مادی تصورات میں الجھ جاتی ہیں اسے مادیت اور اس کے تصور کو دنیا، پردہ اور بشریت کہتے ہیں جس کی نفی لازم ہے۔

مرشد کامل اکمل سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا فیض عام فرما کر دلوں میں اللہ کا نام نقش کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات واضح کر دی کہ تمام مادی تصورات کی نفی ''لا الٰہ'' کرکے ذاتِ واحد ''الا اللّٰہ'' کا تصور دل میں قائم کرنے سے ہی انسان کی زندگی کا مقصد یعنی معرفتِ الٰہی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ عین حقیقت ہے کہ جس چیز کو فنا ہے اس کا تصور بھی غیر حقیقی اور فانی ہے جبکہ تمام مخلوق فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بقا ہے اس لئے عقل مند وہ ہے جو اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کر لے اور ہر غیر کی محبت کو کدورت سمجھتے ہوئے ان کے تصوراتی بتوں کو توڑ دے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور دل میں نقش کر لے۔

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ کامل اکمل جامع نور الہدیٰ تھے۔ اصلاحی جماعت تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ کی طرف متوجہ و مائل کر کے انہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کر کے معرفتِ الٰہیہ سے فیض یاب ہونے کا موقع فراہم کرتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ لوگوں کو طلبِ دنیا سے ہٹا کر طالبِ مولیٰ بناتے رہے اور انہیں خواہشاتِ نفس و دنیا سے ہٹا کر قربِ الٰہی کی طرف متوجہ کرتے رہے اور لوگوں کو خصائلِ رذیلہ سے پاک کر کے خصائلِ حمیدہ سے مزین کرتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی لاکھ انسانوں کو ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' عطا فرمایا اور بھولے بھٹکے راہی اپنی نگاہِ کامل سے

صراطِ مستقیم کے مبلغ بنا دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دس ہزار[1] کے قریب سونے سے بنے ہوئے اسمِ اَللّٰہُ ذات خاص الخاص لوگوں کو عطا فرمائے اور ان اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تیاری کا اعزاز اس خادم کو نصیب ہوا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارک ہی اصلاحی جماعت تھی اس لیے اصلاحی جماعت کے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی سر پرست تھے اور آخری لمحہ تک اس جماعت پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اپنا کنٹرول رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی زیرِ نگرانی صدور (مبلغین) کو تبلیغ کے لیے روانہ فرماتے لیکن 2001 میں حج کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محرم راز مل جانے کے بعد اس طرف توجہ دینی بند کر دی تھی اور سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ساتھ ہی اصلاحی جماعت کے جسد سے بھی روح نکل گئی۔

۲۔ عالمی تنظیم العارفین

عالمی تنظیم العارفین کے قیام کا ذکر کرنے سے قبل یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اس نظریہ کے قائل تھے کہ ریاست کی حفاظت اور جہاد کی ذمہ داری ریاست کی فوج کی ہے کسی تنظیم یا جماعت کی نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مختلف فرقوں اور مسلکوں پر قائم کی گئی تنظیموں اور جماعتوں کو مسلح تربیت دینا اور انہیں مسلح کرنا ملک میں خانہ جنگی، فساد اور انارکی کا باعث بن سکتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پُرامن جدوجہد کے قائل تھے اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسلک نہ ہوتا تو 1989 میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اصلاحی جماعت کی بجائے جہادی تنظیم قائم فرماتے کیونکہ اس وقت تو افغان اور کشمیر جہاد اپنے عروج پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد جدید اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا۔ کیا آج تک کہیں بھی صرف ظاہری جہاد کے ذریعے فلاحی ریاست قائم ہوئی ہے؟ اور پھر آج کے جدید دور میں ایسا کیسے ممکن ہے۔ فلاح کے لیے ظاہری جہاد سے زیادہ

---

[1] ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور شمارہ فروری 2004

باطنی جہاد کی ضرورت ہے یعنی نفس کے خلاف جہاد کی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہادِ اکبر قرار دیا ہے۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تر مساعی اسی مقصد کے لیے وقف تھیں کہ اُمت کو اس جہادِ اکبر کے ذریعے ظاہری و باطنی فلاح کی راہ پر گامزن کر کے پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جا سکے۔

اُس دور میں جہاد میں مال، نام اور شہرت بہت تھی جہاد کی وجہ سے بہت سی گمنام جماعتیں اور لوگ چند سالوں میں ملک کی امیر ترین، نامور اور مشہور جماعتیں بن گئی تھیں۔ جن کے پاس سائیکل تھے وہ لینڈ کروزروں میں گھوم رہے تھے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر اصلاحی جماعت کے اندر بھی ایک گروپ ایسا پیدا ہو گیا تھا جو جماعت میں ''جہادی شعبہ'' قائم کرنا چاہتا تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اس کی اجازت نہ دے رہے تھے کیونکہ اصلاحی جماعت کی اپنی ایک پہچان تھی جو کہ مدتوں کی جدوجہد اور ریاضت سے قائم ہوئی تھی اور اصلاحی جماعت کا ایک اصول یہ بھی تھا کہ عام لوگوں یا عوام الناس سے چندہ یا فنڈ وصول نہیں کیا جا سکتا تھا صرف مریدین سے چندہ یا فنڈ لینے کی اجازت تھی۔

جوہر آباد میں اصلاحی جماعت کے علاقائی سربراہ ڈاکٹر رفاقت سلطان نے اصلاحی جماعت کے چند اہم لوگوں کو اس بات پر قائل کر لیا کہ جہاد کے لیے ایک تنظیم بنائی جائے جب تمام لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک علیحدہ تنظیم قائم کرنے کی درخواست پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''قائم کر لو۔'' یوں 26 دسمبر 1999ء کو ''عالمی تنظیم العارفین'' کے نام سے نئی تنظیم وجود میں آ گئی اس کا پرچم، منشور اصلاحی جماعت سے علیحدہ تھا۔ سلطان محمد علی سرپرست، میاں ضیاء الدین صدر، عنائیت اللہ قادری نائب صدر اور ڈاکٹر رفاقت سلطان جنرل سیکرٹری مقرر ہو گئے۔ سلطان الفقر (ششم) سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اصلاحی جماعت کے سرپرستِ اعلیٰ تھے بلکہ آپ کی ذات ہی اصلاحی جماعت تھی اِس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو ''عالمی تنظیم العارفین'' سے علیحدہ رکھا۔ جب اس جماعت کے عہدیداروں کی حرکات کی وجہ سے ''اصلاحی جماعت'' کی

ساکھ بھی متاثر ہونے لگی اور جماعت میں انتشار پیدا ہونے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 26۔اپریل 2000 کو داروغہ والا لاہور میں جماعت کے تمام عہدیداران کو برخاست کر دیا اور کچھ عرصہ بعد رانا تجمل حسین کو اس کا سربراہ بنایا لیکن پھر محمد شہباز کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا۔ محمد شہباز نے چند ساتھیوں کو فوجی تربیت دلائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حتی المقدور ان کو کسی فوجی کاروائی میں حصہ نہ لینے دیا لیکن اکتوبر 2001[1] میں عالمی تنظیم العارفین نے کشمیر میں ایک کاروائی میں حصہ لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اِن لوگوں کو اصلاحی جماعت کے پروگراموں کی سیکورٹی پر لگا دیا یوں ''عالمی تنظیم العارفین'' کوئی جہادی کام نہ کر سکی البتہ معرفتِ الٰہیہ کی دعوت کا کام اصلاحی جماعت نے سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک جاری رکھا۔

۳۔ ماہنامہ مرآۃ العارفین کا اجراء

دسمبر 1999 میں سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو فقر کی تعلیمات اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے ایک ماہانہ رسالہ جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ میں چونکہ سرکاری ملازم تھا اور سرکاری ملازم کو اور کوئی کام کرنے کی قانونی طور پر اجازت نہیں ہوتی اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ابوالمرتضٰی کی کنیت سے اس رسالہ کا چیف ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ دفتر اصلاحی جماعت داروغہ والا لاہور میں اس کا دفتر قائم کیا گیا۔ اپریل 2000ء میں مرآۃ العارفین لاہور کا پہلا شمارہ شائع ہوا۔ عالمی تنظیم العارفین کے عہدیداران کی مداخلت سے تنگ آ کر ستمبر 2000ء میں اس عاجز نے ماہنامہ مرآۃ العارفین کا دفتر داروغہ والا کے دفتر سے اپنے ملکیتی گھر A/4۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور منتقل کر لیا اور اکتوبر 2000ء کا شمارہ یہاں سے شائع ہوا یہ اصلاحی جماعت کا دفتر تھا اور اس عاجز کی زیرِ نگرانی کام کر رہا تھا۔ اس کا افتتاح سلطان الفقر سلطان محمد

[1] ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور شمارہ نومبر 2001

اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے 18 نومبر 1998 (28 رجب 1419ھ) بروز بدھ شام 4 بجے اصلاحی جماعت کا پرچم لہرا کر فرمایا تھا۔ ماہنامہ مراۃ العارفین کو یہ عاجز فقر کی تعلیمات کے مطابق سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک شائع کرتا رہا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس ماہنامہ کا انتظام سلطان احمد علی نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آخر کار اگست 2004 میں اِس خادم کو اس رسالہ سے فارغ کر دیا گیا اور طارق اسماعیل ساگر کو ایڈیٹر مقرر کر دیا گیا۔

سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے فوراً بعد اس عاجز نے بحکم الٰہی مسندِ تلقین و ارشاد سنبھال لی لیکن طالبانِ مولیٰ کو بیعت کرنے کا آغاز 14 اگست 2005ء، یعنی اپنے محبوب مرشد کے یومِ ولادت پر کیا۔ پھر ''ماہنامہ سلطان الفقر لاہور'' کا اجراء اگست 2006ء میں اپنے گھر مصطفیٰ ٹاؤن لاہور سے فرمایا۔ جولائی 2009ء میں اس خادم کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور کے دفتر کو دین کی بجائے ''ناشر'' ماہنامہ مرآۃ العارفین دنیاوی اور کاروباری مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے تو یہ جگہ 3۔ اگست 2009ء کو مرآۃ العارفین کے ''ناشر'' سے خالی کروالی گئی یعنی سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال 26۔ دسمبر 2003 سے لے کر 3۔ اگست 2009 تک 5 سال سات ماہ اور سات دِن یہ عمارت ان کے استعمال میں رہی اور اس عاجز نے اُس کی واپسی کا کبھی مطالبہ تک نہ کیا۔ ستمبر 2009ء میں ماہنامہ سلطان الفقر لاہور کے دفاتر یہاں منتقل ہو گئے اور اکتوبر 2009 کا شمارہ 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور سے شائع ہوا یعنی تاریخ نے ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرایا۔ اب یہی جگہ سلسلہ سروری قادری کی خانقاہ ہے اور یہیں پر تحریک دعوتِ فقر، ماہنامہ سلطان الفقر اور سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) اور سلطان الفقر ڈیجیٹل پروڈکشنز کے دفاتر ہیں یعنی حق اپنے مقام پر واپس آچکا ہے۔

۴۔ مکتبہ العارفین کا قیام

اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے 1994 میں سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاحی جماعت کا شعبہ نشر واشاعت قائم کیا اور سید امیر خان نیازی مرحوم کو اس کا انچارج مقرر فرمایا۔ سب سے پہلے اس شعبہ سے اردو ترجمہ کے ساتھ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عین الفقر شائع ہوئی جس کا ترجمہ خود سید امیر خان نیازی نے کیا تھا۔ اس کے بعد اس شعبہ کے تحت کئی تراجم اور کتب شائع ہوئیں۔ تراجم میں کلید التوحید (خورد، کلاں)، نور الہدیٰ (کلاں)، شمس العارفین، مجالستہ النبیؐ اور کتب میں صراط الصالحین (حصہ اوّل و دوم) شامل ہیں۔ عالمی تنظیم العارفین کے قیام کے بعد تنظیم کے عہدیداروں نے مکتبہ العارفین قائم کیا جس کے دو جگہ دفاتر تھے۔ لاہور میں عامر طفیل اور جوہر آباد میں حمید سلطان اس کے انچارج تھے۔ دونوں جگہوں سے اس کا کام ہو رہا تھا جب ''عالمی تنظیم العارفین'' کا کام سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے 26 اپریل 2000ء کو بند فرما دیا تو یہ شعبہ بھی بند ہو گیا۔ 19 نومبر 2001ء کو حاجی محمد نواز نے لاہور میں اس خادم کے گھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی ''مکتبہ العارفین کی شائع کردہ مختلف اشیاء لاہور اور جوہر آباد میں بند پڑی ہیں اور اس شعبہ کا کام بھی بند ہے آپ حکم فرمائیں تو اِس شعبہ کو ایک جگہ لاہور یا جوہر آباد میں قائم کر دیا جائے تاکہ مرکز ایک ہو، بہتر تو یہ ہے کہ یہ شعبہ لاہور میں عامر طفیل کے پاس رہے کیونکہ یہاں نشر واشاعت کے وسیع مواقع میسر ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا ''اس شعبہ کو بھائی نجیب الرحمٰن کے حوالہ کر دیا جائے'' اور یوں یہ شعبہ اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور اس کا دفتر ماہنامہ مرآۃ العارفین کے دفتر 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں ہی قائم کیا گیا۔ اس شعبہ کے تحت سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک بہت سی کتب منظرِ عام پر آئیں جن میں گلدستہ ابیات وتعلیمات حضرت سخی سلطان باھُوؒ، حقیقتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات۔ شان سلطان الفقر مع رسالہ روحی شریف، مرشدِ کامل، طریقت کیا ہے؟ ابیات وسوانح

حیات حضرت سخی سلطان باھُوؒ، گلدستہ ابیات و مناجات حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی[ا] شاہؒ اور دیگر بہت سے پمفلٹ، بیجز، ڈائریاں، کیلنڈر اس میں شامل ہیں۔ سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس شعبہ سے بھی اس خادم کو علیحدہ کر دیا گیا اور اس کا نام بدل کر العارفین پبلیکیشنز کر دیا گیا اور سلطان احمد علی نے اس کا انتظام سنبھال لیا۔ جس کا اشارہ مجھے یوں دیا گیا کہ ''صاحبِ لولاک'' کتاب سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال دسمبر 2003ء کے تین ماہ بعد 12 اپریل 2004ء کو منظرِ عام پر آئی۔ اس کی تیاری اور مواد کے لیے نہ تو مجھ سے رابطہ کیا گیا اور نہ ہی اس کی اشاعت کے لیے کوئی مشورہ کیا گیا۔ اب اس خادم نے سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) کی بنیاد رکھی ہے۔ جس کے تحت اس کتاب کی اشاعت کے وقت تک مندرجہ ذیل اردو اور انگلش کتب شائع ہو چکی ہیں۔

1 اسمِ اَللّٰہُ ذات
2 مرشد کامل اکمل
3 شمس الفقرا
4 مجتبیٰ آخر زمانی
5 حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
6 حقیقتِ عید میلاد النبی

[ا] ان کتب میں سے گلدستہ ابیات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باھُوؒ (۲) حقیقتِ اسم اَللّٰہُ ذات (۳) ابیات و سوانح حیات حضرت سخی سلطان باھُوؒ (۴) شان سلطان الفقر مع رسالہ روحی شریف (۵) گلدستہ ابیات و مناجات پیر بہادر علی شاہؒ اس عاجز کی تالیف ہیں۔ ان میں سے حقیقت اسم اَللّٰہُ ذات کو ''چنبے دی بوٹی اسمِ اَللّٰہُ ذات''، ابیاتِ وسوانح حیات حضرت سخی سلطان باھُوؒ کو ''ابیاتِ باھُوؒ'' اور گلدستہ ابیات و مناجات پیر بہادر علی شاہؒ کو ''کلیات عارفانہ کلام شہبازِ عارفاں سیّد بہادر علی شاہ، سلطان الاولیاء حضرت سلطان محمد عبد العزیز، سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ'' کے نام سے ہو بہو سرقہ اور نقل کر کے ایم۔ اے۔ شاکر۔ راجن پور والے نے العارفین پبلیکیشنز سے اپنے نام سے شائع کروایا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

7 خلفائے راشدین

8 فضائل اہلِ بیت اور صحابہ کرام

9 حیات و تعلیمات سیّدنا غوث الاعظم

10 سوانح حیات سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

11 کلام مشائخ سروری قادری

12 رسالہ روحی شریف ترجمہ و شرح (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ)

13 فقرِ اقبال

14 حقیقتِ نماز

15 حقیقتِ روزہ

16 حقیقتِ زکوٰۃ

17 حقیقتِ حج

18 ابیاتِ باھُوؒ کامل

19 نفس کے ناسور

20 تزکیۂ نفس کا نبویؐ طریق

21 حضرت امام حسینؓ اور یزیدیت

22 مرآۃ العارفین۔ ترجمہ و شرح (تصنیفِ لطیف حضرت امام حسینؓ)

23 سرّ الاسرار۔ اردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ)

24 کشف الاسرار۔ اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

25 گنج الاسرار۔ اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

26 شمس العارفین۔ اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

27 سلطان الوھم ۔اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

28 عین الفقر۔ اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

29 سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

30 سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ حیات وتعلیمات

31 محکم الفقرا۔اُردو ترجمہ (تصنیفِ لطیف حضرت سخی سلطان باھُوؒ)

32 Sultan Bahoo: The Life and Teachings
(English version of Shams-ul-Fuqara)

33 The spiritual guides of Sarwari Qadri Order
(English version of Mujtaba Akhir Zamani)

34 Risala Roohi Sharif-English translation
and exegesis with Persian Text

35 Kashf-ul-Asrar-English translation with Persian text

36 Ganj-ul-Asrar-English translation with Persian text

37 Shams-ul-Arifeen-English translation with Persian text

38 Sultan-ul-Waham- English translation with Persian text

39 Ain-ul-Faqr- English translation with Persian text

40 Sultan Bahoo (English version of Urdu book Sultan Bahoo)

41 Imam Hussain and Yazid
(English version of Hazrat Imam Hussain aur Yazidiyat)

42 The Spiritual Reality of zakat
(English Version of Haqeeqat-e-zakat)

43 The Spiritual Reality of Prayer (salat)
(English version of Haqeeqat-e-Namaz)

44 The Perfect spiritual guide
(English version of Murshid Kamil Akmal)
45 The Mohammadan Reality
(English version of Haqeeqat-e-Mohammadia)
46 Ameer-ul-Kaunain-English translation with Persian text
47 The Divine Reality of Ism-e-Allah Zaat

اور بہت سی کتب اشاعت کے مراحل سے گزر رہی ہیں۔

۵۔ تعلیم و تلقین

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی پوری زندگی طالبانِ مولیٰ کی تعلیم و تلقین میں گزری۔ دن میں کئی مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں آ کر لوگ بیٹھتے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہِ کامل سے فیض یاب ہوتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ان محافل سے بڑے بڑے عارف ہوئے۔ ملک کے دور دراز حصوں سے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے آتے اور ان محافل میں شرکت کرتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ لوگوں کو اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرما کر اس کے ذکر اور تصور کا حکم فرماتے۔ نمازِ پنجگانہ ادا کرنے اور ہر نماز کے بعد ایک تسبیح درود شریف ایک تسبیح کلمہ شریف اور روزہ و تراویح کا محبت کے ساتھ اہتمام کرنے کا حکم فرماتے۔

۶۔ تقریبات کا اہتمام

آپ رحمتہ اللہ علیہ پورا سال ملک بھر میں محافلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انعقاد فرماتے تاکہ لوگوں میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہو۔ اور خاص طور پر ہر سال آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ پر 12-13 اپریل کو میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہت بڑا اہتمام فرماتے تھے یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد کے وصال کی عیسوی تاریخ بھی ہے۔ اور میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دوسرا پروگرام ہر سال اوائل ستمبر میں وادی سون

میں اوچھالی شریف یا انگہ شریف کے مقام پر ہوتا ان پروگراموں میں شریک ہو کر لوگ فیوض و برکات حاصل کرتے۔ ان تقریبات کے اہتمام کا مقصد اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنا ہوتا۔ ان تقریبات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر سینکڑوں لوگ بیعت ہوتے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی نعمت حاصل کرتے۔ تقریبات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلاد شروع ہو جاتی ان محافل میں حمد و نعت، منقبتیں پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں فرمائی۔ میلادِ پاک کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا و مولیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف و نعت سنتے رہیں، ان کا عشق ہی ہماری زندگی ہے۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر زندگی فضول ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں یہ صرف اور صرف میرے آقا و مولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی ''تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان کرنا اور دینِ حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد تمہارے شاملِ حال ہو گی۔''

۷۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے معمولاتِ سفر

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا: سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''سروری قادری فقیر کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایک جگہ بیٹھ جائے بلکہ سروری قادری فقیر کے لئے

لازم ہے کہ چل پھر کر روئے زمین پر لوگوں کو اسم اَللّٰہُ ذات سکھائے اور لوگوں کو معرفتِ الٰہیہ کی دعوت دے۔''

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے اسی حکم کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ سال بھر سفر میں رہتے جہاں میلاد پاک کے اہتمام سے لوگوں کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معرفتِ الٰہیہ کی دعوت دی جاتی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات سکھایا جاتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ملکی سفر کے علاوہ سعودی عرب کے سفر بھی کئے جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ تین بار عمرہ شریف کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اور پھر 28 فروری 2001ء تا 28 مارچ 2001ء آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حج مبارک ادا فرمایا اس حج میں یہ خادم بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا۔

فروری کے اواخر سے اپریل کے اوائل تک آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ایک باقاعدہ ملک بھر کا سفر ہوتا جس میں بالترتیب مریدین شہروں اور دیہاتوں میں محافلِ میلاد کا اہتمام کرتے ۔ اور پھر 12-13 اپریل کو عظیم الشان میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام آپ رحمتہ اللہ علیہ خود فرماتے جس میں شمولیت کے لئے ملک بھر کے تمام مریدین کو دعوت دی جاتی۔ اس کے علاوہ سال میں دو سفر جو معمولاتِ زندگی میں شامل تھے، وہ یہ کہ اپریل کے بعد آپ کا قافلہ آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نزد دربار حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ گڑھ مہاراجہ جھنگ سے اوچھالی نوشہرہ وادیٔ سون سکیسر ضلع خوشاب پہنچتا۔ اس قافلے میں کچھ لوگ پیدل اور کچھ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہوتے اسے گرمیوں کا سفر بھی کہا جاتا تھا کیونکہ گرمیاں آپ رحمتہ اللہ علیہ اوچھالی وادیٔ سون سکیسر میں گزارا کرتے تھے۔ اور پھر دوسرے سفر کا آغاز موسم سرما کی ابتدا ستمبر میں اوچھالی سے ہوتا اور وہاں سے قافلہ اور ڈیرہ واپس دربار شریف کی طرف روانہ ہوتا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادگان اس قافلہ کے ساتھ ساتھ سفر کرتے۔ دربار شریف سے اوچھالی وادی سون جاتے ہوئے قافلہ ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقوں پہاڑ پور، سید وخیسور والی، کڑی خسیور، اٹھک سے گزر کر ضلع میانوالی کے علاقوں پپلاں، ڈیرہ تلوکراں، واں بچھراں، کباڑی،

کچھی، چک نمبر 4MB/3MB/2MB، ڈنگہ والا ڈیرہ ججا، ادھی سرگل اور بھکر کے علاقوں کلورکوٹ، ذمے والی اور پھر میانوالی کے دیگر علاقوں سے گزر کر اوچھالی پہنچتا۔

اوچھالی سے دربار شریف آتے ہوئے قافلہ وادی سون سکیسر کے علاقوں دھڈر، کھبیکی، حافظ والا ڈھوک، ریشم والا ڈھوک، غلام پڑے والا ڈھوک، جھاٹلہ، نگری، میرا، حطار، مرید اور اڈووال سے گزر کر چکوال اور چکوہہ میں داخل ہوتا وہاں سے ضلع جہلم کے علاقوں دینہ، دادو وال، بوڑھا جنگل، نئی کلاں، کھمبی، خرقہ، گوڑا، کھوہار سے گزر کر قافلہ جھنگ کے علاقوں صاباں والا پل اور بارہ ٹالیاں سے ہوتا ہوا دربار شریف واپس پہنچتا۔

ہر سال سفر کی ترتیب میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی جن علاقوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اِن علاقوں میں قافلہ کا قیام ہوتا تھا لیکن اس کے علاوہ اردگرد گاؤں اور علاقوں کے لوگ سلطان الفقر ششم سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی نہ صرف زیارت کو آتے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت بھی کرتے بلکہ تمام قافلہ کی دعوت ہوتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہر ایک کی دعوت قبول فرماتے ان لوگوں کا اپنی نگاہِ پاک سے تزکیہ فرماتے جہاں قافلے کا پڑاؤ ہوتا وہاں محافلِ میلاد، محافلِ نعت کا بھی انعقاد ہوتا اور یوں لوگ اِن روحانی محافل سے روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے۔

۸۔ معمولاتِ سفر لاہور

اس کے علاوہ سارا سال آپ رحمتہ اللہ علیہ مختلف اوقات میں پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبات میں تشریف لے جاتے۔ اکثر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سفر لاہور کا ہوا کرتا تھا۔ مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ضرور لاہور تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی تبلیغ کے لیے، کبھی تنظیمی سلسلے میں اور کبھی علاج کے سلسلہ میں، آپ رحمتہ اللہ علیہ جب بھی لاہور تشریف لاتے تو سب سے پہلے حسبِ روایت داروغہ والا میں محمد الیاس کے گھر تشریف لے جاتے کیونکہ میرے بیعت ہونے سے قبل بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا۔

27 اپریل 1999 (10 محرم الحرام 1418ھ) بروز منگل ایجوکیشن ٹاؤن لاہور والے گھر سے مصطفیٰ ٹاؤن والے گھر میں یہ عاجز منتقل ہوا۔ اس گھر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک کمرہ خصوصی طور پر تیار کروایا گیا۔ اس کے بعد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول بن گیا کہ لاہور تشریف لاتے تو ایک دِن رات کے لیے داروغہ والا تشریف لے جاتے اور اس کے بعد اس خادم کے گھر تشریف لاتے۔ پھر جتنے دِن لاہور میں قیام ہوتا اس خادم کے گھر میں ہی ہوتا۔ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا تھا ''ہمیں یا تو دربار پاک پر اپنے کمرے میں سکون ملتا ہے یا پھر بھائی نجیب الرحمٰن کے گھر میں اپنے اس کمرے میں۔''

لقب اور مرتبہ

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کا لقب ''سلطان الفقر'' ہے جو مجلسِ محمدی سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو عطا ہوا اور مرتبہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ''سلطان الفقر'' ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب اور مرتبہ ایک ہی ہے[1]

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبہ کا اعلان

فقر میں یہ طریق ہے کہ جب کسی ہستی نے دنیا میں فیضِ فقر عام کرنا ہوتا ہے تو باقاعدہ اس کے مرتبہ کا اعلان ہوتا ہے جیسے غوث الاعظم محیّ الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کا اعلان یوں ہوا کہ ایک دن بغداد سے باہر گئے تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعف اور لاغری کے سبب چلنے سے قاصر تھا۔ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ اس شخص کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا یا شیخ مجھ پر توجہ فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی صحت یابی کے لیے دعا مانگی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی نقاہت اور لاغری دور ہوگئی اور وہ تندرست اور توانا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں تمہارے نانا کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے مجھے نئی زندگی دی ہے اور تُو ''محیّ الدین'' ہے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اس شخص کو چھوڑ کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرا اور پکارا ''سیّدی محیّ الدین''۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں حیران رہ گیا پھر مسجد میں لوگ انبوہ در انبوہ میرے چاروں طرف جمع ہو گئے اور ''محیّ الدین محیّ الدین'' کے فلک شگاف نعرے لگانے

---

[1] مرتبہ سلطان الفقر کے تفصیلی مطالعہ کے لیے شمس الفقرا کے باب 10 شان سلطان الفقر کا مطالعہ فرمائیں۔

لگے اور یوں آپ رضی اللہ عنہٗ محیّ الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

اِسی طرح اگست 1997 میں اوچھالی (وادئ سون سکیسر ضلع خوشاب) میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوران ونہار ضلع چکوال کے ایک درویش محمد الیاس مرحوم ومغفور نے سٹیج پر اجازت لے کر رسالہ روحی شریف پڑھ کر سنایا اور خوشخبری دی کہ مجھے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی محفل پاک سے حکم ہوا ہے کہ لوگوں میں عام اعلان کروں کہ سلطان محمد اصغر علی صاحب ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔اور یوں سلطان الفقر ششم کا ظہور ہوا اور مخلوق کو حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقر کا علم ہوا اور پھر کثیر طالبانِ مولیٰ کو خواب میں اور باطنی بشارتیں دی گئیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سلطان الفقر کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

حُسن و جَمال

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے حُسن و جمالِ باطنی کے ساتھ کمال درجہ کے ظاہری حُسن و جَمال سے بھی متصف فرمایا تھا۔ ہم نے زمانے میں اپنے حضور جیسا حسین کوئی نہیں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد حسین وجَمیل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک کا ایک ایک عضو حُسنِ ازلی کا مظہر تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مسعود ہر قسم کے ظاہری عیب سے پاک اور منزّہ تھا۔ اس عاجز کا 12۔ اپریل 1998ء کی شام سے لے کر 26۔ دسمبر 2003ء کی صبح تک نہ صرف ساتھ رہا بلکہ یہ عاجز آپ رحمۃ اللہ علیہ کا محرمِ راز بلکہ محرمِ رازِ درونِ خانہ اور محرمِ رازِ درونِ مے خانہ رہا ہے اور جو کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حُسن وجمال دیکھنا نصیب ہوا اس کو بیان کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔

قد مبارک

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نہ طویل قامت اور نہ پست قد تھے بلکہ میانہ قد کے مالک تھے آپ کا قد مبارک تقریباً 5 فٹ گیارہ انچ تھا۔ لیکن عام لوگوں کے مقابلے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قد اور رعنائی میں حُسنِ مجسم تھے۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہائی میں ہوتے تو قد مبارک متناسب معلوم ہوتا اور اگر کسی کے ساتھ یا ہجوم میں کھڑے ہوتے تو قد میں سب سے بارعب اور ممتاز نظر آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا اُس زمانہ میں کوئی مقابلہ اور موازنہ نہ تھا۔ یہ عاجز بڑے بڑے انتظامی اور سیاسی عہدوں پر متمکن لوگوں حتیٰ کہ اُس وقت کے وزیرِ اعظم تک کی محفل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گیا لیکن یہ تمام شخصیات تمام تر اعلیٰ ملبوسات، گول مٹول اور سرخ

چہروں کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے سحر میں دب کر رہ گئیں اور چاند کے سامنے اُن کا حُسن اور رعب ماند پڑ گیا حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر کثرت سے سرخ، بھورے اور سیاہ تِل تھے جو حسین جسم پر بے حد خوبصورت لگتے تھے ایسے لگتا تھا کہ جیسے نگینے جڑے ہوئے ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ریڈی میڈ (Readymade) کپڑے خریدے جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑوں کا سائز ایکسٹرا لارج (Exl) ہوتا تھا۔

سر مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک بڑا تھا مگر دیکھنے سے محسوس نہیں ہوتا تھا اور جسم کے ساتھ متناسب اور خوبصورت لگتا تھا۔ عام لوگ اس کو محسوس نہ کر سکتے تھے۔ اگر ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک کے لیے سندھی ٹوپی خریدنا پڑ جاتی تو بڑی مشکل میں پڑ جاتے کیونکہ سب سے بڑے سائز کی ٹوپی کم طلب کی وجہ سے ہر دکان پر موجود نہیں ہوتی تھی۔

سر کے مبارک بال

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر کے مبارک بال سیدھے' گھنے اور سخت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بال مبارک کانوں کی جڑ تک رہتے تھے لیکن کانوں کے اوپر کے بال سر کے مقابلے میں اتنے ہلکے ہوتے تھے کہ کان مبارک صاف نظر آتے تھے۔ اس سے بال بڑھ جاتے تو کٹوا لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سر کے بالوں کو بغیر مانگ نکالے پیچھے کی طرف سنوارتے یا کنگھی کرتے تھے۔ سر میں ہمیشہ سرسوں کا تیل اور برل ہیئر کریم (Bryl Hair Cream) استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سر پر عموماً سندھی ٹوپی استعمال فرمایا کرتے، اس کے علاوہ سفید دستار شملہ کے ساتھ اور سبز دستار بغیر شملہ کے بھی استعمال فرماتے' اس کے علاوہ سیاہ اور سنہری مُشدّی (دستار) بھی کبھی کبھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ سخت سردیوں میں گرم اونی ٹوپی استعمال میں رہتی تھی۔

جبیں مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پیشانی کشادہ اور فراخ تھی اور نورِ بصیرت رکھنے والوں کو ہمیشہ اس سے نور اسمِ ذات کی تجلّیاں نکلتی محسوس ہوتی تھیں۔

ابرو مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ابرو مبارک ہلکے سیاہ، گہرے اور گنجان تھے اور کمان کی طرح اس طرح خمیدہ تھے کہ پیشانی کے پاس سے گنجان شروع ہوتے اور آہستہ آہستہ آنکھ مبارک کے آخری سرے تک خمیدہ ہوتے چلے جاتے۔ دونوں ابروں کے درمیان بال نہیں تھے بلکہ ہلکے ہلکے روئیں تھے جو سرسری نظر سے دیکھنے سے محسوس نہیں ہوتے تھے جو طالب ہر لمحہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار مبارک میں منہمک رہتے تھے ان کو ہی وہ ہلکے ہلکے بالوں کے روئیں نظر آتے تھے۔

مبارک آنکھیں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک آنکھیں سرمگیں، نورِ معرفت سے لبریز، کشادہ، سیاہ اور پُرکشش تھیں۔ پُتلیوں کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا صرف دونوں آنکھوں میں ہلکی ہلکی سرخ دھاریاں نظر آتیں جو مراقبہ یا سو کر اٹھنے کے بعد بہت گہری محسوس ہوتی تھیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا تقریباً ناممکن تھا اور آپ خود بھی شرم و حیا کا پیکر تھے کسی کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے۔ محفل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھیں ہر وقت حیا کی وجہ سے نیچے جھکی رہتی تھیں کسی کو دیکھنا ہوتا تو گوشۂ چشم سے دیکھتے اور جس طالب پر یہ نگاہِ معرفت پڑ جاتی اس کے قلب کی حالت بدل جاتی۔ یہ عاجز بھی پہلے روز ہی نگاہ کی اسی ادا سے گھائل ہوا۔ آنکھوں کی پلکیں دراز اور خوبصورت تھیں۔ آنکھوں میں کبھی کبھی سرمہ بھی لگاتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ گرمیوں میں سخت دھوپ میں دھوپ کا چشمہ بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دور کی نظر بالکل درست تھی لیکن

مطالعہ کے وقت نزدیک کی نظر کی عینک استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ وصال سے دو ماہ قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نزدیک کی نظر کے لیے جو عینک تیار کروائی گئی اس کا نمبر 2 تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ آنکھوں کا معائنہ ہمیشہ لاہور میں پاکستان کے مشہور آئی سرجن ڈاکٹر راجہ ممتاز علی مرحوم سے کروایا کرتے تھے راجہ ممتاز علی[1] مرحوم کا گھر اور کلینک اِس عاجز کے گھر کے قریب ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں ہی تھا۔

رخسار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخسار مبارک نہ تو اندر کو دھنسے ہوئے اور نہ ہی ابھرے ہوئے تھے بلکہ بالکل ہموار تھے، رنگ گندمی تھا۔

ہونٹ مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونٹ مبارک پتلے، دلآویز اور گلاب کی پنکھڑیوں کی مانند تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے حُسن کو دوبالا کرتے تھے۔ نچلے ہونٹ کے نیچے دائیں طرف زخم کا ایک ہلکا نشان باریک متوازی لکیر کی صورت میں تھا جو حُسن کو اور خوبصورت بناتا تھا۔

دندان مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دندان مبارک ہر قسم کی آلائش سے پاک اور موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔

---

[1] پروفیسر (ر) ڈاکٹر راجہ ممتاز علی کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے شعبہ امراضِ چشم کے سربراہ رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد 8/A ایجوکیشن ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہوئے اور پرائیویٹ پریکٹس کرتے رہے۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ انہی سے اپنی آنکھوں کا معائنہ اور علاج کروایا کرتے تھے۔ اسی سنت کی اتباع میں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ تمام حیات انہی سے اپنی آنکھوں کا معائنہ کرواتے رہے۔ اپنے وصال سے چند روز قبل 7۔ دسمبر 2003 کو آپ رحمۃ اللہ علیہ آشوبِ چشم کے معائنہ کے لیے ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب کے پاس تشریف لائے اور معائنہ کے بعد اس عاجز کے گھر مصطفی ٹاؤن لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ اس عاجز کا بھی ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب سے ایجوکیشن ٹاؤن میں رہائش کے دوران گہرا تعلق رہا ہے۔ ڈاکٹر راجہ ممتاز علی صاحب 7۔ مئی 2010ء بروز جمعتہ المبارک انتقال فرما گئے۔

سامنے کے دندان مبارک کے درمیان ہلکا سا خلا تھا جو تبسم کے وقت بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔

آواز مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز مبارک محبت، حلاوت اور چاشنی کا ایک خوبصورت مرقع تھی آپ رحمتہ اللہ علیہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اِس طرح گفتگو فرماتے تھے کہ بات دِل میں اتر جاتی لیکن اس طرح بات کرتے ہوئے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز میں ایک قسم کا دبدبہ ہوتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی چیخ کر یا بلند آواز میں گفتگو نہیں فرمائی۔

پہلی بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جو حاضر ہوتا آپ رحمتہ اللہ علیہ تین بار وقفہ وقفہ سے اس کا اور اس کے اہلِ خانہ کا حال بڑی محبت اور شفقت سے دریافت فرماتے۔

مبارک کان

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کان مبارک بھی خوبصورتی میں بے مثال تھے نہ زیادہ بڑے نہ زیادہ چھوٹے۔ موزونیت اور اعتدال کے ساتھ خوبصورت۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کان مبارک کے اوپر والے کنارے درمیان سے ہلکے سے اندر کی طرف مڑے ہوئے تھے۔

چہرہ مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا چہرۂ انور چودھویں کے چاند کی طرح گول تھا اور اسم اَللّٰہُ ذات کا نور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے رُخِ انور پر چمکتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کی زیارت ہی سے یہ یقین کامل ہو جاتا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی صاحبِ مسمّٰی عارفِ کامل مظہرِ ذاتِ الٰہی ہیں۔ عاشق ہر لمحہ دیدار کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرۂ انور پر نظریں جمائے رکھنے کی کوشش کرتے تھے لیکن جلد ہی چہرۂ انور کے انوار و تجلیات انہیں نگاہیں جھکانے پر مجبور کر دیتے تھے۔ اس عاجز نے اپنی زندگی میں اس سے خوبصورت چہرۂ انور نہیں دیکھا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

''سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے، وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالبِ مولیٰ کے لیے کُتب الاکتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا، اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صِدق، اخلاص، اعتقاد اور پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔''

اس کتاب (سروری قادری مرشد) کے مطالعہ سے مراد سروری قادری مرشد کے چہرہ مبارک کا مطالعہ ہے اور سروری قادری مرشد کے رُخِ انور کے مطالعہ کی جو طالب استعداد حاصل کر لیتا ہے پھر نہ وہ طالب زبان ہلاتا ہے اور نہ مرشد۔ سروری قادری مرشد کے چہرۂ انور کا مطالعہ ہی طالب کے صدق اور اخلاص کی کسوٹی ہے۔ اس عاجز کا یہ مشاہدہ ہے کہ عام محفل میں سروری قادری مرشد ظاہری طور پر زبان سے کچھ اور فرما رہا ہوتا ہے لیکن اپنے رُخِ انور سے خواص کو کچھ اور پڑھا رہا ہوتا ہے اور جو سروری قادری مرشد کے چہرۂ انور کی تحریر کو جتنا زیادہ سمجھتا ہے وہ اتنی ہی جلد فنا فی اللہ اور بقا باللہ کی منزل تک پہنچتا ہے۔ ظاہر داری تو اس راہ میں لنگڑا گھوڑا اور محض رسم و رواج ہے۔

مبارک ناک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناک مبارک بلند تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر یہ ناک بہت خوبصورت اور موزوں محسوس ہوتی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بینی مبارک خاص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے لیے بنائی ہے۔ بینی مبارک پر نتھنوں سے تھوڑا اوپر دونوں طرف ایک ایسی چمک تھی کہ نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا تھا پھر ناک مبارک کے دائیں جانب درمیان میں ایک باریک بھورا تِل بینی مبارک کو اور خوبصورت بناتا تھا۔

ریش مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ریش مبارک گھنی اور طول و عرض میں برابر تھی۔ داڑھی مبارک کے بال نہ سخت تھے اور نہ زیادہ نرم۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ریش مبارک کے بالوں کو دونوں رخساروں کی طرف اس طرح سنوارتے تھے کہ درمیان میں مانگ (پنجابی زبان میں سیون) بن جاتی اور بال برابر برابر دونوں رخساروں کی طرف مڑ جاتے اس طرح ریش مبارک بڑی خوبصورت بن جاتی تھی۔ مونچھیں باریک اور ہونٹوں کے برابر لمبی رہتی تھیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سر، داڑھی اور مونچھوں پر مہندی کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور یہ مہندی خاص طور پر کالی اور سرخ مہندی کو ملا کر تیار کی جاتی تھی۔

گردن مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی گردن مبارک نہ زیادہ طویل تھی اور نہ زیادہ چھوٹی اور نہ ہی فربہی مائل۔ بلکہ موزونیت کے اعتبار سے بہت خوبصورت تھی گردن کی رنگت سفید اور چاندی کی طرح چمکتی تھی۔

دستِ مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہتھیلیاں کشادہ، پُرگوشت، ریشم کی طرح نرم اور ملائم اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ یہ عاجز جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دست بوسی کرتا تو یوں محسوس ہوتا کہ اِن ہتھیلیوں سے زیادہ نرم اور ملائم شے دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔ ہتھیلیوں کی پشت پر کہیں کہیں باریک باریک اور ہلکے بھورے بال تھے۔ دائیں ہتھیلی کی پشت مبارک پر دو باریک بھورے تل تھے ایک انگشتِ شہادت سے دو انچ کے فاصلہ پر اور دوسرا بالکل اس کی سیدھ میں کلائی کے قریب۔ اسی طرح بائیں ہتھیلی کی پشت کے درمیان میں کلائی سے ذرا اوپر ایک باریک بھورا تل تھا۔ آپ گھڑی ہمیشہ دائیں کلائی میں پہنا کرتے تھے۔

مبارک انگلیاں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں کی انگلیاں لمبی، مخروطی اور اتنی خوبصورت تھیں کہ چاندی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں مبارک ہاتھوں کی انگلیوں کی خصوصیت یہ تھی کہ چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی آخری حصہ میں درمیان سے باریک اور سرے مخروطی شکل اختیار کر لیتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی انگلیوں کی یہ ساخت بڑی خوبصورت، دلکش اور منفرد نظر آتی تھی۔

جسم مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی غیر محرم کے سامنے کپڑے بالکل نہیں اتارتے تھے لیکن اس عاجز کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کپڑے کئی دفعہ تبدیل کروانے کا شرف حاصل ہوا اور سر اور داڑھی کے بال بنواتے وقت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بدن مبارک کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اس عاجز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسمِ اطہر کو جس طرح دیکھا اسی طرح بیان کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے:

بغل مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بغلیں چاند کی چاندنی کی طرح سفید اور خوبصورت تھیں جن میں ہلکے ہلکے بھورے رنگ کے بال ہوتے تھے جنہیں آپ ہر ہفتہ جمعہ کے دِن صاف کروایا کرتے تھے جب بال صاف کر کے ٹیلکم پاؤڈر لگایا جاتا تو اور حسین معلوم ہوتی تھیں۔

دوش مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں شانے مضبوط، پُر گوشت اور متوازن تھے اور اُن کے درمیان یکساں فاصلہ تھا۔ بائیں شانے کے درمیان ایک سرخ تِل تھا۔

سینہ مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ مبارک فراخ، کشادہ، ہموار، پُر گوشت اور متناسب تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر بال نہ تھے بلکہ سینہ مبارک کے درمیان سے ناف تک جولائن جاتی ہے اس کے اندر ہلکے ہلکے بال تھے جو نہ تو سیاہ اور نہ ہی بھورے رنگ کے۔ اِس عاجز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر دو تِل دیکھے۔

بطن مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بطن مبارک سینہ مبارک سے ہلکا سا بڑھا ہوا تھا۔ پیٹ کا یہ بڑھا ہونا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مزید پُر رعب اور خوبصورت بناتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیٹ ریشم کی طرح ملائم' چاندی کی طرح سفید اور چمکتا ہوا تھا۔ پیٹ کے درمیان متناسب ناف بطن مبارک کے حسن میں اور اضافہ کرتی تھی ایسا حسین پیٹ میری نظر سے نہیں گزرا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیٹ مبارک پر ناف کے دائیں جانب دو اور بائیں جانب بھورے رنگ کا ایک تِل تھا۔

پشت مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پشت مبارک کشادہ، خوبصورت اور چاندی کی طرح چمکتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ پشت مبارک پر بال بالکل نہیں تھے۔ میں نے ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بنیان پہناتے ہوئے آپ کی پشت مبارک پر پانچ تِل گنے۔

مبارک ٹانگیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک ٹانگیں بھی باقی جسم کے حساب سے متناسب تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک پنڈلیاں چاندی کی طرح چمکدار اور خوبصورت تھیں اور پنڈلیوں کے اوپری حصہ پر ہلکے

ہلکے رنگ کے کالے بال تھے۔

پاؤں مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں مبارک پُرگوشت، لمبے اور پتلے تھے پاؤں کی انگلیاں بھی لمبی اور پتلی تھیں۔ بائیں پاؤں کے انگوٹھے کے شروع میں ایک بڑا تل تھا جو خوبصورت پاؤں پر بڑا ہی حسین معلوم ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر سنہری تلّے والا کُھسہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں میں پورا آنے والے کھسے کا نمبر بناوٹ کے لحاظ سے کبھی 9 1/2 اور کبھی 10 ہوتا تھا جسے اس زمانہ میں 9 نمبر کچا اور 9 نمبر پکا سے بھی پکارا جاتا تھا۔

داستانِ حُسنِ یار کبھی تمام نہیں ہوسکتی اس عاجز نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حُسنِ کامل کا احاطہ نہیں کرسکا کیونکہ تحریر دید یا دیدار کا مقابلہ نہیں کرسکتی. میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں کہ عاجز نے جو کچھ دیکھا اس کو اب بھی صحیح معنوں میں بیان نہ کرسکا اور شاید کبھی کر بھی نہ سکوں۔

سلطان الفقر (ششم) کی شخصیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی قرآن وحدیث کا مکمل نمونہ تھی۔ بلکہ قرآنِ پاک اور حدیث پاک کی عملی تفسیر آپ کی ذات تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اتنی پرکشش اور مسحور کن تھی کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کی زیارت سے اللہ تعالیٰ کی ذات یاد آتی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اِذَا رَاٰہُ ذُکِرَ اللّٰہَ۔

آپکی زیارت کرنے والے کو نور ہی نور محسوس ہوتا۔ گویا آپ کی صورت پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (البقرہ۔138)

ترجمہ:۔ ’’اللہ کا رنگ ہے بھلا اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے‘‘

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چال وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا۔ (الفرقان۔63)

ترجمہ:۔ ’’رحمٰن کے بندوں کی شان یہ ہے کہ وہ زمین پر آہستہ (پُروقار) چلتے ہیں۔‘‘

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ (الفرقان۔63)

ترجمہ:۔ ’’جب ان کا جاہلوں سے آمنا سامنا ہوتا ہے تو (ٹکرانے یعنی بحث ومباحثہ میں الجھنے کی بجائے) سلام کہتے ہیں۔‘‘

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ ''فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰه'' (الذٰریٰت۔50)

ترجمہ:۔ ''پس دوڑ واللہ کی طرف۔''

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پ23۔ص۔26)

ترجمہ: ''اورخواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سلطان الفقر: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰه ''اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو جاؤ'' کے مصداق

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد۔11)

ترجمہ:۔ ''بے شک اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتے۔''

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ (سورہ النجم۔39) ترجمہ: ''انسان کچھ نہیں مگر اس کے ذمہ کوشش ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جولوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور انہیں معرفت کا حکم کرے اور برائی سے روکے یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (آلِ عمران۔104)

کامیابی ومہربانی كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ (البقرہ۔249)

ترجمہ:۔ ''بعض اوقات چھوٹی سی جماعت بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اللہ

کے حکم سے"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا O وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا O (الاحزاب۔42-41)

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو اور کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح وشام کرو۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کا طریقہ

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً (الاعراف۔205)

ترجمہ:۔ "اپنے ربّ کا ذکر سانسوں کے ساتھ خفیہ طریقے سے اور عاجزی کے ساتھ کرو۔"

اَلْاَنْفَاس مَعْدُوْدة كُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِكر اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مَیِّتٌ (حدیثِ نبوی)

ترجمہ:۔ "سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکر اَللّٰہُ کے بغیر گذرے وہ مردہ ہے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خلوت

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (المزمل۔8)

ترجمہ:۔ "اپنے ربّ کے اسم (اسم اَللّٰہُ) کا ذکر کرو اور ہر طرف سے رُخ موڑ کر صرف اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔"

محاسن واخلاق

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بے حد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ غربا پر بے حد شفقت فرماتے، شگفتہ رو، فراخ دست، بلند اخلاق، عالی نسب اور سخی تھے۔

توکّل و استغناء:- آپ رحمۃ اللہ علیہ کے توکّل واستغنا کا عالم یہ تھا کہ ساری عمر کسی حکمران، وزیر یا حاکم کے ہاں تشریف نہیں لے گئے اور نہ کبھی ان کے عطیات قبول کیے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی حاکم، امیر یا وزیر کی آمد ہوتی تو قصداً اٹھ کر باہر تشریف لے جاتے۔ یہ اس لئے تھا کہ ان کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تعظیماً کھڑا نہ ہونا پڑے۔ جہاں تک ممکن ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیاداروں سے اجتناب فرماتے۔

زندگی میں صرف ایک مرتبہ 8۔نومبر 1998ء (17۔رجب 1418ھ) بروز اتوار آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے گھر (رائے ونڈ) میاں محمد شریف مرحوم کی دعوت پر تشریف لے گئے مقصد صرف معرفتِ الٰہی کی دعوت دینا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمد نواز شریف کی والدہ کی التجا پر اپنی دستار مبارک اتار کر میاں محمد نواز شریف کے سر پر رکھی۔ اس ملاقات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس خادم کے ذریعے پوری شریف فیملی کے لئے سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات بنوائے تاکہ اس خاندان پر مہربانی کی جا سکے اور اُن سے ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا کرنے کے لیے وقت مانگا لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر میاں محمد شریف مرحوم نے ملنے سے انکار کر دیا اور واپسی پیغام بھجوایا کہ ہمیں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی ضرورت نہیں ہے جب

ضرورت ہوگی منگوالیں گے۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بس اتنا فرمایا کہ یہ شاید ان کی قسمت میں نہیں تھا۔[1]

عجز وانکساری:- عجز وانکساری کی دو اقسام ہوتی ہیں ایک عجز وانکسار تو ربّ العزت کے حضور ہوتا ہے اور دوسرا معمولاتِ زندگی میں۔ربّ العزت کے حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عجز وانکسار کی کوئی تمثیل ہی نہ تھی ہر لمحہ اپنے خالق کے حضور سربسجود رہے اور اس کی رحمت وبخشش کے طلب گار رہے۔عام معمولاتِ زندگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عجز وانکسار کا یہ عالم تھا کہ کوئی عام آدمی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر بات کرتا تو ہمہ تن گوش ہو جاتے اور بڑی محبت اور توجہ سے اس کی بات سنتے۔

بسیار گوئی سے پرہیز:- آپ رحمۃ اللہ علیہ بسیار گوئی سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ خاموش رہنا بہت پسند کرتے تھے اور ضرورت کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہ نکالتے تھے۔

غریبوں پر شفقت:- غریبوں اور مسکینوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ مجسمِ رحمت تھے ان لوگوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد محبت کرتے تھے۔آپ کے مریدین اور عقیدت مندوں کی اکثریت غربا پر مشتمل تھی۔ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مال و دولت کو پیار نہیں کرتا بلکہ اسے تقویٰ پسند ہے۔کئی خستہ حال لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو راستہ میں روک لیتے اور دعا کی درخواست کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ خندہ پیشانی سے ان کے لئے دعا فرماتے۔

ایثار وسخاوت:- آپ رحمۃ اللہ علیہ مجسم ایثار وسخاوت تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا جہاں سے ہر روز سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ لنگر کا انتظام خود فرماتے اور مہمانوں کے لئے عالی شان اور پُر تکلف کھانوں کا اہتمام فرماتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سائل کے

---

[1] یہ سب کچھ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں محمد نواز شریف پر کرم اور مہربانی کے لیے کیا تا کہ اُن کے ذریعے پاکستان کو فلاحی اسلامی مملکت میں تبدیل کیا جا سکے۔

سوال کو رد نہ کرتے اور یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی سائل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر سوال کرے اور خالی لوٹ جائے۔

عفو و کرم :- آپ رحمۃ اللہ علیہ عفو و کرم کا پیکرِ جمیل تھے۔ اس خادم نے اپنی رفاقت کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی جلال میں آتے نہیں دیکھا۔ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر درگزر فرماتے اگر کوئی شخص کسی معاملہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قسم کھا بیٹھتا تو خواہ حقیقتِ حال کچھ بھی ہو مان لیتے۔ دوسروں کے عیوب کی تشہیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت ناپسند تھی۔ تعلقات کا بے حد پاس اور لحاظ فرماتے۔ سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے۔

رقتِ قلب :- آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت رقیق القلب تھے اس خادم نے 2001ء میں حج کے سفر کے دوران روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو ہی دیکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرماتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں۔

حیا :- آپ رحمۃ اللہ علیہ میں کمال درجہ کی حیا تھی فحش اور بے حیائی کی باتوں سے ہمیشہ روکتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے کبھی کوئی غیر مہذب بات نہ نکلی۔ کبھی بھی کپڑوں کے بغیر غسل نہ فرمایا ہمیشہ تہبند پہن کر غسل فرمایا کرتے تھے۔ تنہائی میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کپڑے نہ اتارے۔ خواتین جب ملنے آتیں تو ہمیشہ آنکھوں کو جھکا کر ان سے بات کرتے۔

ہیبت وجلال :- اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خوش گفتار، خوش اطوار اور پیکرِ حلم وحیا تھے لیکن ہیبتِ جلال کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں انتہائی نظم وضبط اور سکوت وسکون ہوتا تھا لوگوں کی سانسوں کے سوا کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ مجلس میں کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر اُدھر جائے یا کوئی بات یا سرگوشی کرے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی راستے سے گزرتے تو لوگ سراپا احترام بن کر دو رُویہ کھڑے ہو جاتے۔

عظمت و احترام :- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بڑی عزت واحترام سے حاضر ہوتے۔ میں نے بڑے بڑے علماء اور مشائخ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بڑے ادب واحترام سے نگاہ جھکائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔

معمولات ومشاغل

لباس:- پہلے پہل آپ رحمۃ اللہ علیہ شلوار کرتہ زیب تن فرمایا کرتے تھے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تہمد اور کرتہ کا استعمال شروع فرما دیا۔ کرتہ کے نیچے ہمیشہ بنیان زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ گرمیوں میں کرتہ کے اوپر ویسٹ کوٹ اور سردیوں میں اونی جرسی (Cardigan) استعمال فرمایا کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ قسم کا کھسہ یا سنہرے تِلّے والی جوتی استعمال فرماتے اور سردیوں میں اونی جرابیں استعمال فرمایا کرتے تھے۔ سر پر دستار مبارک استعمال فرماتے، اکثر سفید رنگ کی دستار استعمال میں رہتی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز دستار اور سیاہ' سنہری رنگ کی مُشَدّی بھی استعمال فرمائی ہیں۔ عام طور پر سندھی ٹوپی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال میں رہی ہے، سردیوں میں گرم اُونی ٹوپی بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ ہر روز لباس تبدیل فرماتے، تہمد آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سفید رنگ کا پہنا کرتے تھے۔ کرتہ سفید رنگ اور بوسکی کا پسند فرمایا کرتے تھے گرمیوں میں کاٹن بھی استعمال فرماتے۔ حیات مبارک کے آخری تین سالوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر رنگ کا کرتہ پہنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس خادم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سردیوں، گرمیوں اور خاص تہواروں کے کپڑے تیار کرانے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پراسٹیٹ گلینڈ کی تکلیف کے چیک اپ کے سلسلہ میں لاہور تشریف لائے اور حسبِ روایت داروغہ والا تشریف لے گئے صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ڈاکٹر فتح محمد مرحوم کے کلینک پر مختلف ٹیسٹ ہوئے اور کلینک ہی سے ٹیسٹوں کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ اس طرح خلیفوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سامان داروغہ والا سے لانے کا موقع نہ ملا، ان کا خیال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ٹیسٹ کروانے کے بعد واپس داروغہ والا آجائیں گے کیونکہ شام کو تمام ٹیسٹوں کی رپورٹس آنی تھیں۔ اس دِن تین بجے کے قریب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے

غریب خانے پر غسل فرمایا۔ چونکہ خلیفہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سامان ساتھ نہ لائے تھے اس لیے پریشانی کے عالم میں خلیفہ نے مجھے کہا کہ اپنا کرتہ اور تہمد دے دیں۔ میرے پاس تہمد تو نہیں کرتہ شلوار تھا جو میں نے پیش کر دیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہ زیبِ تن فرمالیا۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ ڈاکٹر فتح محمد مرحوم کے کلینک تشریف لے گئے اور خلیفوں سے کہا کہ سامان داروغہ والا سے منگوالیں آج ہی واپسی ہے۔

جب ہم ڈاکٹر فتح محمد کے کمرہ میں پہنچے تو اُن کے اسسٹنٹ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو لے کر ایک کمرے کی طرف چل پڑے، میں بھی ہمراہ تھا۔ جب کمرے میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے حضور مرشد پاک سے کہا کہ جوتے اتار دیں اور مجھے اور گارڈ کو کہا کہ آپ اندر نہیں آسکتے۔ میں ان کو زبردستی ہٹا کر اندر داخل ہوا تو وہ اپریشن تھیٹر تھا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ میں آرہا ہوں آپ اپریشن کی ابتدائی تیاریاں کریں۔ میں نے کہا کہ پہلے ہمیں رپورٹس دکھائیں اس کے بعد مشاورت سے ہم فیصلہ کریں گے کہ اپریشن کرانا ہے یا نہیں۔ اس طرح ہم واپس ڈاکٹر فتح محمد کے کمرہ میں آگئے۔ ان کے کمرے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ میں ہی بیٹھا ہوا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی نجیب الرحمٰن یہ کونسا کپڑا ہے جو آج ہم نے پہنا ہے۔ میں نے عرض کی حضور کرنڈی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس موقع پر فرمایا ''بھائی نجیب الرحمٰن آپ نے ہمیں ہر رنگ، ہر کوالٹی (بلکہ آپ نے فرمایا کہ ہر نسل) اور ہر طرح کے کپڑے پہنائے ہیں اور یہ تم نے خلوصِ دِل سے کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہاری پیشانی پر بخت لکھ دیئے ہیں۔'' اتنے میں ڈاکٹر فتح محمد تشریف لے آئے اور انہوں نے سارا غصہ مجھ پر نکالا کہ تمہاری وجہ سے حضرت صاحب کو بڑا نقصان ہوسکتا ہے تم نے اپریشن رکوایا ہے۔ میں نے عرض کی کہ کل سے محرم شروع ہونے والا ہے اور حضرت صاحب کا دربار پاک پر ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ محرم کے دنوں میں لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے ہیں، آپ رپورٹس دیں ہم محرم کے بعد آجائیں گے۔ اتنے میں سامان داروغہ والا سے آچکا تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ دربار پاک روانہ ہو گئے۔

خوشبو کا استعمال :- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خوشبو بہت پسند تھی اور بدبو سے سخت نفرت تھی ۔ ہر روز غسل فرمانے کے بعد خوشبو لگانا معمول تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ قسم کی خوشبویات استعمال فرمایا کرتے تھے۔

خوراک :- غربا ومساکین کے لئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دستر خوان (لنگر) بہت وسیع تھا لیکن اپنی خوراک بہت کم اور سادہ تھی عموماً آپ رحمۃ اللہ علیہ سادہ غذا استعمال فرماتے لیکن پیش کرنے پر عمدہ سے عمدہ غذا بھی تناول فرمالیتے اور پُر تکلف دعوت بھی قبول فرمالیتے تھے۔

عبادات : عبادتِ الٰہی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خاص شغف تھا۔ ہمیشہ باوضو رہتے ۔ بیماری کی حالت میں تیمّم فرمالیا کرتے نمازِ پنجگانہ اور اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور فرماتے اور وظائف عموماً نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد اور تنہائی میں پڑھتے اور ہمیشہ مراقبہ ومشاہدہ میں بیٹھے رہتے ۔

فقہی، عرفانی مسلک اور سلسلہ فقر

فقہی مسلک

فقہ میں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے یعنی حنفی مسلک تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چاروں فقہی مذاہب کے بارے میں نظریہ یہ تھا کہ یہ چاروں حق ہیں اور ان میں سے کسی ایک فقہ کی مکمل اور اس کی روح کے عین مطابق پیروی ضروری اور لازمی ہے کیونکہ فقہی اجتہاد کی جس انتہا پر چاروں امامین' حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہنچے کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بہت بڑا فتنہ اسلام میں داخل ہو گیا ہے کہ کوئی گمراہ عالم یا اس کا گروہ فقہی مسلک تو اِن چاروں امامین پاک میں سے کسی ایک ہی کا بظاہر اختیار کر لیتا ہے لیکن اس میں نظریات اور تعلیمات اپنی شامل کر کے ایک نیا فرقہ بنا کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ کھڑی کر لیتا ہے اور اُمت کو فرقوں اور مسلکوں میں تقسیم کر کے انتشار اور فساد پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن لوگوں کے اس نام نہاد اجتہادی فساد سے اُمتِ مسلمہ کو محفوظ رکھے۔

سلسلہ فقر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ سروری قادری اس طرح

پہنچتا ہے:

1۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

3۔ حضرت امام خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ

4۔ حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

5۔ حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

6۔ حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

7۔ حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

8۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

9۔ حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

10۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

11۔ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

12۔ حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

13۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد قرشی ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ

14۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ

15۔ غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

16۔ حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

17۔ حضرت شیخ سیّد عبدالجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

18۔ حضرت شیخ سیّد محمد صادق یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ

19۔ حضرت شیخ سیّد نجم الدین برہان پوری رحمتہ اللہ علیہ

20۔ حضرت شیخ سیّد عبدالفتاح رحمتہ اللہ علیہ

21۔ حضرت شیخ سیّد عبد الستار رحمتہ اللہ علیہ

22۔ حضرت شیخ سیّد عبد البقاء رحمتہ اللہ علیہ

23۔ حضرت شیخ سیّد عبد الجلیل رحمتہ اللہ علیہ

24۔ حضرت شیخ سیّد عبد الرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

25۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

26۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ جیلانی مدنی رحمتہ اللہ علیہ

27۔ سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ

28۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد پیر محمد بہادر شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ

29۔ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ

30۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

❁ سروری قادری مرشد کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالبِ مولیٰ کے لیے کتب الا کتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنا فی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صدق، اخلاص، اعتقاد اور پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

اس عاجز کو حضور مرشد پاک کے ''چہرہ'' کے مطالعہ کا اعجاز حاصل رہا ہے۔ اس عاجز نے زبان سے کبھی بھی کوئی صلاح مشورہ نہیں کیا۔ جب بھی کسی مضمون یا کتاب لکھنے یا راہِ فقر میں کسی امتحان یا آزمائش کا وقت آیا اور اس خاکسار کی سمجھ میں کوئی حل نہ آیا تو یہ خاکسار آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں جا کر بیٹھ جاتا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتا اور جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل سے رخصت ہونے کا وقت آتا تو کتاب یا مضمون کا پورا خاکہ یا مسئلے کا پورا حل اور طریقہ کار سمجھ میں آ جاتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک وہی تھا جو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو اِن دونوں مسالک سے آگے ہے یعنی ''ہمہ اوست در مغز و پوست'' ترجمہ: ہر شے کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات جلوہ گر ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

❁ ''وحدت الشہود کا نظریہ باطن کی دنیا کا بہت بڑا سہو ہے۔'ہمہ اوست' والے فرماتے ہیں کہ کائنات اور تمام موجودات اللہ کا سایہ (ظِلّ) ہے۔ بھائی جب اس ذاتِ پاک نے اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں بنایا تو خود اس ذات کا سایہ کیسے ہوسکتا ہے پھر اگر اِن کے اس نظریہ کو درست مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ (ترجمہ: ''نہ کوئی اللہ سے پیدا ہوا اور نہ اللہ کسی سے پیدا ہوا'') کی تکذیب ہوتی ہے جو سراسر کفر ہے۔ اصل میں معرفتِ الٰہیہ دو قسم کی ہے' ایک معرفتِ صفاتِ حق تعالیٰ اور دوسری معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔ معرفتِ صفات کا تعلق کثرت سے اور معرفتِ ذات کا تعلق وحدت سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عالمِ خَلق سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عبودیت سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق ربوبیت سے ہے۔ معرفتِ صفات میں تسخیرِ خلق اور رجوعاتِ خَلق ہے اور معرفتِ ذات میں استغراقِ مشاہدۂ ذاتِ حق ہے۔ معرفتِ صفات کا ذریعہ ورد وظائف' ذکر فکر' چلے مراقبے اور بدنی و زبانی ریاضت و مشقت ہے اور معرفتِ ذات کا ذریعہ فقط تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ معرفتِ صفات کی انتہائی منزل سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ ہے اور معرفتِ ذات میں ابتدائی منزل مشاہدہ ذاتِ حق کا استغراق (مقام فنا فی اللہ) اور مجلسِ محمدی کی دائمی حضوری ہے۔ معرفتِ صفات کا عارف صاحبِ ریاضت ہے اور معرفتِ ذات کا عارف صاحبِ راز ہے۔ صاحبِ ریاضت صاحب درجات ہے اور صاحبِ راز صاحبِ ذات ہے۔ صاحبِ درجات دیدارِ الٰہی سے محروم ہے لیکن صاحبِ راز کی پہلی منزل ہی دیدارِ الٰہی اور انتہا فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ معرفتِ صفات کے عارف لوحِ محفوظ کا

عاجز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کے مطالعہ میں صرف ایک دفعہ دھوکہ کھایا ہے اور وہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت۔ 2003ء کے اوائل سے مجھے کثرت سے ایسے خواب آنے لگے تھے کہ حضور مرشد پاک کا وصال ہو رہا ہے یا وصال ہو گیا ہے یا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ پڑھایا جا رہا ہے۔ اِن خوابوں نے مجھے ذہنی خلجان اور پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا، میں یہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتا تھا۔ ان خوابوں نے مجھے ذہنی مریض بنا دیا تھا۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور حسبِ روایت پہلے داروغہ والا تشریف لے گئے۔ یہ مارچ یا اپریل کے اوائل کا واقعہ ہے۔ میں نے سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات بنانے کے لیے مختلف قسم کی ڈرائنگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دکھانے کے لیے بنائی تھیں۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ڈرائنگ کو پسند فرمایا اور سید امیر خان نیازی مرحوم کی طرف بڑھا دیا کہ دیکھیں ٹھیک بنا ہے۔ نیازی صاحب نے بھی غور سے دیکھنے کے بعد اُسے درست قرار دیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میری طرف تھی اور گفتگو آپ رحمۃ اللہ علیہ سید امیر خان نیازی مرحوم سے فرما رہے تھے ''اب ایک ویگن ہو جس میں بکسوں میں سونے کے اسمِ اَللّٰہُ ذات بھرے ہوئے ہوں اور ہم پورے پاکستان کا دورہ کریں اور لوگوں کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دعوت دیں پتہ نہیں عمر کتنی ہے''۔ پھر زور دے کر کہا ''انشاء اللہ عمر تو ابھی بہت پڑی ہے''۔ یہ فرماتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی نگاہ مجھ پر ڈالی کہ وہ پریشانی اور خلجان میرے دِل سے نکل گیا اور سفرِ وصال کے دوران مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ کے مطالعہ میں مکمل ناکامی ہوئی۔ سروری قادری مرشد کو یہ کمال بھی حاصل ہوتا ہے کہ اپنے چہرے کی تحریر ہی طالب سے چھپالے۔

عرفانی مسلک

معرفتِ الٰہی کے بارے میں صوفیاء کرام کے دو مسلک مشہور ہیں:

(۱) ہمہ اوست یا وحدت الوجود (۲) ہمہ از اوست یا وحدت الشہود۔

مطالعہ تو کر سکتے ہیں لیکن دیدارِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ریاضت کی راہ سے دیدارِ الٰہی ممکن ہی نہیں اور جب تک دیدار حاصل نہ ہو فنا و بقا کا تصور ہی ناممکن ہے۔اور پھر جو دیدارِ ذات کی منزل سے گزر کر ذاتِ حق میں فنا ہو کر سراپا وحدت نہ ہوا اُسے ہر چیز میں وحدتِ ذات نظر آئے کیسے؟ صاحبِ درجات دوئی و کثرت میں ہوتا ہے اس لیے وہ کثرت ہی کی بات کر سکتا ہے کہ اُسے نظر ہی کثرت آتی ہے اور کثرت کا ظہور چونکہ نورِ ذات کا پرتو ہے اس لیے صاحبِ درجات ''ہمہ از اوست'' کے علاوہ کہہ بھی کیا سکتا ہے؟ جو آدمی جس مرتبے پر ہوتا ہے وہ اُسی کے متعلق ہی بتلا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں ان دونوں نظریات کا تعلق شریعت یا علم سے نہیں بلکہ معرفتِ الٰہی سے ہے، جس کا دارومدار باطنی مشاہدے پر ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا البتہ بندہ جب تک مقامِ خَلق کی دید میں مشغول رہتا ہے وہ ناقص رہتا ہے اور دوئی و کثرت سے نکل کر توحیدِ ذات میں غرق نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان توحید میں غرق نہیں ہوتا وہ نامکمل ہے اور توحید یہ ہے کہ ظاہر باطن میں تجھے ذاتِ حق کے سوا کوئی شے نظر نہ آئے۔ باطن میں جب طالبِ مولیٰ کو ذاتِ حق کے علاوہ کچھ اور نظر آئے تو وہ ظلمت میں ہوتا ہے نہ کہ نورِ توحید میں۔ نور کیا ہے اور ظلمات کیا ہے؟ ظلمات کے چار مقامات ہیں، مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا اور مقامِ عقبیٰ۔ گو کہ ان چاروں مقامات میں زندگی کی چمک دمک ہے لیکن عارف وہ ہے جو ان چاروں مقامات کی لذّات سے منہ موڑ کر لذّتِ دیدارِ پروردِگار کے مقام سے گزر کر اُس کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طالبِ اللہ اگر ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک کا مشاہدہ کر رہا ہو تو دوئی اور کثرت میں ہوتا ہے جو ظلمت ہے اس لیے وہ طالبِ ناقص ہے۔ پھر ان دونوں نظریات کا تعلق عوام و علمائے اہلِ شریعت سے نہیں اس لیے وہ ان پر بحث و مباحثہ سے پرہیز ہی کریں تو بہتر ہے کہ یہ اُن کا حق نہیں۔ یہ مسئلہ صرف عارفین یا فقراء کا ہے جو اسے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ایک طالبِ صادق ہی اس مسئلے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنے مرتبے کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے کہ اگر وہ مشاہدۂ ''ہمہ اوست در

مغز و پوست[1]'' کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکا تو وہ خام و ناقص ہے کہ وہ ابھی توحیدِ ذات سے بہت دور ہے۔[2]

---

[1] ہر چیز کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات (ھُو) جلوہ گر ہے۔ [2] آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گفتگو سرائیکی میں ہی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو کو اس خادم نے اردو میں منتقل کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کی اصل روح برقرار رہے۔ کسی مرشدِ کامل کے مریدین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرشد کی تعلیمات، فرمودات، اور ارشادات کو محفوظ کریں انہیں ملفوظات کا نام دیا جاتا ہے لیکن قابلِ افسوس مقام یہ ہے کہ کچھ لوگ سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات اور فرمودات کو اپنی کتب میں اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے تراجم میں اِن تعلیمات کو اپنے نام کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

گھوڑوں سے محبت

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کثیر تعداد میں خوبصورت گھوڑے تھے جن کی تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت تقریباً سو کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بعض کور چشم لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑوں کی پرورش' ان سے محبت اور ان پر رقم خرچ کرنے پر اعتراضات کرتے تھے۔ شاید اُن میں سے بعض کے ذہن میں یہ بات ہو کہ جیسے آج کے دور میں خاندانی پیر ریس کورس میں ریس میں جوا کھیلنے کے لیے گھوڑے رکھتے اور دوڑاتے ہیں اسی طرح سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بھی کرتے ہوں گے (نعوذ باللہ) سچ تو یہ ہے کہ نہ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی ریس کورس گئے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کبھی ریس کورس گئے یا بھجوائے گئے اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی اس غرض سے کسی اور جگہ گھوڑوں کی ریس کروائی اور نہ ہی حصہ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے نیزہ بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتے تھے۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بذاتِ خود بہت بڑے گُھڑسوار اور نیزہ باز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ گھوڑوں کا نام نگینہ' کبوترا' اطلس اور شہباز تھا اور اُن کی بڑی محبت سے دیکھ بھال کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیعن نسل کے گھوڑے کی بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اوچھالی وادی سون سکیسر میں نیزہ بازی کے مقابلے بھی کرائے لیکن ان میں مختلف شعبوں میں جیتنے والوں کو صرف کپ انعام میں دیئے جاتے۔ ان محافل کے انعقاد کے مقاصد کیا ہوتے تھے اس کا اظہار موضوع کے آخر میں ہوگا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ پہلے زمانہ میں سفر کے لیے گھوڑا ہی استعمال ہوتا تھا۔ گاڑیوں کا عام فیشن تو موجودہ دور میں ہوا۔ اس سے پہلے اولیاء کرام تبلیغی سفروں پر جانے کے لیے گھوڑے ہی استعمال فرماتے تھے۔ پیر سیّد محمد بہادر علی

شاہ کاظمی المشہدیؒ اور سلطان محمد عبدالعزیزؒ تبلیغی سفروں کے لیے گھوڑے ہی استعمال فرمایا کرتے تھے اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ خود بھی سال میں دو سفر گھوڑوں پر فرمایا کرتے تھے اور یہ دو سفر (جن کا ذکر اسمِ اللہُ ذات کے فیض کو عام کرنے کے لیے آپؒ کے معمولاتِ سفر میں گزر چکا ہے) آپؒ نے زندگی کے آخری سال 2003ء تک جاری رکھے۔

گھوڑا ایک متبرک جانور ہے اور اس کا استعمال سنتِ نبوی ﷺ بھی ہے۔ہم قرآن و حدیث اور اولیاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں تا کہ جاہلوں کو آئینہ دکھایا جا سکے۔

گھوڑوں کی عظمت قرآن پاک میں

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کی قسم اٹھائی ہے ترجمہ:قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو دوڑتے ہیں۔ان کے سینے سے آواز نکلتی ہے اور جب ان کے سُم (پاؤں) پتھروں پر پڑتے ہیں تو ان سے چنگاری نکلتی ہیں۔(العٰدیٰت 1-4)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑوں سے محبت کا ایک واقعہ قرآن پاک میں بیان ہوا ہے:

ترجمہ:''اور داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) جیسا بیٹا عطا کیا بہترین بندہ، کثرت سے اپنے ربّ کی طرف رجوع کرنے والا اور جب تیسرے پہر اس (حضرت سلیمان علیہ السلام) کے سامنے خوب سَدھے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے جن کو روکیئے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر ٹکائے ہوئے۔ چلائیے تو ہوا ہو جائیں۔ تو حضرت (سلیمان علیہ السلام) نے کہا کہ مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی اپنے ربّ کی یاد کے لیے۔ پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہوں کے پردے میں چھپ گئے (بہت دور چلے گئے) پھر حکم دیا کہ میرے پاس واپس لاؤ اور جب واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔''(سورۃ ص:30-33)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں گھوڑے پالنا اور رکھنا شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح جائز تھا۔ایک دن آپ علیہ السلام کے سامنے گھوڑے لائے گئے آپ علیہ السلام نے ان کو دوڑانے کا حکم فرمایا۔ جہاں دوڑ ہو رہی تھی وہ ایک وسیع اور گول میدان تھا جس میں گھوڑے دوڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے تھے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور آپ علیہ السلام کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا اس کے بعد آپ علیہ السلام نے گھوڑوں کے سواروں سے فرمایا کہ گھوڑے میرے سامنے لاؤ جب گھوڑے آپ علیہ السلام کے سامنے لائے گئے تو آپ علیہ السلام ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کی رسیاں اپنے ہاتھ سے ان کے گلے میں ڈالتے۔(تفسیر روح البیان پارہ 23 صفحہ 364 ترجمہ محمد فیض احمد اویسی)

فتوحاتِ مکیہ میں اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے:

☆ آپ علیہ السلام محبت اور فرحت سے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے کہ یہ ربّ تعالیٰ کی خیر ہیں۔(فتوحاتِ مکیہ)

تفسیر روح البیان میں درج ہے:

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کے لیے گھوڑے پیش کیے گئے اور آپ علیہ السلام ان کے معائنہ میں مشغول ہوگئے تو سورج ڈوب گیا اور عصر کا وقت گزر گیا آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ سورج واپس لے آؤ تا کہ میں عصر کی نماز پڑھ لوں۔(پارہ 23 صفحہ 365)

گھوڑوں کی فضیلت احادیث شریف میں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی اور نفع رکھ دیا گیا ہے پس تم ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا کرو

اوران کی برکت کی دعا کیا کرواوران کورسی ڈالومگر تانت کی رسی استعمال نہ کرو۔(مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی انگشت مبارک گھوڑے کی پیشانی پر پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں گھوڑوں کی پیشانی میں خیر رکھ دی گئی ہے قیامت کے دن تک۔(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص گھوڑا باندھتا (اپنے گھر میں رکھتا) ہے تو اس گھوڑے کا کھانا پینا، اس کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے ترازو میں اجر بنا کر ڈالا جائے گا۔(بخاری شریف)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں گھوڑا باندھا (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے گھوڑا رکھا) وہ اسے دوزخ سے بچانے کا ذریعہ بنے گا۔(ابنِ عساکر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے خلوصِ دل کے ساتھ گھوڑے رکھنے یا پالنے کا ارادہ کیا اسے ایک شہید کا درجہ دیا جائے گا۔(ذکرہ ابوعبیدہ فی کتاب الخیل وتو مرسل)

ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بھلائی گھوڑوں کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے اور گھوڑے والوں کی (اللہ کی طرف سے) مدد کی جاتی ہے اور گھوڑے پر خرچ کرنے والا ہاتھ کھول کر صدقہ کرنے والے جیسا ہے۔(ابوعوانہ۔ ابنِ حبان۔ المستدرک صحیح الاسناد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائی قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے اور گھوڑے پر خرچ کرنے والے کی مثال ہتھیلیاں بھر کر صدقے دینے والے کی طرح ہے۔(موارد الضلمآن)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی ازواج مطہراتؓ کے بعد گھوڑوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔(نسائی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص گھوڑا باندھنے (یعنی رکھنے) کی طاقت رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ گھوڑا باندھے۔ (ابنِ عساکر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں عمدہ گھوڑا ہو اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد)

گھوڑوں کا دعا کرنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر عربی گھوڑے کو صبح سویرے چند دعائیہ کلمات کہنے کی اجازت دی جاتی ہے (وہ گھوڑا دعا کرتا ہے) اے میرے پروردگار تو نے مجھے ایک انسان کو بخش دیا اور عطا فرمایا ہے۔ پس تو مجھے اس کے نزدیک اسکے اہل و عیال میں سب سے زیادہ محبوب بنادے۔ (مسند احمد۔ نسائی۔ مستدرک صحیح الاسناد)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا کہ میرے گھر میں پتھر گرتے ہیں انہوں نے فرمایا جاؤ اپنے گھر میں عربی گھوڑا باندھ دو۔ اس شخص نے گھوڑا باندھا تو پتھراؤ رک گیا اس نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا (کہ یہ علاج کیسے تجویز فرمایا) تو انہوں نے یہ آیت پڑھی:

❁ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ (الانفال۔60)

ترجمہ: اور اے (مسلمانو!) ان کے (مقابلے کے) لیے تم سے جس قدر ہو سکے قوت مہیا کر رکھو اور بندھے ہوئے گھوڑوں کی (کھیپ بھی) اس سے تم اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہے اور ان کے سوا دوسروں کو بھی جن کی چھپی دشمنی کو تم نہیں جانتے، اللہ جانتا ہے۔

اور فرمایا کہ اس آیت میں اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ (ان کے سوا دوسرے) سے مراد جنات ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھوڑے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کئی گھوڑے تھے ذیل میں ان کا ذکر ترتیب سے کیا جاتا ہے:

1. السکب (تیز رفتار) یہ سفید پیشانی والا' سرخ و سیاہ گھوڑا تھا جس کے بائیں پاؤں پر سفید لکیر تھی۔ ابن تاثیر کہتے ہیں کہ یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ یہ سب سے پہلا گھوڑا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملکیت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ایک بدو سے دس اوقیہ چاندی کے عوض خریدا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے پہلے اس پر غزوۂ احد میں شرکت فرمائی تھی۔ اس دن مسلمانوں کے پاس حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے اور السکب کے علاوہ کوئی تیسرا گھوڑا نہیں تھا۔

2. المرتجز (رجز پڑھنے والا) اس کا یہ نام اس کی نظم پڑھنے جیسی خوبصورت ہنہناہٹ کی وجہ سے پڑا۔ یہ سیاہ سفید رنگ والا تھا بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ اصیل گھوڑا تھا۔

3. اللحف (لپٹنے والا) یہ نام اس لیے پڑا کہ وہ لمبی (غاندار) دم والا تھا گویا کہ وہ اپنی دم کو زمین پر بچھانے والا تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ربیعہ بن ابوالبراء یا فردہ بن عمروالجزامی نے پیش کیا تھا۔

4. اللزار (چمٹنے والا) گویا کہ وہ اپنی تیزی کی وجہ سے اپنی منزل سے فوراً چمٹ جانے والا تھا یہ مقوقس نے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

5. الظرب (ٹیلا۔ چھوٹا پہاڑ) یہ دیو ہیکل اور مضبوط گھوڑا تھا۔ فردہ بن عمرو نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

6. الوردد (سرخ زردی مائل) یہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اس کا یہ نام اس کے رنگ کی وجہ سے پڑا۔

7. سبحہ (تیرنے والا) اس کی تیز رفتار اور خوبصورت آرام دہ چال کی وجہ سے یہ نام پڑا۔

حافظ شریف الدین الدمیاطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مذکورہ بالا سات گھوڑوں کے بارے میں سب کا اتفاق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ سواری السکب پر فرماتے۔

گھوڑوں کی خدمت و اکرام کی فضیلت

❁ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ مجھ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان پہنچا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے عربی النسل گھوڑے کا اکرام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کرے گا اور جو اس کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کی اہانت فرمائے گا۔ (ذکر ابو عبیدہ معمر بن المثنی فی کتاب الخیل)

❁ روح بن زنباع فرماتے ہیں کہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کے لیے گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ اپنے گھوڑے کے لیے ''جو'' صاف فرما رہے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہٗ کے ارد گرد آپ کے اہل خانہ ہیں۔ میں نے عرض کیا، کیا ان گھر والوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو آپ کی طرف سے اس کام کو سرانجام دے سکے؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں لیکن میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے گھوڑے کے لیے ''جو'' صاف کرے گا اور اس کے لیے (کھانے والی تھیلی میں) لٹکا دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر دانے کے بدلے نیکی عطا فرمائے گا۔ (شعیب الایمان۔ بیہقی)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے کپڑے سے گھوڑے کے چہرے کو صاف فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے کپڑے سے اس کا منہ صاف فرما رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''تمہیں کیا پتہ جو رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے اس (گھوڑے) کے بارے میں مجھے بتایا''۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اس کے چارے کی ذمہ داری مجھے سونپ دیجیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا سارا اجر تم لینا چاہتی ہو۔ مجھے

جبرائیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (اس کے چارے کے) ہر دانے کے بدلے نیکی عطا فرماتا ہے''۔(شفاء الصدور)

❁ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے اچھا گھوڑا سیاہ رنگ والا ہے بشرطیکہ اس کی پیشانی اور ہونٹ سفید ہوں۔ اس کے بعد (دوسرے درجے پر) وہ گھوڑا ہے جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں لیکن اس کا دایاں حصہ سفید نہ ہو اور اگر کالا گھوڑا نہ ہو تو (سب سے اچھا گھوڑا) کمیت ہے یعنی اس کا رنگ سرخ اور سیاہ کے درمیان ہو اسی نقش کے مطابق (یعنی پیشانی اور ہونٹ اور بائیں ہاتھ پاؤں پر سفیدی) ہو۔ (ابنِ ماجہ۔ المستدرک)

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم جہاد کرنا چاہو تو پھر تم سفید پاؤں والا یا بائیں طرف کے پاؤں کی سفیدی والا گھوڑا خریدو بے شک تم غنیمت پاؤ گے اور سلامت رہو گے۔(مجمع الزوائد۔ المستدرک)

❁ ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی قوم کے گھوڑوں کو سر اٹھائے ہوئے زیادہ ہنہنانے والا دیکھو تو سمجھ لو فتح ان کی ہوگی اور جب تم کسی قوم کے گھوڑوں کو سر جھکائے کم ہنہنانے والا اور دم ہلانے والا دیکھو تو سمجھ لو ان کو شکست ہونے والی ہے۔ (شفاء الصدور)

نیزہ بازی کی فضیلت

❁ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہٗ سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے اور جو میری شریعت کی مخالفت کرے گا اس کے لیے ذلت ہے۔(صحیح بخاری)

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کھیل زیادہ پسند فرماتے تھے ان میں نیزہ بازی، تیراندازی، گھڑ دوڑ

اور گھوڑا ناچ شامل ہیں۔ ایسی بہت سی روایات موجود ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہترین نیزہ باز اور گھڑسوار تھے اور بہت سے مقابلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود شرکت فرمائی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور گھوڑوں کا شوق

احادیث اور روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گھوڑے رکھے ہوئے تھے اور نہ صرف گھوڑوں سے محبت فرماتے تھے بلکہ اپنے ہاتھوں سے گھوڑوں کی خدمت کرتے تھے۔

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور گھوڑوں کا شوق

1. حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اصطبل پر بیسیوں گھوڑے کھڑے ہوتے تھے اور روایات میں آتا ہے کہ ان کے پاؤں کی نعلیں بھی سونے کی ہوتی تھیں۔ سیّد عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:

❁ بغداد میں ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کے گھوڑوں کا اصطبل دیکھا جس میں اعلیٰ نسل کے چالیس گھوڑے سونے چاندی کے کھونٹوں سے بندھے ہوئے تھے جن پر ریشمی جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ (منقبت۔55)

2. حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑوں پر سونے کی زین ڈال کر سواری کرتے تھے۔

3. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بھی گھوڑے پسند فرماتے تھے اور سواری فرماتے تھے۔ روایت کے مطابق ان کے پاس چالیس گھوڑے موجود تھے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ اور گھوڑوں کا شوق

حضرت سلطان باھوؒ بھی گھوڑوں کا شوق رکھتے تھے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپؒ کو حضور اکرم ﷺ نے ایک گھوڑوں کی جوڑی عطا فرمائی تھی جس کی نسل سے آج بھی گھوڑے موجود ہیں۔

اب تو یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرامؒ کی سنت کو زندہ رکھا ہوا تھا۔ آپؒ کے پاس تقریباً سو کے قریب گھوڑے تھے۔ ہر ایک دیکھنے کے قابل تھا۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کے لیے تشریف لاتے تھے۔

آپؒ خود بھی ماہر گھڑ سوار اور نیزہ باز تھے۔ آپؒ کے زیرِ سایہ تربیت یافتہ گھڑ سوار نیزہ باز نہ صرف ملک میں بلکہ غیر ممالک میں بھی جاتے تھے اور نیزہ بازی کے مختلف مقابلوں میں حصہ لیتے تھے۔

ان گھوڑوں میں ایک گھوڑا ایسا تھا جس کی گردن پر ''اسمِ محمد ﷺ'' نقش تھا۔ آپؒ سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق سال میں مختلف موقعوں پر گھڑ دوڑ، نیزہ بازی کے مقابلے منعقد کراتے جس میں پورے ملک سے ہزاروں کی تعداد میں گھوڑے اور گھڑ سوار شرکت کرتے۔ ان محافل کے انعقاد کا مقصد لہو و لعب نہیں بلکہ فیضِ فقر کو عام کرنا اور وہ لوگ جو دینی محافل میں شرکت نہیں کرتے انہیں ان محافل کے ذریعے جمع کرنا اور اُن کا تزکیۂ نفس کرنا ہوتا تھا۔ عاجز کا مشاہدہ ہے کہ وہ لوگ جو میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل میں تو شریک نہیں ہوتے تھے لیکن نیزہ بازی کے مقابلوں میں حصہ لیتے تھے بعد میں آہستہ آہستہ وہ محافل میلاد میں شرکت کرنے لگتے اور پھر ان میں سے کئی ایسے بھی ہوئے جو راہِ فقر کے راہی بنے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے اور نیزہ بازی کے کھیل کی مختلف ٹیموں کو متحد کرنے کے لیے ''محمدیہ حیدریہ سلطانیہ اعوان کلب'' کی بنیاد رکھی۔ اس کلب کے تحت نہ صرف تمام ٹیموں کے آپس میں نیزہ بازی کے مقابلے کروائے جاتے بلکہ ملک بھر میں مختلف مقابلوں اور تقریبات میں اس کلب کے پرچم اور نام کے تحت حصہ لیا جاتا۔ اس کلب کے آپ رحمۃ اللہ علیہ سرپرست تھے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ان تقریبات میں شرکت کا مقصد ایک ہی ہوتا تھا اور وہ تھا فیضِ فقر کو عام کرنا۔[1]

---

[1] مصنف کا یہ مضمون ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کے شمارہ جولائی 2003ء میں شائع ہو چکا ہے جسے معمولی ردوبدل کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ صاحبِ لولاک میں طارق اسماعیل ساگر نے یہی مضمون تھوڑی سی ردوبدل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ازواج اور اولاد

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے دو نکاح فرمائے۔

پہلا نکاح

پہلا نکاح 1979ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان میں ہم کفو خاتون سے فرمایا جن کے بطنِ مبارک سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

1۔ صاحبزادہ سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقر (ششم) کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت 22۔ اپریل 1981ء (18 جمادی الثانی 1401ھ) بروز بدھ آستانہ عالیہ حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نزد دربار حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم استاد العلماء مولانا منظور احمد[1] مہتمم شمس المدارس جنڈانوالہ ضلع بھکر سے حاصل کی۔ 7۔ دسمبر[2] 1998ء کو آپ نے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعتِ توبہ وتقویٰ کی اور 14۔ اپریل 2003ء کو دربار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دوبارہ بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین مقرر فرمایا۔

---

[1] مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ 4۔ دسمبر 2000 کو انتقال کر گئے۔ [2] یہ بیعت دربار پاک شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر ہوئی۔

2۔ صاحبزادہ سلطان احمد علی مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقر (ششم) کے منجھلے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت بھی آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر 25۔اگست 1982ء (6۔ذیقعد 1402ھ) بروز بدھ ہوئی۔ آپ نے بھی اپنے بڑے بھائی سلطان محمد علی صاحب کے ساتھ دینی تعلیم مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 7۔دسمبر 1998ء (17۔شعبان 1419ھ) کو سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر اپنے بھائی سلطان محمد علی صاحب کے ساتھ بیعتِ توبہ وتقویٰ کی اور آپ کو صاحبِ مجاز کیا گیا۔ سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اگست 2004ء میں ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور کی ادارت اور مکتبہ العارفین (العارفین پبلیکیشنز) کی سربراہی سنبھالی۔

3۔ صاحبزادہ سلطان محمد بہادر عزیز مدظلہ الاقدس

آپ سلطان الفقر (ششم) کے چھوٹے صاحبزادے ہیں آپ کی ولادت باسعادت بھی آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پر 25۔دسمبر 1992ء (یکم رجب 1413ھ) بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ آپ کو سلطان الفقر (ششم) نے سفروں میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا۔ آپ واحد صاحبزادے ہیں جنھوں نے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ 2001ء میں حج کا فریضہ ادا فرمایا۔ اس وقت آپ مدظلہ الاقدس کی عمر صرف نو سال تھی۔ آپ کو بھی سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔دسمبر 1998ء کو دربار حضرت سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحبِ مجاز فرمایا۔

4۔ اولادِ مادینہ میں ان مائی صاحبہ کے بطن پاک سے دو صاحبزادیوں کی ولادت ہوئی۔ سب سے بڑی صاحبزادی عینی بی بی کی ولادت 1980ء میں ہوئی۔ 1999ء میں اُن کی شادی آپ رحمۃ اللہ علیہ

کے بھتیجے اور سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے سلطان حافظ فتح محمد سے ہوئی۔ جون 2009ء میں عینی بی بی کا وصال ہو گیا۔

5۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی فاطمہ بی بی 1994ء میں پیدا ہوئیں۔ اُن کی شادی اکتوبر 2013ء میں سلطان محمد فاروق رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے سلطان صفدر علی سے ہوئی۔

دوسرا نکاح

دوسرا نکاح سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باطنی حکم کے مطابق 1997ء میں ملتان میں حاجی امیر بخش مرحوم ومغفور کی صاحبزادی، ولیہ کاملہ، رابعہ ثانی کوثر بی بی سے فرمایا۔ مائی صاحبہ کی عمر مبارک اس وقت 37 سال[1] تھی۔ اس نکاح کا واحد مقصد خواتین میں دعوت و تبلیغ کا کام تھا۔ آپ نے اِس فرض کو خوب نبھایا اور پورے پاکستان میں خواتین میں فقر اور معرفتِ الٰہیہ کی تبلیغ اور فروغ کے لیے بھرپور کام کیا۔ آپ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب تھیں۔ آپ نے صدق، اخلاص اور طلبِ مولیٰ کے لیے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمِ باطن حاصل کیا اور پھر اس کی خواتین میں تبلیغ وتدریس کی۔ آپ کی دعوت وتبلیغ سے لاکھوں خواتین نے سلطان الفقر ششم کے دستِ مبارک پر بیعتِ توبہ وتقویٰ کی۔ آپ نے سینکڑوں خواتین مبلغین تیار کیں اور ملک بھر میں انہوں نے فقر کا پیغام خواتین تک پہنچایا۔ سلطان الفقر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے رفاقت کا حق یوں نبھایا کہ 1997ء سے لے کر وصال تک کا عرصہ آپ ہی کے ساتھ گزارا۔

---

[1] آپ کی ولادت 1960ء میں ہوئی۔

آپ نے 2001ء میں سلطان الفقر ششم کے ہمراہ فریضۂ حج ادا کیا۔ اِس عاجز اور خادم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ میدانِ عرفات میں سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا بھائی بنایا۔

آپ کے بطنِ مطہرہ سے دو صاحبزادیوں کی ولادت باسعادت ہوئی:

1۔ صاحبزادی عائشہ بی بی

12۔اکتوبر 1998ء (20۔جمادی الثانی 1419ھ) بروز سوموار پیدا ہوئیں۔

2۔ صاحبزادی خدیجہ بی بی

یہ دوسری صاحبزادی ہیں جو 10۔مارچ 2000ء (3۔ذوالحجہ 1420ھ) بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ گلشنِ اصغر میں سدا بہار رہے اور یہ گلشن سدا خوشیوں سے مہکتا رہے۔ (آمین)

خلفاء اور صاحبِ مجاز

خلفاء کے بارے میں بیان سے قبل خلافت اور صاحبِ مجاز کے بارے میں مختصراً بیان کرنا ضروری ہے:

خلافت

مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ اپنے بہت سے مریدین کو خلافت عطا کرتا ہے جن میں سے کچھ خلافت ظاہری اور کچھ باطنی ہوتی ہیں۔ خلافت ظاہری سے عام طور پر مرشد کے وصال کے بعد خانقاہ کا نظم و نسق چلانا مقصود ہوتا ہے۔ عمومی طور پر سجادہ نشین حضرات خلافتِ ظاہرہ کے حامل ہوتے ہیں۔ جن مریدین کو خلافتِ باطنی عطا کی جاتی ہے وہ مرشد کی کسی نہ کسی صفت سے متصف ہوتے ہیں۔ مرشد چونکہ کُل ہوتا ہے، وہ کسی مرید کی محنت اور خلوص سے راضی ہو کر اس کو اپنی کسی خاص صفت سے متصف فرما کر خلافت عطا کر دیتا ہے اور یہ خلیفہ لوگوں کی اسی صفت کے تحت باطنی تربیت فرماتا ہے۔ اسی صفت کے طالب اس صفت کے مرشد یا خلیفہ کے پاس آتے ہیں۔ تصوف کی عام فہم زبان میں ان خلفاء کو ''خلفاء اصغر'' کہا جاتا ہے۔ سروری قادری سلسلہ میں یہ ''صاحبِ اسم مرشد'' ہوتے ہیں۔

صاحبِ مجاز

سلسلہ سروری قادری میں صاحبِ مجاز وہ طالب ہوتا ہے جس کو مرشد لوگوں کو وظائف اور سروری قادری سلسلہ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور عطا کرنے کی اجازت عطا فرماتا ہے۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ اکبر ہوئے جن کو

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امانتِ فقر منتقل فرمائی جو بفضلِ خدا یہ عاجز اور خادم ہے۔اس کے علاوہ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے 6 خلفاء اصغر اور تین صاحبِ مجاز ہوئے جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

خلفاء

1۔ صاحبزادہ سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس

صاحبزادہ سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔آپ نے 7۔دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار 17 سال کی عمر میں شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعتِ توبہ وتقویٰ کی اور بعدازاں 14۔اپریل 2003 (11 صفر 1424ھ) بروز سوموار بعد نمازِ عصر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اپنے دائیں طرف بٹھا کر دوبارہ بیعت فرمایا اور خلافت عطا فرمائی اور آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین بھی مقرر فرمایا۔سجادہ نشینی کی وجہ سے آپ کو دوسرے خلفاء اصغر پر فضیلت حاصل ہے۔

2۔ صاحبزادہ سلطان معظم علی مدظلہ الاقدس

یہ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر 10 مئی 1993ء (19۔ذیقعد 1413ھ) بروز سوموار بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

3۔ صاحبزادہ سلطان محمد شریف مدظلہ الاقدس

14۔اپریل 2003ء (11 صفر 1424ھ) کے دِن ہی سلطان محمد علی کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

بھتیجے اور سلطان صفدر علی رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان محمد شریف مدظلہ الاقدس کو اپنے بائیں طرف بٹھا کر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

سلطان محمد علی اور سلطان محمد شریف کی بیعت کا معاملہ اس طرح سے ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا دِن کو سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس کو اپنے دائیں طرف اور سلطان محمد شریف مدظلہ الاقدس کو اپنے بائیں طرف بٹھایا اور دونوں کو بیک وقت بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

4۔ صاحبزادہ سلطان فتح محمد مدظلہ الاقدس

یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سلطان صفدر علی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے داماد بھی۔ ان کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 7۔دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی۔

5۔ صاحبزادہ سلطان محمد معروف مدظلہ الاقدس

یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بھائی سلطان محمد فاروق رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ان کو بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے 7۔دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) بروز سوموار شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بیعت فرما کر خلافت عطا فرمائی اس موقع پر سلطان محمد فاروق رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے جن کا وصال 17 جولائی 2000ء میں ہوا۔سلطان محمد فاروق رحمتہ اللہ علیہ کے رسم چہلم پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے صاحبزادہ محمد معروف سلطان کی دستار بندی فرما کر سلطان محمد فاروق رحمتہ اللہ علیہ کا جانشین مقرر فرمایا۔

6۔ میاں ضیاء الدین مدظلہ الاقدس

20 ستمبر 1999ء (9۔جمادی الثانی 1420ھ) بروز سوموار عرس مبارک سلطان الاولیاء حضرت

سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔ اِن کا تعلق گاؤں موسیٰ والی سے ہے جو پپلاں کے قریب ضلع میانوالی میں ہے۔

صاحبِ مجاز

1۔ صاحبزادہ سلطان احمد علی مدظلہ الاقدس

سلطان احمد علی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں اِن کو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔دسمبر 1998ء (17 شعبان 1419ھ) کو دربار شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحبِ مجاز فرمایا۔

2۔ صاحبزادہ سلطان محمد بہادر عزیز مدظلہ الاقدس

سلطان محمد بہادر عزیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 7۔دسمبر 1998ء کو دربار پاک شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر بیعت فرما کر صاحبِ مجاز فرمایا۔

3۔ محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ونہار چکوال سے تھا۔آپ نے ہی سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ سلطان الفقر کا ظاہری طور پر اعلان فرمایا تھا۔آپ کو سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ مجاز فرمایا تھا اور اسم اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور عطا کرنے کی اجازت عطا فرمائی تھی ۔ زندگی کے آخری حصہ میں آپ سمبڑیال (سیالکوٹ) منتقل ہو گئے اور وہیں 15۔رمضان المبارک 1431ھ (26 اگست 2010ء) بروز جمعرات وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تلاشِ محرمِ راز
اور
منتقلی امانتِ الٰہیہ، امانتِ فقر

امانت

امانت سے مراد امانتِ الٰہیہ' خلافتِ الٰہیہ' نیابتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر ہے۔ منتقلی امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر سے قبل ''امانت'' کے بارے میں بیان ضروری ہے۔ شاہ محمد ذوقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف سرّ دلبراں میں فرماتے ہیں:

☆ وہ بارِ امانت جس کے متحمل ہونے کی صلاحیت آسمان وزمین نے اپنے آپ میں نہ پائی اور جس کی تاب پہاڑ نہ لا سکے اور جو بوجھ نہ صرف آسمان بلکہ آسمان والوں سے بھی نہ اُٹھ سکا اور حضرتِ انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا وہ ظہورِ وجود ''یعنی ''ظہورِ ذات مع الاسماء وصفات'' ہے اس کو اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی کہا گیا ہے کیونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات عین ذات پاک ہے اور بصورتِ بشریت وہ انسانِ کامل ہے۔

۞ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا O (الاحزاب۔72)

ترجمہ: ''ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔'' (سرّ دلبراں)

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ امانت سے مراد ''اسم اَللّٰہُ ذات'' ہے اور اسم اَللّٰہُ ذات کیا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسمِ اَللّٰہُ بس گراں است بس عظیم   ایں حقیقت یافتہ نبی کریم[1]

ترجمہ: اسم اَللّٰہُ بہت ہی بھاری اور عظیم امانت ہے اس کی حقیقت کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔

سلسلہ سروری قادری کے فقراء کاملین کے نزدیک امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ''ورثہ فقر'' ہے اور جو اس ''ورثہ فقر'' کا وارث ہوتا ہے وہی حاملِ امانتِ الٰہیہ ہوتا ہے اور وہی سلسلہ کا سربراہ اور امام ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مختارِ کل ہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وراثت ہے اور وارث ہی وراثت تقسیم فرماتا ہے۔ جب طالب فنا فی اللہ بقا باللہ' یا فنا فی ھُو یا وحدت کی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور توحید میں فنا ہو کر ''سراپا توحید'' ہو جاتا ہے' وہی انسانِ کامل' فقیرِ کامل' امامِ مبین اور وہی مرشد کامل اکمل ہوتا ہے۔ حدیثِ نبوی ہے:

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہُ

ترجمہ: جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔

حاملِ امانتِ الٰہیہ وہ ہوتا ہے جو فنا فی فقر' فنا فی الرسول اور فنا فی ھُو ہوتا ہے۔

❁ حضرت موید الدین جندی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان جلد اوّل' سورہ فاتحہ کی تفسیر میں اسمِ اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور ''اسمِ اعظم'' کی صورت اس ولی کامل کی ظاہری صورت کا نام ہے۔''

---

[1] کلید التوحید کلاں

یعنی وہ مظہرِ الٰہی جس میں ظہورِ ذات مع الاسماء وصفات ہوتا ہے یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ طالب یا مرید جو مرشد کی ذات وتمام صفات کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے لباس میں حقیقتاً مرشد ہی ملتبس ہوتا ہے کیونکہ وہ مرشد کی ذات میں مکمل فنا ہو چکا ہوتا ہے۔ یہ واحد ہوتا ہے اور ہر زمانہ کی شان کے مطابق عام طور پر نئی جگہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اصطلاحِ تصوف اور عام فہم زبان میں اسے ''خلیفۂ اکبر'' کے نام نامی اور اسمِ گرامی سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔[1]

امانت'' جس طالب کے سپرد کی جاتی ہے وہ ازل سے منتخب شدہ ہوتا ہے۔ اس کا باطن آئینہ کی طرح پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے باطن میں بیعت فرما کر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتے ہیں جو اس کی باطنی تربیت فرمانے کے بعد مرشد کے سپرد فرماتے ہیں۔ مرشد اُسے مختلف ظاہری و باطنی آزمائشوں اور امتحانات میں سے گزارتا ہے۔ جس طرح سونا بھٹی میں تپ کر کندن بن جاتا ہے اسی طرح یہ طالبِ مولیٰ اپنے بے مثل صدق، اخلاصِ نیت، شدتِ عشق، وفا و قربانی فضلِ الٰہی کی بدولت آزمائشوں اور امتحانات سے گزرنے کے بعد اس لائق ہو جاتا ہے کہ امانت اس کے سپرد کی جا سکے۔ وہ مرشد سے بے انتہا عشق اور مرشد کی بے لوث خدمت کی وجہ سے مرشد کی نظر میں عاشق سے معشوق، محبّ سے محبوب اور مرشد کے دِل کا محرم، راز دار اور رازِ پنہاں سے باخبر ہوتا ہے۔ ''امانت'' کی منتقلی بھی اِن عاشق اور معشوق، محرم اور محرمِ راز کے درمیان ایک راز ہوتی ہے جو خاموشی اور راز داری سے عمل میں آتی ہے۔ مثال کے طور پر سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کرتے وقت ظاہری طور پر سب کے سامنے اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر اپنے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر رکھی لیکن ''امانت'' بڑی راز داری سے سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کو منتقل فرما دی فَھِمَ مَنْ فَھِمَ (جو سمجھ گیا سو سمجھ گیا)۔

علامہ اقبالؒ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

---

[1] مزید تفصیلات کے لیے شمس الفقرا کے باب 9 انسانِ کامل کا مطالعہ فرمائیں۔

پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق

اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق

جس طرح ہر طالب کو مرشدِ کامل اکمل کی تلاش ہوتی ہے تاکہ معرفتِ الٰہی تک رسائی حاصل کر سکے اسی طرح ہر مرشد کامل اکمل ''محرم راز'' کی تلاش میں ہوتا ہے تاکہ اُسے ''امانتِ فقر'' منتقل کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ بھی تمام عمر ایسے محرم راز طالب کی تلاش میں رہے۔ نور الہدیٰ کلاں میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سالہا سال سے میں طالبانِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے ایسا وسیع حوصلے اور ہمت والا لائقِ تلقین صادق طالب نہیں ملا جسے میں معرفت اور توحید کے ظاہری اور باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (امانتِ فقر) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الٰہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑا لوں۔''

اسی کتاب میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

درطلب طالب بہ طلبم سالہا سال کس نہ یابم طالبے لائق لقاء

ترجمہ: میں سالہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الٰہی کے لائق ہو لیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔

امیر الکونین میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

''میں تیس سال تک مرشد کی تلاش میں رہا اور اب تیس سال سے میں ایسے طالبِ حق کی تلاش میں ہوں جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ الٰہیہ منتقل کر سکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔''

پنجابی بیت کے ایک مصرعہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل دا محرم کوئی نہ ملیا، جو ملیا سو غرضی ھُو

ترجمہ: مجھے کوئی ایسا طالب نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ کے لیے آیا ہو جس کو میں

امانت منتقل کر سکتا۔ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی دنیاوی، نفسانی یا ذاتی خواہش کی تکمیل کی غرض سے آیا۔

امانت کی منتقلی کا ایک طے شدہ اصول ہے جس کو مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی کے دفتر سوم میں بیان فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنی امانت ایسے شخص کے دِل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔''

سلسلہ سروری قادری کے مشائخ بھی ہمیشہ شہرت سے دور رہتے ہیں۔ طالبانِ مولیٰ کے علاوہ نہ اُن کو کوئی جانتا ہے اور نہ ہی اُن کے مزارات کی شہرت دوسرے سلاسل کے مشائخ کی طرح ہوتی ہے۔ یہ لوگ اس حدیثِ قدسی کے مصداق ہوتے ہیں:

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ ط

ترجمہ: میرے وہ اولیاء بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ''تمام بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو اہلِ تقویٰ ہیں اور ''پوشیدہ'' ہیں۔ اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے، گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں۔ یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔'' (طبرانی، حاکم)

اور فقر یہی ہے:

''ہوویں سونا سداویں سکہ ھُو''

(یعنی خالص سونا ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے اپنی چمک چھپا کر رکھنا اور بظاہر لوہے کے سکے کی مانند نظر آنا) اور اسی قسم کے طالبِ مولیٰ کو امانت منتقل ہوتی ہے جس کی شہرت نہ ہو اور گمنامی وخمول میں زندگی بسر کرتا ہو۔ کیونکہ طلبِ شہرت وعزوجاہ تو راہِ فقر کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایسا کوئی طالب نہ ملا جس کو ''امانت'' منتقل کی جاتی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ اس جہانِ فانی سے امانت منتقل کیے

بغیر ہی وصال فرما گئے پھر فقر کے مختارِ کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے تقریباً 139 سال بعد (12 ربیع الاوّل 1241ھ ۔ 24 اکتوبر 1825ء بروز سوموار) سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو بھیجا گیا جن کو سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ فقر منتقل فرمائی اور یہ معاملہ طے پا گیا کہ حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ''امانت'' حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو اور اُن سے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ کو، پھر اُن سے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوگی اور پھر سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ پر کامل اور مکمل ہو کر دوبارہ فقر کے مختارِ کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹ جائے گی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ''امانت'' ایک بار پھر اسی طریق پر منتقل ہوگی جس طریق پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوئی تھی۔[1]

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے بعد امانت دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کی طرف لوٹ گئی تھی۔ یہ بات اس لیے بھی ثابت و درست ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی طرح بیس سال (اپریل 1981ء ۔ 2001ء) تک محرمِ راز اور اس طالبِ مولیٰ کی تلاش میں رہے جس کو امانت منتقل کر سکیں۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ بھی سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی طرح ہر لمحۂ زندگی محرم راز کی تلاش میں رہے تاکہ امانتِ الٰہی اس کے سپرد کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک

---

[1] تمام مشائخ سروری قادری کی سوانحِ حیات کے لیے مجتبیٰ آخر زمانی کا مطالعہ فرمائیں۔

ایک طالب پر شدید محنت کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 13۔اپریل 1981 کو مسندِ تلقین وارشاد سنبھالی اور فقر کی تعلیمات کو عام کرنے ،طالبانِ مولیٰ کے تزکیہ نفس کے لیے 27۔فروری 1989 کو اصلاحی جماعت کی بنیاد رکھی۔1994 تک آپ رحمۃ اللہ علیہ تندہی سے فقر کی تعلیمات سے لوگوں کے زنگ آلود قلوب کو نورِ الٰہی سے منور کرتے رہے۔اوراس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے منتخب شدہ سالکین کو فقر کے مختارِ کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش فرمانا شروع کیا۔

❁ چودہ سال کی شبانہ روز محنت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ منتخب طالبانِ مولیٰ اوراپنے خاندان کے افراد کے ہمراہ 20 رمضان المبارک 1415ھ (20 فروری تا 3 مارچ 1995) عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور اِن سب کو فقر کے مختارِ کُل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں انتخاب کے لیے پیش کر دیا لیکن اِن سب کی طلب اور دعا ہی دنیا تھی اس لیے کوئی بھی بارگاہِ فقر میں شرفِ قبولیت حاصل نہ کر سکا۔اس واقعہ سے سلطان الفقر ششم رحمۃ اللہ علیہ کو شدید ذہنی صدمہ پہنچا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر بہت سی بیماریوں شوگر اور بلڈ پریشر وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔

❁ دوسرے سال 1996ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ 20 رمضان المبارک 1416ھ (10 فروری تا 2 مارچ 1996ء) پھر انتخاب کردہ مریدین اور طالبانِ مولیٰ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے تشریف لے گئے۔حسبِ سابق عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف پہنچے اور روضۂ مبارک پر ان سب کو پیش فرمایا۔لیکن ان میں سے بھی کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معیار پر پورا نہ اتر سکا۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر طالبانِ مولیٰ کی سال بھر تربیت فرمائی اوران میں سے منتخب کردہ طالبانِ مولیٰ کے ساتھ 20 رمضان المبارک 1417ھ (30 جنوری تا 20 فروری 1997) کو تیسرے عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ شریف پہنچے لیکن بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حکم ہوا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو فقر کے انتہائی مقام کے قابل ہو۔یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا عمرہ مبارک تھا۔اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تک عمرہ یا حج کا

ارادہ ملتوی فرما دیا جب تک حقیقی محرمِ راز نہ مل جائے اور اُسے اچھی طرح کندن نہ بنا لیا جائے۔

❁ اسکے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان میں ہی دو افراد کو منتخب فرمایا اور ایک کو خلافت بھی عطا فرمائی دوسرا اس وقت ملک کا حکمران تھا۔ لیکن اُن دونوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کرنے کی نوبت ہی نہ آئی۔ حکمران نے تو اس طرف توجہ ہی نہ دی اور دوسرے حضرت یہاں ہی ظاہری خلافت نہ سنبھال سکے باطنی امانت کی حفاظت کے قابل کیا ہوتے۔

❁ اسی دوران 12 اپریل 1998ء (14 ذوالحجہ 1418ھ) کو یہ خادم آپ رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی میں پہنچ گیا۔ نگاہ سے نگاہ ملی اور یار نے یار کو پہچان لیا اور پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی غلامی ہی میرا مقصدِ حیات بن گیا اور یہ خادم آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات میں یوں فنا ہوا کہ اپنے مرشد کی زندگی کا ہی ایک نمونہ بن کر رہ گیا اور ہر لمحۂ زندگی کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ڈیوٹی اور غلامی کے لیے وقف کر دیا۔ 1998ء سے 2001ء تک آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس خادم کو ظاہری اور باطنی طور پر بہت سی آزمائشوں میں سے گزارا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیقِ الٰہی کی بدولت یہ عاجز اور خادم ہر آزمائش اور امتحان میں پورا اترا۔ جب مرشد پاک نے ''امانت کے وارث'' کو اچھی طرح پرکھ لیا تو حج کا قصد فرمایا اور 28 فروری 2001 بروز بدھ آپ رحمتہ اللہ علیہ نو[1] منتخب طالبانِ مولیٰ اور تین خواتین کے ہمراہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جدہ پہنچتے ہی سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت شدید ناساز ہوگئی۔ نقاہت اتنی ہوگئی کہ چلنا مشکل تھا۔ تمام بیماریاں شوگر، بلڈ پریشر بڑھ

---

[1] (1) مردوں میں سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ (2) خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس (3) صاحبزادہ سلطان بہادر عزیز مدظلہ الاقدس (4) نوید شوکت (5) ساجد حسین (6) حاجی محمد نواز (7) ملک شیر محمد (8) کریم بخش (9) محمد شبیر شامل تھے اور خواتین میں سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری زوجہ محترمہ، اُن کی ملازمہ اماں سیداں اور اوچھالی وادی سون سکیسر سے اماں غلام فاطمہ شامل تھیں۔ ان میں حاجی محمد نواز اور محمد شبیر پہلے تین عمروں میں اور ساجد حسین، کریم بخش آخری دو عمروں کی ادائیگی میں بھی ساتھ تھے اور تیرھویں شخص رانا تجمل حسین تھے جن کو حج کا ویزا تو مل گیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ حج پر نہ جا سکے۔

گئیں اور خاص کر پراسٹیٹ[1] گلینڈ کی تکلیف اتنی شدت اختیار کر گئی کہ ہر دس پندرہ منٹ پر پیشاب کی حاجت ہونے لگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جب بھی کسی کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے۔

اپنی موت سے آگاہ کوئی بشر نہیں   ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

7 مارچ کو مکہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اس خادم کو حکم فرمایا کہ ہمارے لیے کفن خریدا جائے اور اُسے آبِ زم زم سے دھو کر خانہ کعبہ سے مس کیا جائے کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اس بات نے اس خادم اور عاجز کے قدموں تلے سے زمین نکال دی اور ذہنی کوفت اور پریشانی میں مبتلا کر دیا۔ ایک آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نازک حالت اور اوپر سے یہ حکم۔ جب اس عاجز اور خادم نے کفن خریدنے کے سلسلہ میں لیت و لعل سے کام لیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حاجی محمد نواز کو فرمایا کہ کفن فوراً خریدا جائے یوں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے لیے کفن خرید لیا گیا۔ مرشد پاک کی اس حالت نے اس عاجز اور خادم کو دہلا کر رکھ دیا اور مکہ میں قیام کے دوران، حطیم میں نوافل ادا کرتے ہوئے، میزابِ رحمت کے نیچے خانہ کعبہ سے لپٹ کر، ملتزم کے پاس، سعی صفا و مروہ کے دوران، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں یہی ایک دعا مانگی:

''یا اللہ تعالیٰ، یا میرے مالک یا میرے مولیٰ۔ میں غیب کا علم تو نہیں جانتا لیکن مرشد پاک کی طبیعت اور حالت دیکھ کر ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کا وقتِ آخر آ گیا ہے۔ اللہ پاک میں اپنی بقیہ زندگی تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ تو میری بقیہ زندگی میرے مرشد کو لگا دے اور اُن کی عمر بڑھا دے اور مجھے اُن کی جگہ اس دنیا سے اٹھا لے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تو دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے اور تیرا یہ وعدہ ہے کہ یہ مقامات شعائر اللہ ہیں اور یہاں پر دعائیں کبھی رد نہیں ہوتیں۔ اللہ پاک میرے مرشد پاک کو میری عمر لگا دے تا کہ اُن کو اتنی مہلت مل سکے کہ وہ مجدد کی حیثیت سے ظاہر ہو کر مسلم امہ میں فرقہ پرستی کا خاتمہ فرما کر اُن کو حق پر متحد فرما سکیں تا کہ عالمِ کفر مغلوب ہو اور دنیا میں خلافت کا نظام دوبارہ قائم ہو۔''

---

[1] 2001ء میں حج سے واپسی کے بعد Prostate Gland کا بڑھنا تشخیص ہوا جو اپریشن کے بعد درست ہو گیا۔

حج کے دوران یہی دعا چند الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اس خادم اور عاجز کے دل اور زبان پر رہی اور اپنی زندگی مرشد پر نچھاور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دی۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

کیتی جان حوالے رب دے اساں ایسا عشق کمایا ھُو

مفہوم: ہم نے اپنی زندگی اور جان کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر کے عشق کی حقیقت کو ثابت کیا ہے۔

9 مارچ 2001ء کو حج سے فراغت ہو چکی تھی اور 17 مارچ بعد نمازِ عشاء مکہ سے مدینہ شریف روانگی کا شیڈول تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف پہنچنے کے لیے اتنے بے چین تھے کہ بار بار دریافت فرماتے کہ مدینہ شریف کب پہنچیں گے اور حاجی محمد نواز اور احمد بخش کو حکم دیا کہ کوشش کریں کہ 17 مارچ سے قبل روانگی ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ 17 مارچ بعد نمازِ عشاء ہی مدینہ شریف کو روانگی کا شیڈول برقرار رہا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بے چین رہے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جلد از جلد آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو کر کوئی معاملہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اور صحت تھی کہ درست ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آخر کار 18 مارچ 2001ء کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

مدینہ شریف پہنچ کر اس عاجز اور خادم کی آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں وہی دعا رہی جو مکہ شریف میں تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ مکہ میں عاجز نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حوالہ کی تھی لیکن مدینہ شریف میں اس عاجز اور خادم نے اپنی زندگی آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد فرما دی کہ میری زندگی لے کر میرے مرشد پاک کی عمر بڑھا دی جائے۔ پھر 21 مارچ 2001ء کو آخر کار وہ دن آ گیا جس کا سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بیس سال سے انتظار فرما رہے تھے اور ''امانت'' کی منتقلی کے لیے جس محرمِ راز کو لے کر آپ رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تشریف لائے تھے وہ مقبول اور منظور ہو گیا۔

مرشد کریم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کے ہمراہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی تھی۔ مجھے تو 21 مارچ 2001ء کا دِن نہیں بھولتا جب نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد تمام ساتھی مختلف کاموں کے سلسلے میں اِدھر اُدھر چلے گئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ صرف میں رہ گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکم فرمایا چلیں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دے آئیں۔ اس وقت باب السلام کے پاس رش اتنا زیادہ تھا کہ داخلہ مشکل ہو رہا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو رش اور ہجوم سے بچانے کے لیے میں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے راستہ بناتا گیا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اس دِن کی حاضری میری زندگی کا سب سے اہم واقعہ تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ مجھ پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ آنسو میری آنکھوں سے جاری تھے جیسے ہی مرشد کریم روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جالی کے سامنے پہنچے تو اچانک آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے والا آدمی جو کہ ویل چیئر پر سوار تھا، کی ویل چیئر کا پہیہ قالین میں پھنس گیا اور لائن رک گئی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چہرہ مبارک روضہ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کیا۔ اس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن نظر آ رہا تھا۔ میری ایک نظر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھتی اور پھر پلٹ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر پڑتی میں نے اپنی زندگی میں اتنا حسین منظر کبھی نہیں دیکھا۔ عجیب محویت کا عالم تھا، اتنے میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کھڑے شُرطے (سپاہی) نے مرشد کریم کی طرف اشارہ کر کے لائنوں کے دوسری طرف کھڑے شُرطوں کو آواز دی یَاشَیْخٌ (یعنی لائن اِس شیخ کی وجہ سے رکی ہے)۔ سبحان اللہ اُن کے منہ سے بھی یا شیخ (مرشدِ کامل) نکل گیا۔ شُرطے لپک کر مرشد کریم کی طرف بڑھے تو اس وقت وہاں کھڑے ہزاروں لوگوں کی نگاہیں میرے مرشد کریم کی طرف اُٹھ گئیں۔ ہر آدمی محویت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف دیکھ رہا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وقت تھم گیا ہو۔ شُرطے نے بڑھ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بازو پکڑنا چاہا تو میں نے جلدی سے شُرطے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آگے ویل چیئر والے کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ لائن اس کی وجہ سے رکی ہوئی ہے شُرطوں نے جلدی سے ویل

چیئر کا پہیہ سیدھا کیا اور یوں لائن دوبارہ حرکت میں آئی۔

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری کے بعد باہر نکلنے پر ہم بابِ جبرائیل کے قریب کچھ دیر رکے تو میں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی:

''حضور عالمِ اسلام مختلف فرقوں میں بٹ چکا ہے تمام لوگوں اور خاص کر ماڈرن تعلیم یافتہ لوگوں کی نظر حق کی طرف نہیں ہے۔ عالمِ اسلام کو عالمِ کفر نے متحد ہو کر گھیر رکھا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ مہربانی فرمائیں کہ اسلام کا بول بالا ہو اور شیطانی گروہ مغلوب ہو۔'' مرشدِ پاک نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور فرمایا:-

''ہمیں تو دِل کا محرم مل گیا ہے''۔

یعنی ہمارا معاملہ تو حل ہو گیا اور کام بھی ختم ہو گیا۔

وہیں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ پر کرم اور مہربانی فرما دی اور باطنی طور پر سیراب کر دیا اور ساتھ ہی باطنی طور پر اس راز کو راز رکھنے کیلئے طاقت بھی عطا فرما دی، اس دن کے بعد سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمک اٹھا۔ اور طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام بیماریاں اور پریشانیاں ختم ہو گئی ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہم جس مقصد کے لئے آقا پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی بارگاہ میں آئے تھے وہ پورا ہو گیا اور اس عظیم مقصد کے طفیل جو ساتھی جو جو مراد لے کر آیا تھا خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی اسکی وہ مراد بھی پوری ہو گئی۔'' اور یہ اس خادم نے ہوتا بھی دیکھا کہ جو کاروبار کی ترقی کے لیے ساتھ گیا تھا اس کا کاروبار چمک اٹھا اور جو بھی جس مقصد کے لیے گیا حج کے بعد اس کا مقصد پورا ہو گیا۔ ظاہری طور پر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سر سے بہت بڑی ذمہ داری اور کوئی بھاری بوجھ اُتر گیا ہو۔

حج کے بعد سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ہر کام سے لاتعلق ہو گئے، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مشن مکمل ہو گیا ہو۔ دو سال تک آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سنتِ مرشد پر عمل کرتے ہوئے اپنے محرم راز اور ''وارثِ امانت الٰہیہ'' اس عاجز اور خادم کی تلقین و ارشاد کی مسند سنبھالنے کے لیے

تربیت فرمائی کیونکہ پیر بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی دو سال (1932ء تا 1934ء) حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کی اور سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے بھی دو سال (1979ء۔ 1981ء) سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی تھی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس عاجز اور خادم کی دو سال (2001ء۔2003ء) تک تربیت فرمانے کے بعد 26 دسمبر 2003ءکو وصال فرمایا۔

عارفانہ کلام

ابتدائے حال میں (21 تا 25 سال کی عمر تک) جب سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اسرار ورموز اور رازِ پنہاں کھلا تو اپنے مرشد پاک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں سرائیکی زبان میں آپ کی زبان مبارک سے جو کلام نکلا اُسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک سی حرفی (نامکمل) مرشد کی شان میں اور ایک منقبت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سی حرفی کلام جو اپنے مرشد پاک کے عشق میں کہا گیا ہے اس کی ''الف'' سے ''ز'' تک کل بارہ رباعیاں (دوہڑے) ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ''گلدستہ ابیات ومناجات حضرت سید محمد بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' جو اس خادم نے مرتب کیا' میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ العارفین نے اس وقت شائع کی تھی جب مکتبہ العارفین اس خادم کی سربراہی میں کام کر رہا تھا۔[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار میں سادگی، پختگی، گہرائی، محبت وعقیدت اور بے پناہ سچائی موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام طالبانِ مولیٰ کیلئے محبت وعشق اور آدابِ مرشد کیلئے کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنے مرشد سلطان الاولیا حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں جو کلام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا وہ مع اردو ترجمہ کے درج کیا جا رہا ہے۔

---

[1] اس کتاب کو ایک سرقہ نویس اور چور ایم۔اے۔شاکر (راجن پور) ہو بہو نقل کر کے اپنے نام کے ساتھ ''کلیات عارفانہ کلام شہبازِ عارفاں سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ' سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ'' کے نام سے شائع کروا رہا ہے۔

ا آوَ سہیلیو میریونی، خدا دا نور ظہور ہویا
صورت خاص رسول کریمؐ والی، شعلہ نور خدا ظہور ہویا
صورت ھُو تے جسم باھُو سوہنے دا، نام عزیز سلطانؒ مشہور ہویا
صورت عبد لباس پا کے، تے اس عاجز دا دلگیر ہویا

ترجمہ: اے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہوا ہے انوارِ الٰہیہ سے منور حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم والی صورت اپنے آپ کو متعارف کرا رہی ہے۔ جو مظہر ذاتِ الٰہی ہے، وہ جسم سے تو حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ہے لیکن اس کا نام حضرت سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ مشہور ہے۔ وہ صورت لباسِ عبد میں آکر اس عاجز کے دل میں سما گئی ہے۔

ب باھُو دے دفتر دے مالک ہو، ہو آپ باھُو سلطان سائیاں
جلوہ خود خدا رسولؐ والا، ہویا آپؒ کولوں نمودار سائیاں
لکھ وار خدا اس تے لعنت بھیج سی، جیہڑا ہوسی تیتھوں گمراہ سائیاں
سیّد محمد بہادر شاہؒ سائیں دا لاڈلا ہیں، ایہہ عاجز تیرا غلام سائیاں

ترجمہ: آپ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے ورثہ فقر کے وارث اور مالک ہیں بلکہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ آپ ہی کی ذاتِ مبارک میں جلوہ گر ہیں۔ آپؒ کی ہی ذات میں وہ نورِ ازل حقیقتِ محمدیہ کے روپ میں جلوہ نما ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لاکھ بار لعنت ہو جو آپؒ کی ذات سے گمراہ ہو۔ آپ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ کے محبوب اور یہ عاجز (سلطان الفقر ششم رحمتہ اللہ علیہ) آپ کا غلام ہے۔

پ پڑھ پڑھ نماز نفل گزاری، تے وَدھی وڈیائی
جد دی نظر حضور نے بھالی، دور ہوئی گمراہی
رنگ برنگے بھیس تساڈے، رتبہ ملیا شاہی
اس عاجز نوں پار لنگاوَ، تیتھے تاج شاہی

ترجمہ: عمر نفل نمازیں پڑھتے پڑھتے گزار دی لیکن اس عمل سے نفس اور زیادہ غرور و تکبر میں مبتلا ہو گیا لیکن جب سے آپ نے نگاہِ فیض سے نوازا ہے دِل سے ساری سیاہی دور ہو کر قلب منور آئینہ ہو چکا ہے میں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر پنہاں (فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ، بقاباللہ) اتنے روپ دیکھ کر حق الیقین پر پہنچ چکا ہوں کہ آپؒ کو فنا فی ھُو کی بادشاہی حاصل ہے۔ آپؒ کے سر پر یہ تاجِ شاہی ہے اس لیے اپنی مہربانی سے اس عاجز کو بھی منزل تک پہنچا دیں۔

ت تاج سلطانی بہت وڈ شانی، ملیا تیں وڈ شانِ
روم شام تائیں[۱] دھوم دھام، تیری نویں چارچکوٹ[۲] جہانِ
توں سلطانِ سلطاناں دا، تو مالک دو جہانِ
کیا پرواہ اس عاجز نوں، جیندا مرشد عزیز سلطانؒ

ترجمہ: بہت ہی بلند شان والا تاجِ شہنشاہی و بادشاہی آپ کو ملا ہے کہ آپ بہت عظیم اور بہت بلند شان والے ہیں۔ روم وشام (تمام دنیا ظاہر و باطن) تک آپ کا ہی چرچا ہے اور چاروں طرف سے دنیا آپ کی بارگاہ میں جھک رہی ہے۔ اس لئے کہ آپ بادشاہوں کے بادشاہ اور سلطانوں کے سلطان ہیں اور دونوں جہاں کے مالک ہیں۔ اس عاجز کیلئے کیا غم و پریشانی ہو سکتی ہے جس کا مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) ہو۔

ث ثابت صدق یقین سہتی، ایہ کنگال تیرا غلام ہویا
نفس خبیث خوار کیتا، ایہ وقت بڑا زوال ہویا
سلطان محمد بہادر شاہؒ دے واسطے رحمت کر، تو آپ ربّ رحمٰن ہویا
نام اَللّٰہُ دا دان[۳] فرماؤ، ایہ عاجز تیتھوں قربان ہویا

ترجمہ: حق الیقین کی منزل پر پہنچ کر اس عاجز کا ایمان پختہ ہو چکا ہے اور اب یہ عاجز آپؒ کا غلام

---

۱ تک ۲ چاروں طرف ۳ عطا

ہے لیکن اس وقت بڑا کڑا اور مشکل وقت آن پڑا ہے کہ نفس خبیث سے چھٹکارا حاصل نہیں ہو رہا اور وہ لمحہ بہ لمحہ حملہ آور ہو رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آپ کے مرشد سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا وسیلہ اور واسطہ پیش کرتا ہوں کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے رازِ پنہاں کو میرے دِل میں عیاں کر دیں آپ رحمۃ اللہ علیہ صفتِ رحمٰن کے مالک ہیں اور یہ عاجز تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے اپنی جان کر چکا ہے۔

ج جد دا مرشد حضور نوں پھڑیا، چھڈے سب جنجالِ
کیا کیا میں بیان کراں، تساں آپ ویکھن ہارِ
رضا مندی عطا فرماؤ، توں مالک دوجہانِ
کیا پرواہ اس عاجز نوں، جیندا مرشد عزیز سلطانؒ

ترجمہ: جب سے میں نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہے اس وقت سے اپنے تمام اشغال و مصروفیات ختم کر دیں ہیں اور آپ کی خدمت شروع کر دی ہے۔ میں اپنے کیا کیا حال سناؤں اے مرشد اکمل اے میرے حضور آپ جناب میرے حال سے بہتر واقف ہیں۔ مجھے اپنی رضا کا شرف عطا فرماؤ کہ آپ دونوں جہاں کے مالک ہو۔ بھلا اس عاجز کو کیا غم و پریشانی لاحق ہو سکتی ہے جس کا مرشد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیزؒ ہو۔

ح حافظ ہادی آپ نوں پھڑیا، ہکو[1] رب رحمانِ
آپؒ تے رب وچ فرق نہ ذرہ، جیہڑا جانڑے[2] اُوہ شیطانِ
کیا پراہ اس نوں، جیندا مرشد عزیز سلطانِ
نام اَللّٰہُ دا پار لنگاؤ، ایہ عاجز تیرا غلامِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ذات رحمٰن ہے اور ہم نے آپؒ کو ہی اپنا حافظ اور ہادی بنایا ہے آپؒ اور اللہ تعالیٰ

---

[1] ایک [2] جانے، سمجھے

میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ آپ فنافی ھُو ہو کر خود ھُو کے ساتھ موجود ہو چکے ہیں اور جو کوئی اس راز کو نہ سمجھ سکا وہ پکا شیطان ہے۔ مجھے تو کسی بات کا ڈر اور خوف نہیں ہے کیونکہ میرے مرشد سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں لیکن آپ سے اس عاجز اور غلام کی ایک التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس عاجز کو بھی فنافی ھُو کی منزل تک پہنچا دیں۔

خ خود خدا رسولؐ والا جلوہ، آپ کیتوئی نمودار سائیاں
اس عاجز دی کشتی دا ملاح آپ ہو، لیسیں امان دے پار سائیاں
ابوجہل، نمرود شیطان ہوئے، جیہڑے ہوئے تیتھوں گمراہ سائیاں
ایہ عاجز بہت کانہلاؔ[1] لڑائی توں، آپؒ ہی بخشن ہار سائیاں

ترجمہ: آپؒ نے خود ہی تو اس عاجز کے دِل میں حقیقتِ محمدیہ کا راز کھول کر جلوہ عیاں کر دیا ہے مجھے تو یہ یقین ہے کہ میں سلامتی سے منزل پر پہنچ جاؤں گا کیونکہ میرے ہادی اور رہبر آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچ کر رازِ حقیقی پانے کے باوجود گمراہ ہو کر مراجعت کر گئے وہ ابوجہل اور نمرود کی مثل ہیں۔ یہ عاجز تو نفس کے ساتھ لڑائی میں بڑا ہی کمزور ہے ایک آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ہی کا سہارا ہے جو پار لگا دیں۔

د دل لا کے توڑ نبھاون، ایہہ سخیاں دی چالِ[2]
ہو اسمِ اعظم دے جسم معظم، تیرا رتبہ بہت کمالِ
خاص منزل عطا ہو، توں رحمت ذوالجلالِ
اس عاجز دیاں لجاں[3] تینوں، توں آپ ای لجپالِ

ترجمہ: ایک بار محبت کر کے آخر تک اس کا بھرم رکھنا یہ سخیوں کا طریقہ ہے۔ آپ کا مرتبہ تو بہت کمال ہے آپ کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی سمائی ہے۔ آپ کا جسم مبارک تو اسم اعظم کی وجہ سے جسمِ معظم ہے۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کا رتبہ اللہ کے جمال و جلال کا کمال ہے۔ اے رحمتِ ذوالجلال مجھے خاص مقام و منزل

---

[1] کمزور [2] طریقہ [3] بھرم

عطا فرما۔اس عاجز کا بھرم اب آپ کے ذمے ہے کہ آپ بھرم رکھنے والے مہربان اور سخی ہیں۔

ذ ذکر تے فکر ہک تیرا ہووے، پا رحمت دا پھیرا
نور اللہ وچ غرق کرو، ذکر پکے ہک تیرا
نفس خبیث خوار ہووے، دور ہووے اندھیرا
رہبر ہادی مطلق ہیں، تئیں تے عاجز نوں ناز بتھیرا

ترجمہ: اے میرے مرشد اکمل مجھ پر ایسی رحمت فرمائیں کہ ہر دم صرف آپ کا ذکر اور فکر ہو اور انوارِ الٰہیہ میں اس طرح مستغرق فرمائیں کہ ایک آپ کا دیا ہوا ذکر ہی یاد رہے۔یہ خبیث نفس ذلیل و خوار ہو جائے اور تمام ظلمت اور اندھیرا دور ہو جائے۔اے مرشد اکمل آپ تو مہربان راہبر اور ہادیٔ مطلق ہیں۔اس عاجز کو آپ پر بہت ناز ہے۔

ر رکھ یقین ایمان کامل، بیٹھی نام تیرا چتاراں میں
تیں تے ربّ وچ فرق نہ ذرہ، بیٹھی ایہو ورد پکاراں میں
صورت تیری وچ نور اللہ دا، بیٹھی ایہو تصور پکاواں میں
اس عاجز دی ایہہ دعائیں شالا، تیئں وچ فنا ہو جاواں میں

ترجمہ: جب سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا سرِّ نہاں اِس دِل پر وارد ہوا ہے یہ عاجز یقینِ کامل کے ساتھ آپؒ کے تصور اور خیالات میں محو ہے اور آپؒ کی ذات میں وہ نورِ ازلی ہی جلوہ نما ہے۔جب یہ عاجز تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں محو ہوتا ہے ہر طرف آپؒ ہی کی صورت نظر آتی ہے اور آپؒ ہی میں نورِ ذات پنہاں ہے۔میری تو اب صرف یہی دعا ہے کہ یہ عاجز آپؒ کی ذات میں فنا ہو جائے۔

ز زمین آسمان لوح عرش کرسی، جتھے کتھیں تیرا ظہور سائیاں
لکھ وار کراں میں سجود تینوں، تیرے وچ اللہ دا نور سائیاں
مینوں فخر تے ناز تیئں والا، رکھیں قدماں وچ منظور سائیاں
نظر شفقت دی عاجز تے، ایہہ وقت بڑا مجبور سائیاں

ترجمہ: زمین و آسمان، لوحِ محفوظ، عرش اور کرسی پر بلکہ ہر جگہ تیرے ہی نور کا ظہور ہے۔ میں آپ کو لاکھوں بار سجدے کروں کہ آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کا نور سمایا ہوا ہے۔ مجھے آپ کی ذاتِ اقدس پر فخر ہے مجھے اپنے قدموں میں اپنی بارگاہ میں منظور رکھنا۔ اے میرے حضور میرے مرشد پاک اس عاجز پر نظرِ شفقت فرماؤ کہ یہ بہت کڑا وقت ہے۔

منقبت در شان
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ

آپؒ نے حضرت سخی سلطان باھوؒ کی شان میں ایک خوبصورت منقبت[1] بھی لکھی۔ وہ ذیل میں دی جا رہی ہے۔

حمد سپاس ہزاراں[2] لکھاں[3] واحد تو سبحان کوں
لکھ در لکھ درود کروڑیں ختم نبیؐ زمان کوں
آل اُتے اصحاباںؓ کُلّی ہر اک عالی شان کوں
پیر پیارا تے دلبر نیارا والی شاہِ جیلانؒ کوں
کارن[4] مدح صفات جمیلاں شرح تھیا بیان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھو سلطانؒ کوں

---

[1] سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی شان میں کہی گئی سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی اس منقبت کو کتابچہ ''اسرارِ سلطانی''، یعنی ''مجموعہ ابیات پنجابی مؤلف فقیر نور محمد کلاچوی'' جو 1976ء میں سیف الرحمٰن خان کلاچوی نے کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان سے شائع کی، میں معمولی ردّوبدل کے ساتھ صفحہ 21، 22 اور 23 پر مولوی نور محمد سکنہ مڈی عرف موچی کے نام سے شائع کیا ہے حالانکہ یہ منقبت سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ نے 1968ء میں 21 سال کی عمر میں ابتدائے حال میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ کی شان میں لکھی جو خطی نسخوں کی صورت میں عرصہ دراز سے سروری قادری حلقوں میں پڑھی جا رہی ہے۔ اسے پہلی بار اس عاجز کے مرتب کردہ ''گلدستہ ابیات و مناجات حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہؒ'' میں اپریل 2002ء میں شائع کیا گیا۔ مولوی نور محمد صاحب کے ہاتھ کہیں سے کوئی خطی نسخہ لگ گیا ہوگا اور انہوں نے اپنے نام سے چلا دیا۔ [2] بہت [3] ہزاروں لاکھوں [4] کیلئے

کُل غوث قطب ولیاں دے وچ تو سلطانؒ حقانی
عالم عامل کامل وصلش قرب نشانی
مدرس ، درس ، تدریس لاہوتی عالم علمِ ربّانی
والی مالک ولایت دے وچ بانی دین مبانی
نال توجہ اسمِ ذاتی بخشیں[1] فیض جہان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

خصلت خُلق ہدایت خلقاں عنصر ذات قدیمی
جلباب[2] جبلّی[3] تے طبقات[4] طبیعی گل گُستر[5] باد نسیمی[6]
شگفت[7] شگوفہ[8] تے خوش گفت[9] عجائب متکلم[10] کلام کلیمیؑ
چشمہ آبِ حیات مثالی یا دُر[11] گوہر شان یتیمیؐ
مِثل مسیحؑ، خصال[12] معنبر[13] سوسن[14] سہل[15] زبان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

شاہ گدا سلطان معظم دانش مند سیانے
لکھاں بانہاں بنھ سلامی در تے کھڑے نمانے
توں سلطان سبھو کجھ سردا نا کر سائیں بیگانے
میں بوٹی توں آبِ حیاتی نہ تھیون برگ کمانے
دیویں آب رہاں سرسبز ہمیشاں ریس[16] آوے رضوان[17] کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

---

۱ بخشا ۲ بہت وسیع چادر ۳ ذات حقیقی ۴ ارض وسماء ۵ پھول جیسی چلنے والی معطر ہوا ۶ صبح کی تازہ ٹھنڈی ہوا ۷ خوبصورت اور تازہ ۸ کلی ۹ خوش کلام ۱۰ کلام کرنے والا ۱۱ موتی ۱۲ عادات ۱۳ عنبر ملا ہوا، خوشبودار ۱۴ آسمانی رنگ کا پھول جسے زباں سے تشبیہہ دی جاتی ہے ۱۵ آسان ۱۶ حسرت ۱۷ فرشتے

وچ حضور نبی سرورؐ دے تیرا رتبہ عالی
ملک ملائک دربار تیرے تے ہر دم کھڑے سوالی
جو آوے سو مقصد پاوے کوئی نہ جاوے خالی
بلند مراتب شان وڈیائی منصب دار کمالی
بہت پیارا دلبر نیارا والی شاہِ جیلانؒ کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھو سلطانؒ کوں

صاحبِ جُودِ عظیم سخاوت بخششیں گنج الٰہی
روشن کرم تُساڈا ظاہر ماہ کنوں تا ماہی
سائل آون دربار تیرے تے خیر پاون بادشاہی
حاتم جیہے لکھ کروڑیں تیتھوں کرن گدائی
دین دنیا وچ ہون حاکم کر جاری فرمان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھو سلطانؒ کوں

بحرِ محیط 'نہ ساحل ڈِسے علم تیرے دی کاندھی[1]
کھانویں موج اچھلن موتی جا نہ کوئی واندی
مشرق مغرب فیض رسید دُر سیل نہ کتھ سماندی
پُر گوہر دامن خلق تمامی ہے رِیت یقین جنہاندی
سے تخت نشین اقلیم[2] ولایت کرن مخزن امن امان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھو سلطانؒ کوں

---

[1] دیوار [2] ملک' خطہ، مراد تمام کائنات

میں بھی نال یقین ارادے کامل صدق صفائی
ہر گل باغ چمن وچ سائیاں تیری کراں وڈیائی
تھی غرق سرتاپا گناہ وچ عمر تمام ونجائی
پُرہم امید نہ ٹُڈن ڈیسیس تیئں کامل دی آشنائی
دست بردست گلودر پٹکا[1] نال آندم نال شفیع قرآن کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

جے میں بہت پیارا ہاں طالب نام تیرا سر دھردا
ہاں نہال[2] زہوق[3] قدیمی یا شجر زقومی[4] گھر دا
گھروں کِسے نہ پٹیا بوٹا توڑے جمیا درخت زہر دا
کر زہر مبدّل[5] نال شہد دے جیویں آب خضرؑ دا
کراں عرض حضور پہنچائیں بخشائیں کُل عصیان[6] کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

نور طالب نمانے تے توں پا سوہناں اِک جھاتی
درد فراق تساڈے کٹھیا[7] نال ہجر دی کاتی[8]
دہاں ساڑے سوز فراقوں نیندر نہ آوے راتی
دے نعمت دَم کوں نال قِدّم دے اسم رَحِم وچ ذاتی
دوہاں جہاناں منصب لاہاں ثابت نال ایمان کوں
اللہ سائیں آپ نوازیا تو باھُو سلطانؒ کوں

---

۱ گلے میں کپڑا ڈالے ۲ پودا ۳ ناتواں کمزور ۴ خاردار درخت ۵ تبدیل ۶ گنہگار ۷ ذبح کیا، کاٹا ۸ چھری

فرمودات وتعلیمات
سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی ترویج واشاعت کی اور انہیں عملی طور پر طالبانِ مولیٰ کے قلوب میں اتارا اور ان تعلیمات کے مطابق اُن کے قلوب کو نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے منور فرمایا۔ اگر کسی نے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ حق کو صحیح طریق سے علمی اور عملی طور پر روشناس کرایا ہے تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات طالبانِ مولیٰ کی راہنمائی کے لیے درج کیے جا رہے ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سرائیکی یا پنجابی میں ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مواقع پر مختلف موضوعات پر تنہائی میں مجھ سے یا کسی مجمع میں میری موجودگی میں جو گفتگو فرمائی اس کو میں نے اردو میں قلمبند کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ ان تعلیمات کی اصل روح مکمل طور پر برقرار رہے۔

فقر

- فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حقیقت میں وہی حقیقی وارث ہے جو اس وراثت کا وارث ہے۔

- فقر راہِ عشق ہے۔
- فقر دراصل اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا علم ہے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) اور ہر امتی پر یہ فرضِ عین ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر، فقر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل کرے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔
- فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے سب سے اعلیٰ خزانہ ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرماتے ہیں۔
- اصل صراطِ مستقیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو فقر کی منازل کو طے کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچ گیا اس نے صراطِ مستقیم کو پالیا۔
- فقر اللہ تعالیٰ کا سِرّ (راز) ہے جس نے اس کو فاش کر لیا تو وہ رازِ پنہاں سے باخبر ہو گیا اور اس راز کا محرم ہو گیا۔
- فقر کی حقیقت اور اس راز کی کنہہ سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو اور اس کی منازل سے گزرا ہو، لذّتِ آشنائی حاصل کر چکا ہو اور جس نے باطن میں سلطان الفقر کا دیدار کیا ہو اور اس کی پہچان حاصل کی ہو۔
- فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب و تکریم، شان و شوکت، آرام و آسائش، خواہشاتِ دنیا و عقبیٰ اور عزت و جان اللہ تعالیٰ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی محبت میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔
- راہِ فقر میں تمام منازل و مقامات مرشد کامل اکمل کی نگاہ، باطنی توجہ، ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے طے ہوتے ہیں اس کے علاوہ فقر کی انتہا تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

❁ جب کوئی بندہ عبادات کرتا ہوا اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دنیا و عقبیٰ (جنت) کو ٹھکرا کر اللہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اسے باطنی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ باطن میں اس کے سامنے دنیا اور اس کی آسائشات اور عقبیٰ یعنی جنت اور اس کی نعمتیں پیش کر کے اس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر بندہ (طالب) ان دونوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فقر کی منازل سے گزارنے کیلئے باطنی طور پر کسی مرشد کامل اکمل کی طرف راہنمائی کر دی جاتی ہے اور مرشد کامل اکمل کی تربیت کے بعد بندہ (طالب) اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی نظر و قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

❁ فقر کی راہ پر چلنے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اور انہی کی برکت کی وجہ سے دنیا پر عتاب نازل نہیں ہوتا' آسمان بارش برساتا اور زمین اجناس اگاتی ہے۔ جیسے جیسے قیامت نزدیک آتی جائے گی ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ان میں سے کوئی بھی زمین پر موجود نہ ہوگا اور جس خطہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یا عتاب نازل ہونا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خطہ سے ان کو اٹھا لیتا ہے اور وہ خطہ ان کے وجود سے خالی ہو جاتا ہے ان کا وجود دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اے لوگو! ان کو تلاش کر لو اور پہچان لو اس وقت سے پہلے جب توبہ کے دروازے وہ بے نیاز ذات بند کر دے۔ یہ لوگ دنیا سے اپنے آپ کو بچائے اور چھپائے رکھتے ہیں اس لئے کہ تم ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو اور ان سے بے ادبی اور گستاخی تمہیں کہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اور اب جو زمانہ گزر رہا ہے اس میں تو یہ اور پوشیدہ ہو گئے ہیں کیونکہ تمہارے دل میں ان کی طلب ہی نہیں ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

حقیقتِ انسان
(عرفانِ نفس)

❁ اے انسان! کیا تو نے اپنے اندر اس حقیقت کو تلاش کیا ہے کہ اصل میں تیری حقیقت کیا

ہے تو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ اور تو نے واپس لوٹ کر کہاں جانا ہے؟

❁ اپنے اندر اپنی حقیقت تلاش کر۔ تیری حقیقت تو وہ ذات ہے جو تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تیری اپنی ذات ہی کی تلاش میں تجھے وہ ذات مل جائے گی۔

❁ اپنی ذات کو پہچان۔ جب تو اپنی ذات کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی حاصل ہو جائے گی لیکن اس حقیقت تک پہنچنے کیلئے پہلے اپنے دل سے زنگ دور کر اور نفسانی حجابات سے چھٹکارا حاصل کر اس کے بعد تیرا دل ایک ایسا آئینہ بن جائے گا جس میں وہ ذات بے حجاب نظر آئے گی۔

❁ انسان کا باطن ایک عظیم الشان نوری جوہر اور حق کا آئینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ پوری کائنات اس میں رائی کے دانہ کے برابر نظر آتی ہے اور یہی وہ حقیقی انسان ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر چلا جاتا ہے۔ گوشت پوست کا یہ ظاہری جسم نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف لوٹ کر جاتا ہے یہ اسی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہیں ختم ہوتا ہے یہیں دفن ہوتا اور یہیں فنا ہو جاتا ہے۔

❁ اپنے باطن کو بیدار کر کیونکہ وہی اصل انسان ہے اسی کا کام عبادت ہے کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' وہی جنت والا اور دوزخ والا ہے۔ جس کا باطن درست ہو گیا اس کا ظاہر بھی درست ہو گیا۔

❁ اگر تو باطن کا بند قفل کھولنا چاہتا ہے تو اس کی کلید کسی مردِ کامل (مرشد کامل اکمل) سے حاصل کر۔ باطن کے قفل کو کھولنے والی چابی اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب

سے اعلیٰ مراتب یا مقام (دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔

- انسان کو اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کی پہچان صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادات انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات دل کی کنجی ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور دل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچتا ہے اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے جب انسان اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دل میں ذکر کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحبِ راز مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔
- اسمِ اَللّٰہُ ذات اسمِ اعظم ہے جس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اس کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ وہ نور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے۔ جس کے دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا بشرطیکہ یہ اسمِ اعظم طالب کو کسی مردِ کامل سے حاصل ہوا ہو۔
- جس نے ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔

❁ اب لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ دنیاوی زندگی سے منہ موڑ کر راہِ فقر میں محنت و مشقت، چلہ کشی اور زہد و ریاضت کریں اس لئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا فیض عام کیا ہے کیونکہ حضرت سخی سلطان باھوؒ کا فرمان ہے ''اگر تو چاہتا ہے کہ زریں و اطلس کا لباس پہنے، اعلیٰ گھر میں رہے، آرام دہ بستر پر سوئے اور مرغن کھانا کھائے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت بھی حاصل کرلے تو پھر تو ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کر'' اور موجودہ دور یہی جا رہا ہے کہ انسان کے پاس وقت نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے فیض کو عام کر دیا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ اسمِ ذات اور اسمِ اعظم ہے اور اگر اسمِ اَللّٰہُ سے 'ا' علیحدہ کر دیا جائے تو لِلّٰہ رہ جاتا ہے اگر ل اوّل جدا کر دیا جائے تو لَـہٗ رہ جاتا ہے اور اگر ل دوم جدا کر دیا جائے تو ھُو رہ جاتا ہے یہ چاروں اسمِ اعظم اور اسمِ ذات ہیں اب مرشد کامل اکمل طالب کی استطاعت کے مطابق اِن سے طالب کو گزارتا ہے لیکن یاد رکھ ھُـــو ذکرِ لاھُوت ہے اور ذکرِ لاھُوت کے بغیر دیدارِ الٰہی ناممکن ہے۔

❁ اسمِ ذات ''ھُو'' سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر ھُو ہو گیا وہی سلطان ہے۔

❁ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات طلب کرے۔

مرشد کامل اکمل

❁ جو لوگ مرشد کامل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر قربِ الٰہی اور مشاہدۂ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طریقت، فقر یا تصوف کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہِ سلوک کی منازل طے

کرتا ہوا قربِ الٰہی میں پہنچ گیا ہو۔

❁ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آج کل مرشد کامل نایاب ہیں اور ہر طرف جعلی' فریبی' دھوکہ باز مرشد کا روپ دھار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی اگر تم دنیا اور جنت کے لئے جاؤ گے تو انہی لوگوں کے ہتھے چڑھو گے۔ کوئی طالبِ صادق جو صدق سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا خواہاں ہو وہ کبھی بھی جعلسازوں کے ہتھے نہیں چڑھتا کیونکہ اس کا نگہبان وہ (اللہ) ہوتا ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے اپنی طلب کو دیکھ اور درست کر پھر مرشد کی تلاش کر تجھے منزل مل جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے' اس کی پہچان اور تلاش میں نکلنے والے ہی نہیں رہے تو مرشد کامل اکمل نے بھی ان دنیا داروں سے اپنے آپ کو چھپا لیا۔ میں پھر کہتا ہوں صادق دل اور خلوصِ نیت اور دل سے تعصب کی عینک اتار کر تلاش کر تجھے اپنی منزل مل جائے گی۔ ابوجہل اور ابولہب قریب ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان نہ سکے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے طلبِ صادق کی وجہ سے دور ہوتے ہوئے پہچان لیا۔

❁ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت' چلہ کشی اور ورد و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ مُحَمَّدؐ کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ مُحَمَّدؐ کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہِ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور کتب میں درج نہیں یعنی ذکر تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے اس کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے رب کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

❁ مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور

جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے''۔

❁ طالب کو چاہیے کہ مشاہدۂ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لئے ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ محمدؐ (جیسا مرشد حکم دے) جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی صحبت اور مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے ان میں نورِ ایمان داخل کیا جاتا ہے مرشد کی ایک نگاہ وہ کام کرتی ہے جو ذکر و تصور چھ ماہ میں بھی نہیں کر سکتا جیسا کہ میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں: ''صحبت پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں'' اگر مرشد کی بارگاہ میں روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی محفل اور مجلس میں حاضری کے بغیر اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔

❁ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل کامل، جو مرغی کی مثل ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی کے نیچے جو انڈے آ جائیں ان سے بچے نکل آتے ہیں اور جو انڈے باہر رہ جائیں ان سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح جو مرید مرشدِ کامل کی صحبت میں بیٹھے رہیں وہ مرشد کی نظر میں ہوتے ہیں اور جو اس کی محفل سے نکل جائیں وہ اس کے تصرف سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مرشد مکمل جو کچھوے کی مثل ہوتا ہے۔ کچھوا انڈے خشکی پر دیتا ہے لیکن خود پانی میں رہتا ہے اور وہیں سے نگاہ کرتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک نگاہ اثر کرتی ہے۔ سوم مرشدِ کامل اکمل کونج کی مثل ہوتا ہے۔ کونج مشرق میں انڈے دیتی ہے اور مغرب میں جا کر نظر کرتی ہے تو بچے نکل آتے ہیں اس کی نظر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اصل مرشد وہی ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت طالب پر رہے، چاہے طالب مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

❁ مرشد کامل سروری قادری ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے بس طالب کا صادق ہونا ضروری ہے۔

❁ ابتدا میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور طالب کے دل میں مرشد کی محبت پیدا کرتا ہے غور وفکر کی بات یہ ہے کہ طالب تصور تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا کر رہا ہے اور دل میں محبت مرشد کی پیدا ہو رہی ہے جبکہ اصول تو یہ ہے کہ جس کا تصور کیا جائے اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرشد سے یہ محبت طالب کو بار بار اس کی محفل میں لے جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق بن جاتی ہے پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارک کی طرف منتقل ہو کر اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

❁ مرشد کامل کی نگاہ راہِ فقر کے تمام امراض لالچ، حسد، تکبر، کینہ، انانیت، ہوس، بغض، حبِ دنیا اور حبِ عقبیٰ کو ختم کر دیتی ہے۔

❁ مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر کی گئی عبادات سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن مشاہدۂ حق تعالیٰ، حضورِ قلب، اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قربِ الٰہی مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

❁ مرشد کامل فقر کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے اور سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کرا دیتا ہے جو مرشد کامل کے بغیر اس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور تمام عمر بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف ہے ''جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہوتا ہے۔''

❁ مرشد کے بغیر راہِ فقر پر سفر تو بہت دور کی بات اس کے بغیر تو اس راہ پر سفر کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ظاہر ہونے والے اسرار اور انوار و تجلیات کو اگر طالب نہ سمجھ سکے اور کشمکش میں مبتلا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ طالب کو تصورِ اسمِ مُحَمَّدؐ عطا کرے کیونکہ اسمِ مُحَمَّدؐ صراطِ مستقیم ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔''

عشقِ حقیقی

❁ اللہ تعالیٰ کی ذات مخفی اور پوشیدہ تھی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو کائنات میں ظاہر کیا اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ہر چیز جل کر خاک ہوگئی اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی کا نقاب پہنا اور صورتِ احمدی اختیار کر لی تو ہر چیز کو سکون آ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نورِ احمدی میں خود اپنے آپ کو دیکھا تو نورِ احمدی کی صورت میں اپنے تعین پر خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو گیا اور پھر نورِ احمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح کی تخلیق ہوئی۔ یعنی وحدت سے کثرت کی طرف ابتدا ہی عشق ہے، پھر یہی جذبۂ عشق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک کے توسط سے تمام ارواح میں منتقل ہوا۔ یہ جذبۂ عشق ایک بیج کی صورت میں ہر انسان کے اندر موجود ہے جیسے ہی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل کی نگاہ اس بیج پر پڑتی ہے تو یہ پھوٹ نکلتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ایک تناور درخت کی شکل میں پورے وجود کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

❁ روح اور اللہ کا رشتہ ہی عشق کا ہے۔ عشق ایک بیج کی صورت میں انسان کے اندر موجود ہے مگر سویا ہوا ہے جیسے جیسے ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اور مرشد کی باطنی مہربانی سے یہ روح کے اندر بیدار ہونا شروع ہوتا ہے ویسے ویسے روح کی اللہ کے لئے تڑپ اور کشش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر یہی عشق ایک دن عشق (اللہ تعالیٰ) میں فنا ہو جاتا ہے۔

❁ عشق ایسی آگ ہے جب یہ بھڑک اٹھتی ہے تو باقی تمام محبتوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

❁ عشق کی آگ جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر و فراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے محبوب (اللہ تعالیٰ) کے لئے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بے چین اور بے سکون رکھتی ہے اور وصالِ الٰہی پر پہنچ کر ہی عاشق سکون سے ہمکنار ہوتا ہے۔

❁ عشقِ الٰہی کے بغیر عبادات کا کوئی فائدہ نہیں۔

- عقل کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کا نور ہو جو عاجزی سے حاصل ہوتا ہے تو یہ عقل عشق کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اگر عقل پر تکبر' خود پرستی' انا پرستی' عبادت پر غرور کا حجاب پڑ جائے تو عشق کی منزل تو در کنار یہ راہِ حق سے بھی دور کر دیتی ہے اور یہ عقل حجابات در حجابات کی تہہ میں گم ہو جاتی ہے۔
- یہ عشق ہی تو ہے جو کائنات کا سب سے بڑا راز دیدارِ حق تعالیٰ عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہی تو ہے جو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگِ نمرود میں کود جانے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے کے لئے چھری کے نیچے لٹا دیتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہے جو تمام خاندان کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے دردی اور سنگدلی سے کربلا کے میدان میں ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ عقل تو اس کا انکار کرتی ہے اور جان بچانے کا حکم دیتی ہے۔
- یہ عشق ہے جو منصور حلاجؒ سے پھانسی کے تختہ پر انا الحق کا نعرہ بلند کرواتا ہے۔
- عشق کی بلندیوں تک عقل کی رسائی نہیں ہے کیونکہ عقل اس طرح' یوں' ایسے' کیسے کی قائل ہے۔
- عاشق ابتدا میں اللہ تعالیٰ کا عاشق اور انتہا میں اللہ تعالیٰ کا معشوق (محبوب) ہوتا ہے عاشق کی عبادت' ریاضت' ذکر' فکر دیدارِ الٰہی ہے۔ اس کو دنیا و عقبیٰ کے لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں۔
- عشق کی انتہا یہ بیان کی گئی ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے اور عشق کی آزمائشوں کو کامیابیوں سے طے کرنے کے بعد جب اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ معشوق بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ عاشق۔ معشوق کو جس چیز کی خواہش ہوتی ہے عاشق اسے مہیا کر دیتا ہے۔

❁ فقر کا آخری مرتبہ ''مرتبۂ معشوق'' (مرتبہ محبوبیت) ہی ہے اور یہاں پر معشوق کی رضا عاشق کی رضا بن جاتی ہے۔

❁ عقل سے ابوجہل اور ابولہب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریب رہ کر بھی نہ پہچان سکے لیکن عشق سے حضرت اویس قرنیؓ نے دور رہ کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچان لیا۔

❁ عشق کی وجہ سے اصحابِ کہف کا کتّا مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوگیا۔

❁ عشق کی تمام منازل ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتی ہیں بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سے حاصل ہوا ہو۔

طالبِ مولیٰ

❁ طالبِ مولیٰ جسے حدیثِ قدسی میں مرد کا نام دیا گیا ہے کو اپنی طلب میں اسی طرح صادق ہونا چاہیے جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صاحبِ صدق۔

❁ صدق میں طالبِ مولیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مثل ہونا چاہیے کہ مرشد پر اپنی جان، مال اور اولاد قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

❁ طالبِ مولیٰ دنیا اور لذّاتِ دنیا اور عقبیٰ (جنت) کے درجات اور اس کی نعمتوں کا طلب گار نہیں ہوتا اس کی طلب تو بس دیدار ہوتی ہے۔

❁ تُو کیسا طالب ہے، عبادات اور نیکیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ثواب اور درجات کا طلب گار ہے یہ تُو عبادت کر رہا ہے یا کاروبار؟

❁ دنیا اور عقبیٰ (جنت) اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں اور ان کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے اگر تو ان کے حصول کے لئے عبادت اور جدوجہد کرتا ہے تو تُو نے تو اِن کو خدا بنا لیا اور شرک میں مبتلا ہوگیا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا، پہچان اور معرفت کے حصول کیلئے عبادت کر، دنیا و عقبیٰ (جنت)

کے درجات کا خیال دل سے نکال دے۔ اگر تو اللہ کی پہچان اور معرفت میں کامیاب ہو گیا تو دنیا و عقبیٰ کو وہ تیرے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔ انعامات کے لئے نہیں انعامات عطا کرنے والے کے لئے عبادت کر۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر۔

دیدارِ الٰہی

- ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے دیدار اور اس کی رضا کے سوا کبھی کچھ نہیں مانگا۔
- دیدارِ الٰہی سے بڑی کوئی نعمت نہیں جو صرف عارفین کو عطا کی جاتی ہے۔
- دیدارِ الٰہی نورِ بصارت سے نہیں نورِ بصیرت سے حاصل ہوتا ہے اور نورِ بصیرت اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل اکمل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔
- جو دیدار کا انکار کرتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی نہیں ہے۔ اس کے نصیب میں خواری ہے اور اس خواری سے وہ خود بے خبر ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور سے دیکھا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے ربّ کو نورِ ربّی کے ذریعے دیکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے اگر میرا ربّ خود میری تربیت نہ کرتا تو میں اسے پہچان نہ پاتا۔
- جس طرح اس دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ (نورِ بصارت) دوسری روشنی (سورج یا مصنوعی روشنی)، اگر ایک چیز کی بھی کمی ہو تو کچھ دیکھا نہیں جا سکتا۔ اس طرح باطن میں دیکھنے کے لئے بھی دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک باطنی یا قلبی آنکھ (نورِ بصیرت) اور دوسرا اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور ہی سے دیکھا جا سکتا ہے اسی لئے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 72 میں اسی باطنی اندھے پن کا ذکر ہے فرمانِ الٰہی ہے: ''جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا'' یعنی جو یہاں دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم ہے وہ آخرت میں بھی دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم رہے گا۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے انوار و تجلیات نازل ہوتی ہیں اس نور میں دیدار و لقا نظر آتا ہے۔

❁ یاد رکھ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پہاڑوں اور فولاد سے سخت حجاب ہے اور وہ ہے نفس۔ جب تک نفس نہیں مرتا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور نفس کو کوئی عبادت قتل نہیں کر سکتی سوائے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اور مرشد کامل سروری قادری کے۔

❁ جسے دیدارِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے وہ لوگوں میں اپنی بڑائی بیان نہیں کرتا پھرتا۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے لیکن خاموش رہتا ہے۔

❁ یہ بات یاد رکھ اور اپنے دل پر لکھ لے کہ دیدارِ الٰہی کا راستہ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے کھلتا ہے بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل سروری قادری سے حاصل ہوا ہو۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور طریقہ تجھے کسی نے بتایا ہے یا تو خود جانتا ہے تو وہ باطل ہے۔

فقیرِ کامل (انسانِ کامل وحدت، فقر فنا فی اللہ بقا باللہ)

❁ دیدارِ الٰہی حاصل ہونا بھی کامل مرتبہ نہیں ہے اس میں بھی دوئی ہے اصل مرتبہ تو اپنی ہستی اور خودی کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جانا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ''میں'' اور ''تُو'' کا فرق ختم ہو جاتا ہے اسے وحدت فنا فی اللہ بقا باللہ کا مقام بھی کہا جاتا ہے یہی فقر کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ عبدیت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے اور یہاں پر انسانِ کامل کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اور اسے تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر طالب کا بولنا اللہ کا بولنا ہوتا ہے، اس کا سننا اللہ کا سننا ہوتا ہے، اس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہوتا ہے، اس کا چلنا اللہ کا چلنا ہوتا ہے اور اس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دائمی ریاضت انسانی وجود کو بالکل پاک و طاہر کر دیتی ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تپش تو دوزخ کی آگ سے زیادہ تیز ہے اگر فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ (انسانِ کامل) جلالیت

کی نگاہ سے دیکھ لے تو مشرق و مغرب میں سب کچھ جلا کر راکھ کر ڈالے۔ ہزار آفرین ہے اس وجود پر جو اس آگ کو برداشت کرتا ہے اور خلقت کو نہیں ستاتا۔ ایسے فقیرِ کامل کی بارگاہ میں ادب و احترام سے جاؤ گے اور رہو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔ بے ادبی اور مخالفت تمہیں دونوں جہانوں میں بے مراد کر دے گی۔ ایسی عقل سے جہالت بہتر ہے جو اِن کا انکار کرے اور ان سے دشمنی اور مخالفت کرے اور دوسروں کو دشمنی اور مخالفت کی طرف راغب کرے۔

❁ بقا باللہ (فنا فی ھُو) کا مقام راہِ فقر میں انسانی عروج کا بلند ترین مقام ہے یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) یہ عبدیت کا بلند ترین مقام ہے کیونکہ فنا فی اللہ کے مقام پر آدمی ہمیشہ کے لئے غرق ہو جاتا ہے۔

❁ فقیرِ کامل (انسانِ کامل) خلافتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے اس کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے جو کبھی سلب نہیں ہوتا اور فقیرِ کامل دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے جو طالبانِ حق کی راہِ فقر میں ظاہری اور باطنی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ شروع شروع میں اس کی زیادہ شہرت نہیں ہوتی یہ خود کو دنیا سے چھپا کر رکھتا ہے لیکن چند سالوں کے اندر ہی اندر اس کی شہرت چار سُو پھیل جاتی ہے اور طالبانِ مولیٰ جوق در جوق اس کی طرف لپکتے چلے آتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ یہ طالبِ مولیٰ کو چلہ کشی، مشقت اور ورد و وظائف میں نہیں ڈالتا بلکہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے انہیں منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

❁ جب تک طالب بقا باللہ (فنا فی ھُو) کے مقام پر نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک ہر مقام پر خوفزدہ رہتا ہے۔

❁ بقا باللہ (فنا فی ھُو) کے مقام پر نہ روح باقی رہتی ہے اور نہ جسم۔

❁ یہ مقامِ بقا باللہ (فنا فی ھُو) اسمِ ھُو سے حاصل ہوتا ہے اس لئے تو بھی کسی سروری قادری مرشد سے اسمِ ھُو کا راز حاصل کر کیونکہ اسمِ ھُو کے بغیر ھُو کا راز نہیں ملتا۔

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری

باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری بڑا اعلیٰ مقام ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ صحابہ کرامؓ کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظاہری چہرہ مبارک تھا۔اس لئے ان کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیکن اب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور ضروری ہے بشرطیکہ یہ وہاں سے حاصل ہوا ہو جہاں پر اسے عطا کرنے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے باطنی طور پر اجازت ہو۔ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور سے طالب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہوتی ہے تو اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

❁ جب طالب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوتا ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت سے تمام مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ فنا فی اللہ بقا باللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

شریعت

❁ شریعت سے مراد علمِ ظاہر اور علمِ باطن کا اکٹھا ہونا ہے۔جس کے پاس ایک علم ہے وہ اہلِ شریعت ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔

❁ ہم نے جو بھی مرتبہ حاصل کیا شریعت پر چل کر حاصل کیا۔

❁ شریعتِ مطہرہ کی مکمل پابندی، پیروی اور اتباع کے بغیر فقر کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

علم

❁ علمِ باطن کے بغیر ظاہری علم پر توجہ اور زور سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور ان جھگڑوں کے بطن سے فرقے جنم لیتے ہیں اور پھر یہ فرقے مخلوق میں نفرت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں، ہر طرف فتنے اور دنگا فساد پھیل جاتا ہے، ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور برتر ثابت کرنے میں لگا رہتا ہے اور یوں لوگوں کو دین سے دور کر دیا جاتا ہے۔ علمِ باطن محبت' اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔

❁ علم ایک نور ہے اور علم عقل کے اوپر پڑا ہوا ایک پردہ بھی ہے۔ وہ علم جو حقیقت (اللہ) تک پہنچا دے وہ نور ہے اور جو حقیقت (اللہ) سے دور کرے اور امت میں فتنہ و فساد کا موجب بنے وہ علم عقل پر پڑا ہوا حجاب ہے۔

❁ علم حاصل کرتے وقت اگر نیت یہ ہو کہ دولت کما کر حرص و ہوس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، اپنے فرقے کو حق ثابت کیا جائے' امت کو گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور اسے لڑایا جائے تو یہ مذموم علم ہے۔ اگر علم اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب اور عوام کی فلاح کے لئے حاصل کیا جائے تو یہ فضیلت بخش ہے۔

کلمہ طیب

❁ کلمہ طیب مسلمان ہونے کی بنیاد ہے جب کوئی کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ زبان سے اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس اقرار کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور تصدیقِ قلب (دیکھ کر) سے کلمہ پڑھنا خواص کا اور اس کی حقیقت تک پہنچ جانا عارفین کا مرتبہ ہے۔

فکر، تفکر یا مراقبہ

❁ کسی علم یا چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم سوچ بچار کرتے ہیں تو اسے فکر، تفکر یا غور و فکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد سائنس دانوں کا مادیت میں غور و فکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے غور و فکر اور تفکر پنہاں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی ذات کے اندر فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ ترجمہ: ''کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔'' انسان جب اپنے اندر فکر کرتا ہے تو اس راز تک پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ ''انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔'' جب انسان اس راز سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محرم راز بنا لیتا ہے۔ اس لئے فقراء من میں ڈوبنے، تن کے حجرے میں جھانکنے اور اپنے اندر داخل ہونے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ مراقبہ بھی فکر اور تفکر ہی کا نام ہے۔ ابتدائی مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذہن کو کسی ایک نقطہ پر یکسو کیا جاتا ہے اور عارفین کا مراقبہ یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے ہر چیز کا نظارہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا فرمان ہے ''میں چالیس سال تک اللہ تعالیٰ سے محوِ کلام رہا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں۔''

ترکِ دنیا

❁ ہر وہ چیز جو قلب (باطن) کو اللہ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لے دنیا ہے۔

❁ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لاتعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے اور اس کے بغیر معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

- دنیا سایہ کی مانند ہے اگر آپ سورج کی طرف پیٹھ کر لیں تو آپ کا سایہ آپ کے سامنے آجائے گا اگر آپ اپنے سائے کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف بڑھیں گے تو وہ آپ کے آگے چل پڑے گا اور آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر آپ اپنے سائے کی طرف پیٹھ کر لیں اور سورج کی طرف منہ کر کے چل پڑیں تو سایہ آپ کے پیچھے بھاگنے لگے گا۔ بالکل اسی طرح اگر آپ اللہ سے منہ موڑ کر دنیا کی طرف چل پڑیں گے تو اسے پکڑ نہیں سکیں گے لیکن اگر آپ دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف چل پڑیں گے تو دنیا آپ کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے گی۔
- دنیا میں اس طرح رہ جس طرح مرغابی پانی میں رہتی ہے۔

نفس

- نفس بندے اور خدا کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ شیطان اسی کے ذریعہ انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ یہ انسانی بدن میں ایسا چور ہے جس کی پہچان بھی عام انسانوں کے لئے بہت مشکل ہے اس کو قابو میں لانا اور مارنا بہت مشکل ہے۔ اس کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور اور مرشد کامل اکمل کی نگاہ ہی مار سکتی ہے۔ ظاہری عبادات سے تو یہ اور طاقتور ہو کر ریا کاری میں مبتلا کر دیتا ہے۔
- نفس کی چار حالتیں ہیں۔ امارہ، جو ہر وقت برائی، گناہ، بدی، انانیت، ریا کاری اور تکبر میں مبتلا رہتا ہے اور اس حالت کا انسان کو احساس تک نہیں ہوتا پھر جب مرشد کامل کی نگرانی میں طالب اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور شروع کرتا ہے تو یہ امارہ سے لوامہ ہو جاتا ہے یعنی برائی کرنے کے بعد انسان پچھتاوا محسوس کرتا ہے۔ اس کی تیسری حالت ملہمہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو برائی کے قریب جانے ہی نہیں دیتا اور آخری، ارفع اور اعلیٰ حالت نفسِ مطمئنہ کی ہے یہ حالت انبیاء کرام، اولیاء اور صدیقین کو حاصل ہے یعنی نفس مکمل طور پر انسان کے قابو میں آجاتا ہے اور یہ انسان اور اللہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔

❁ نفس کو مارنے کا واحد طریقہ تصور اور ذکر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل کی نگاہ ہے۔

اخلاصِ نیت

❁ راہِ حق میں نیت میں اخلاص کا شامل ہونا ضروری ہے۔ نیت کے اندر جس قدر خلوص ہوگا اسی قدر وہ عمل مقبول ہوگا حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''مومن کی نیت بہتر ہے اس کے عمل سے''۔

❁ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ جس نے اخلاص کو پالیا اس نے گویا نفس کو قابو کرلیا اور جس نے نفس کو قابو کرلیا اس نے اللہ کو راضی کرلیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

❁ راہِ فقر میں نیت میں اخلاص کا ہونا برسوں کا سفر مہینوں میں طے کرا دیتا ہے۔

ریاکاری

❁ ریاکاری سے مراد دکھاوا ہے یعنی کوئی بھی کام یا عمل کرنے کا مقصد صرف دکھاوا یا شہرت ہو اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ ہو، مقصد صرف یہ ہو کہ لوگ نیک اور پرہیزگار سمجھیں۔ راہِ حق سے ہٹانے کے لئے شیطان کے پاس ریاکاری کا حربہ بہت بڑا ہتھیار ہے بڑے بڑے عابد زاہد اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ریا کا مرض انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور نفس اس کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ اسے ختم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور پھر یہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی بزرگی اور نیکی کا شہرہ اور چرچا ہو اور لوگ اسے نیک' عابد اور زاہد سمجھیں۔ اگر یہ مرض مستقل صورت اختیار کرلے تو انسان بالکل ہی گمراہ ہو کر اپنے چہرے کا نور ہی کھو بیٹھتا ہے جو اہلِ مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ جہاں تک طلبِ مولیٰ یا راہِ فقر کے سفر کا سوال ہے تو وہ بالکل ہی ختم ہو جاتا

ہے کیونکہ ایک حدیث شریف میں اسے چھوٹا شرک قرار دیا گیا ہے اور شرک کرنے والے کا فقر سے کیا تعلق۔

تسلیم و رضا

- سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں ''ہم نے اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کے دیدار اور رضا کے سوا کچھ نہیں مانگا۔''
- فقر کا مرکز اور محور تسلیم و رضائے الٰہی ہے مصیبت و پریشانی' دکھ اور سکھ' سکون اور اضطراب' آسانی اور تنگی' بیماری اور صحت' بھوک اور سیری' عزت اور ذلت' امیری اور غریبی' غرض ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سرِ تسلیم خم رکھنا ہی اس کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہے۔ جو خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی اور منشاء سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس ضمن میں جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے وہی دیدارِ الٰہی کا حق دار بنتا ہے۔
-
- طالبِ مولیٰ جب مقامِ رضا کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو قضا (تقدیر) اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔
- تو اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر کام تیری مرضی اور منشاء کے مطابق ہو۔
- تسلیم و رضا کی منزل سے گزر کر ہی دیدار کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔
- مرشد کامل اکمل کی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ طالب کی تربیت اس میں تسلیم و رضا کی عادت کو اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیار آتا ہے۔

عاجزی و انکساری

- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے اپنی طرف عاجزی و انکساری کے ذریعہ راستہ کھولا۔

- عاجزی وانکساری راہِ فقر میں آنے والی مشکلات اور آزمائشوں میں قلعہ بندی کا کام دیتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے آنے والا کبھی خالی واپس نہیں جاتا۔
- دیدارِ الٰہی، فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مراتب عاجزی وانکساری سے حاصل ہوتے ہیں۔
- اللہ کی بارگاہ میں جو جتنا عجز اختیار کرتا ہے وہ اتنا ہی محبوب ہوتا ہے۔
- عاجزی وانکساری راہِ فقر میں بہت بڑا ہتھیار ہے جو طالب کو شیطانی ونفسانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- عاجزی وانکساری اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے ظاہری عبادات سے نفس موٹا ہو کر تکبر، انانیت اور ریاکاری اختیار کرتا ہے۔

وفا اور قربانی

راہِ فقر راہِ عشق ہے اور عشق قربانی کا طلب گار ہے اور اس راہ میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی جب تک طالب اپنا سب کچھ اور ہر شے اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر دیتا۔ اس سلسلہ میں طالب کو صحابہ کرامؓ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قربانی اور وفا کی مثالیں سامنے رکھنی چاہئیں کیونکہ طالبانِ مولیٰ کے لئے یہ مثالیں مشعلِ راہ ہیں۔

- فقر کی نعمت حاصل کرنے کے لئے اپنا مال، جان اور گھر بار سب داؤ پر لگا دینا چاہیے پھر صلہ کی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی غم کرنا چاہیے۔
- جنہوں نے زندگی میں ہی اپنا سب کچھ مرشد کے حوالے کر دیا وہ حیات جاودانی حاصل کر گئے اور اسی عشق و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں۔
- قربِ الٰہی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان اپنا گھر بار راہِ خدا میں قربان

نہیں کر دیتا اور تکالیف و مصائب میں مرشد کے ساتھ وفا میں ذرا بھی کمی نہیں آتی۔

توفیقِ الٰہی

- راہِ فقر میں ''توفیقِ الٰہی'' (فضلِ الٰہی) تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کی بنیاد ہے۔ طالب کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ راہِ فقر میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے لیکن ہر کامیابی کو توفیقِ الٰہی سمجھے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمت و کوشش کے عوض عدل و انصاف کی طلب گار رہتی ہے۔ مگر صادق طالبِ مولیٰ خدا سے عدل نہیں فضل کی التجا کرتا ہے راہِ فقر راہِ عشق ہے۔ عاشق، عشق بس عشق کی خاطر کرتے ہیں صلے میں کچھ مانگنا عشق کی فطرت نہیں، طالب تو اس راہ میں مقامات کا بھی طالب نہیں ہوتا۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور بھی اللہ تک پہنچنے کا بہانہ یا وسیلہ ہے اس لئے وہ اس کے عوض کسی بھی چیز کی امید اور خواہش ترک کر کے سب کچھ فضلِ ربّی پر چھوڑ دیتا ہے اس سے صرف نعمتِ دیدار ہی کا طلب گار رہتا ہے۔
- راہِ فقر میں کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اس کے فضل و کرم کے لئے نیت میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے۔
- راہِ فقر میں توفیقِ الٰہی اصل میں ''مرشد کامل'' کو کہتے ہیں جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا۔

توکّل

- توکل فقر کی بنیاد ہے اللہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کر دیا جائے ظاہری طور پر تو کوشش کی جائے لیکن باطنی طور پر اللہ پر توکل کر کے طالب اپنی مرضی سے دستبردار ہو جائے۔
- متوکلین پر شیطان کا زور نہیں چلتا وہ ہر کام میں اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں جس سے

اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

❁ متوکل آدمی روزی معاش کی فکر نہیں کرتا۔ عام لوگوں کا رزق کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں ملتا ہے لیکن خواص کا رزق اللہ تعالیٰ مہیا کرتا ہے۔

استقامت

❁ راہِ فقر میں سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔

❁ مستقل مزاجی اور استقامت سے راہِ فقر کی مشکلات اور آزمائشوں سے گزرتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچنا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دنیا میں بشری ظہور سے قبل بھی نبی تھے اور کائنات میں باطنی طور پر موجود تھے۔ حالتِ بشریت میں ظہور کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی تھے اور کائنات میں باطنی اور ظاہری دونوں طرح موجود تھے اور ظاہری وصال کے بعد اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باطنی حیات کے ساتھ کائنات میں موجود ہیں اور عاشقوں کو آپ دیدار مبارک سے نوازتے ہیں اور ان کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا، بے شک شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔ اب کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ترجمہ ذرا غور سے پڑھیے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے رسول ہیں'' اس کو ہم یوں لے سکتے ہیں جو دور بھی گزر رہا ہو اس کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول ہیں جو گزر گیا اس کے بھی آپ صلی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول ہیں اور جو گزر رہا ہے اس کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول ہیں اور جو گزرے گا اس کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول ہیں اور ''فعل حال مطلق'' کا صیغہ ''موجود'' کو ظاہر کرتا ہے اور رسول وہ

ہوتا ہے جو ''موجود'' ہو اس لئے جو حیات النبی کا منکر ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی نہیں ہے اور جھوٹا ہے۔

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال باقاعدگی سے دو مرتبہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان محافل منعقد کیا کرتے تھے۔ پہلی 12-13 اپریل اور دوسری ستمبر کے پہلے ہفتہ میں۔ ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے وسیع اور عالیشان لنگر (طعام) کا اہتمام کیا جاتا جو ہر خاص اور ادنیٰ کے لیے عام ہوتا۔ اس کے علاوہ آپ سارا سال جہاں بھی جاتے اور بیٹھتے وہیں محفلِ میلاد شروع ہو جاتی۔ ان محافل میں حمد ونعت، منقبتیں پڑھی اور شانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی جاتی۔ محافلِ میلاد کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی کسی دوسرے موضوع پر محفل منعقد نہیں کی۔ آپ فرمایا کرتے تھے ہماری خواہش ہے کہ ساری زندگی اپنے آقا ومولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ونعت سنتے رہیں اور یہی ہماری زندگی ہے۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر زندگی فضول ہے۔ آپ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ بھائی نجیب! یہ جو ہم زمین پر چل پھر رہے ہیں اور اتنے لوگ ہماری پیروی کر رہے ہیں، ہمارا احترام اور عزت کرتے ہیں، ہمارے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور بعض تو احترام میں پاؤں تک کو بوسہ دینے لگتے ہیں، یہ صرف اور صرف میرے آقا ومولا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کرم اور ان کی غلامی کی وجہ سے ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے؟ مجھے نصیحت فرمائی کہ تم بھی گفتار میں، تحریر میں، تقریر میں جو بھی اللہ تعالیٰ ہنر عطا فرمائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اُن کے اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ کی شان بیان کرنا اور دینِ حق کو ہی عام کرنے کی کوشش کرنا پھر دیکھنا اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

عظمتِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

❁ راہِ فقر میں تمام مقامات اور منازل اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے عطا ہوتے ہیں جو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا منکر اور بے ادب ہے وہ اسلام سے خارج ہے۔

❁ عشق کی حقیقت حاصل کرنی ہو تو امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں کردار سے حاصل کرو اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑیاں رگڑنے سے چشمہ جاری ہوسکتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ سے یہ بعید نہ تھا کہ آپ کے ایک اشارے سے کربلا میں چشمے جاری ہوجاتے اور فرات اپنا رخ بدل کر آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں آجاتا اور یزیدی لشکر ریت میں دھنس جاتا لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے کسی لمحہ بھی اس انجام سے بچنے کی دعا نہ کی بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور سارا خاندان راہِ خدا میں قربان کر دیا اسے کہتے ہیں '' سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے۔ ''عشق اور تسلیم و رضا کا ایسا اعلیٰ مرتبہ اولادِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی خاصہ ہے اور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اس امتحان میں پورا اتر کر اس کو عملی طور پر ثابت بھی کیا۔ طالبِ مولیٰ جب بھی عشق کے میدان میں آزمائشوں اور تکالیف کی وجہ سے ڈگمگانے لگے تو ذرا سا کربلا کے میدان میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کردار کو دیکھ لے تو یہی اس کے لئے مشعلِ راہ ہوگا۔

عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

❁ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اُمت کا سب سے اعلیٰ گروہ، ممتاز طبقہ اور اعلیٰ ترین جماعت ہے۔ یہ وہ مقدس لوگ ہیں جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک میں اس قدر فنا ہوگئے تھے کہ وہ صبغۃ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگ گئے۔ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ ایسے ساتھی اور طالبِ مولیٰ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کے ساتھی اور محرم راز بنے، انہوں نے ہر مصیبت، دکھ، تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت

کیا۔ ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا' انہیں ستایا گیا' کوڑوں کی ضربیں لگائی گئیں، دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا۔ زنجیریں باندھ کر تپتے صحرا کی ریت پر کھینچا گیا' تختہ دار پر چڑھایا گیا' لوہے کے اوزار گرم کر کے داغا گیا' پتھروں کے نیچے دبایا گیا غرض ظلم و ستم کا ہر پہاڑ توڑا گیا لیکن یہ ظلم و ستم ان کو ان کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہ کر سکے۔ یہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے عاشق تھے کہ دن رات کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جس میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا ہوتے ہوں۔ یہ تعلق یا قبولِ اسلام کا معاملہ نہ تھا یہ تو عشق کا معاملہ تھا ان کے قلوب کو یہ گوارا ہی نہ تھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آنکھوں سے اوجھل ہو۔ اس عشق نے ان کے دلوں سے ہر محبت کو دھوڈالا بس وہ تھے اور اُن کا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

- صحابہ کرامؓ کی زندگیاں طالبِ مولیٰ کے لئے مشعلِ راہ ہیں اگر روشنی حاصل کرنی ہے تو ان کی زندگیوں سے کر، اگر عشق کے متعلق جاننا ہے تو ان کی زندگیوں کو دیکھ۔
- صحابہ کرامؓ کی عبادت صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار تھا۔

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

- پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظم حضرت محیّ الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مہر کے بغیر نہ تو کوئی راہِ فقر میں قدم رکھ سکتا ہے اور نہ ولی اور عارف بن سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سر سے قدم تک انوارِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ابتدا سے انتہا تک فقر کا بارِ گرانی اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور آج تک امانتِ فقر آپ کے توسط سے منتقل ہوتی ہے۔ مرشدِ کامل جب طالب کی تربیت مکمل کر لیتا ہے تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے قبل پیرانِ پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ طالب کی تربیت فرماتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت اور مہر کے بغیر کوئی طالب مجلسِ محمدی میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بلند

ہوتا چلا جائے گا۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

❁ اولیاء کرام میں سب سے بلند مرتبہ عارفین کا ہے اور حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ عارفین کے سلطان ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سلطان الفقر کے مرتبہ پر بھی فائز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا طالبانِ مولیٰ پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا راز عیاں کیا اور کتب کے ذریعہ اس راز کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا اور عام لوگوں کو راہِ فقر سے آگاہی ہوئی اس سے پہلے یہ سینہ بہ سینہ چلتا رہا۔

❁ تمام اولیاء کرام کے مزارات سے حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں لیکن دنیا میں دو دربار ایسے ہیں جہاں سے فقر ملتا ہے فقر کا سوال کرنے والا ان درباروں سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا۔ ان میں ایک پیران پیر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے اور دوسرا سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے برصغیر میں سلسلہ سروری قادری عام کیا اور عام مشائخ اور سلاسل کی طرح چلہ کشی، زہد و ریاضت کی بجائے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دیدار کا دروازہ کھولا۔

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے در سے لاکھوں لوگوں نے فیض اور فقر پایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فیض تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی فرمایا ہے۔

❁ جب تمام سلاسل صرف ظاہری حالت میں نام کے طور پر باقی رہ جائیں گے تو حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ ہی دنیا میں نور پھیلائے گا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اعلان ہے کہ اگر کوئی اللہ کا طالب ہے تو میرے در پر آئے میں اسے راہِ فقر عطا کر دوں گا آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں علمِ

دیدارِ الٰہی کا عالم ہوں اگر کسی نے دیدار کا علم حاصل کرنا ہے تو میرے پاس چلا آئے۔

شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اور راتوں کو قیام فرمایا کرتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اور والد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ہاتھ رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا تھا۔ اس وقت سے وصال تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول رہا کہ اکثر حضرت پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

- ''سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تمام خزانہ فقر حضرت سخی سلطان پیر بہادر علی شاہؒ کے حوالے کر دیا ہے اس لئے جس کو بھی کچھ پانا ہو تو یہاں سے جلدی مل جاتا ہے کیونکہ حضرت پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ہیں اور محبوب کی بات ٹالی نہیں جاتی۔''
- شہبازِ عارفاں پیر بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو مقام فقر میں حاصل ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو ہر ایک کا رخ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف ہو جائے۔

اس لئے جب سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدیؒ مزار پر تشریف لے جاتے تو سائلین کے جمگھٹے لگ جاتے۔

سلسلہ سروری قادری

سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سلسلہ سروری قادری ہی حقیقی قادری سلسلہ ہے جس میں اب تک پیر دستگیر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا فیض جاری ہے

اور چونکہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہیں اس لیے سلسلہ سروری قادری بھی قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور اسی طریق پر ہے۔ اسی لیے جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کو امانت کے لیے کوئی محرمِ راز نہ ملا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتخب کر کے بھجوایا۔ جب سیّد محمد عبداللہ شاہ کو کوئی محرمِ راز نہ ملا تو پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منتخب کر کے ان کے پاس بھیجا۔ پیر عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے محرمِ راز پیر سیّد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ اور خصوصاً سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے منتخب شدہ تھے۔ اسی طرح میرے حضور (سلطان عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ) کی ولادت ازلی انتخاب تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے خود مزار مبارک سے نکل کر پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کروایا۔ اس لیے جو حقیقی سروری قادری مشائخ اور سلسلہ سروری قادری کا منکر ہے وہ مردار دنیا کا طالب ہے اور مردار دنیا ہی اس کی پناہ گاہ ہے اللہ تعالیٰ نہیں۔

کرامات

کرامت دوقسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی ۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اوراس کرامت کوخواص ہی جانتے ہیں۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری اور باطنی کرامات بے شمار ہیں لیکن اُن میں سے چند منتخب کرامات کواستفادہ کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

❁ سلطانُ الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کووصیت فرمائی تھی:

''بیٹا میں نے دنیا سے بہت بھلائی کی جو بھی کوئی سوال لے کر آیا میں اسے پورا ہی کرتا رہا لیکن بیٹا یہ دنیا بے وفا ہے دنیا دار وفا نہیں کرتے لہٰذا میرے بعد اگر تم سے کوئی اسمِ اَللّٰہُ ذات اور معرفتِ الٰہی کا سوال کرے تو دِل کھول کر عطا کرنا اگر کوئی دنیا مانگے تو خیال کرنا۔''

اس وصیت کا اصل مقصد یہ تھا کہ جب کسی انسان کو دنیا (دولت) مل جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتا ہے کیونکہ معرفتِ الٰہی ورثۂ انبیاء ہے اور دنیا اور دولت ورثۂ فرعون وقارون ہے اور ورثۂ فرعون وقارون بھلا خدا کی طرف کیسے راغب ہونے دیتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ جب بھی کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کاروبار، اولاد یا کسی اور دنیاوی کام کے لیے حاضر ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے پہلے اسمِ اَللّٰہُ ذات پاک لے لو، اس کا ذکر اور تصور کرو، ذاتِ باری تعالیٰ کو پہچانو تو تمہارا یہ دنیاوی مسئلہ خود بخود حل ہوجائے گا گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طالبانِ دنیا کو پہلے طالبانِ مولیٰ بنایا پھر انہیں مطلوب

تک پہنچایا۔

❁ سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا تھا ''میرا بیٹا محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فقر کو اس طرح سنبھالے گا کہ قیامت تک اس طرح فقر کو کوئی نہیں سنبھال سکے گا۔'' واقعی یہ قول حق ثابت ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی گمنامی وخمول میں گزاری، شہرت اور ذرائع ابلاغ سے ہمیشہ دور رہے اور نہ ہی ایسی کوئی کرامت ظاہر فرمائی جو پوری دنیا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت بلند کر دیتی۔ دنیا دار ملتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا دار سمجھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے برتاؤ بھی اسی کے مطابق کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان صرف طالبِ مولیٰ کو حاصل ہوئی اور طالبِ مولیٰ ہی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچانا۔ اصل میں مرشد کامل کی ذات آئینہ کی طرح شفاف ہوتی ہے اس میں ہر شخص کو اپنی ہی صورت دکھائی دیتی ہے اور اسی کے مطابق اس کی پہچان بھی حاصل ہوتی ہے دنیا دار کو اس ذات میں دنیا دار ہی دکھائی دے گا اور صرف طالبِ مولیٰ کو ہی اس میں حق دکھائی دے گا۔ جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت میں بیان فرماتے ہیں:-

''ایک بادشاہ کسی مرشدِ کامل کا مرید تھا، اُس نے کسی سے کہا کہ جا کر میرے مرشد کو دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ وہ آدمی گیا اور دیکھا کہ مرشد کے مصلّے پر کتا بیٹھا ہے۔ اس نے بادشاہ کو اپنے مشاہدہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ کسی اور کو بھیج کر پتہ کرو۔ ایک دوسرے آدمی کو بھیجا گیا۔ وہ گیا اور دیکھا کہ مرشد کے مصلّے پر خنزیر بیٹھا ہے۔ اس نے آ کر اپنا مشاہدہ بیان کیا تو بادشاہ خود چلا گیا اور دیکھا کہ مصلّے پر اس کا مرشد خود بیٹھا ہے۔ اس نے مرشد سے یہ حقیقت بیان کی تو مرشد نے کہا ''اے بادشاہ! جس نے میرے بجائے مصلّے پر کتے کو دیکھا وہ ایک طالبِ دنیا تھا اور جس نے میرے بجائے خنزیر کو دیکھا وہ ایک دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) تھا۔ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ فقراء آئینے کی مثل ہوتے ہیں اس لیے دیکھنے والا انہیں جس صورت میں دیکھتا ہے وہ اس (دیکھنے والے) کی اپنی ہی صورت ہوتی ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسی صفات کا انسان خود حامل ہوتا ہے وہ اسی طرح ولی کامل میں خود کو دیکھتا ہے کیونکہ ولی کامل ایک آئینہ ہوتا ہے اور سلطان الفقر تو وہ شفاف آئینہ ہے جس میں عکس

بالکل واضح نظر آتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت بہت بڑی ہے کہ لاکھوں لوگوں کو معرفتِ الٰی اللہ تک پہنچایا لیکن ذرائع ابلاغ اور شہرت سے دور رہے۔

❁ یہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت ہے کہ جب اس عاجز نے 1997 میں معرفتِ حق تعالیٰ کے لیے زہد و ریاضت اور مختلف وظائف کا ذکر شروع کیا جو آہستہ آہستہ اسماء الحسنٰی کے ذکر تک پہنچ گیا پھر یہ عاجز اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر تک پہنچ کر رک گیا۔ اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر تو میں زبان ہی سے کیا کرتا تھا لیکن یہ خیال دِل میں جڑ پکڑ گیا کہ اس کا طریقہ کوئی اور ہے اور اس کے لیے کسی مرشدِ کامل قادری کی ضرورت ہے اس کی راہنمائی کے بغیر سب کچھ ناممکن ہے۔ ایک رات خواب میں سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بیٹا! بہت محنت کر لی اب ہمارے پاس آجاؤ'' لیکن کہاں جاؤں نہ اتا پتا معلوم نہ ٹھکانہ۔ اس صورت کی تلاش میں بہت سے مزارات، درباروں اور مختلف مرشدوں کے پاس گیا مگر خواب والی صورت نظر نہ آتی تھی ایک سال اسی بے قراری میں گزر گیا۔ پھر ایک رات سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ نے دوبارہ خواب میں زیارت عطا کی اور فرمایا ''بیٹا اب تو آ ہی جاؤ۔ بہت ہو گیا ہم انتظار کر رہے ہیں۔'' اس خواب کے صرف دو دِن بعد میرے ایک جاننے والے کا فون آیا اور کہا کہ وہ اپنے مرشد کے پاس جا رہے ہیں کیا اُن کے ساتھ چلیں گے؟ میں تو پہلے ہی ہر روز صبح تیار ہو کر نکل جاتا تھا تلاشِ مرشد کے لیے۔ دفتر سے غائب۔ عجیب صورتحال تھی۔ 12۔اپریل 1998 کا دِن تھا۔ سلطان الفقر کی بارگاہ میں پہنچ گیا۔ آپ کے کمرہ کے باہر بہت بڑا ہجوم تھا۔ کوئی بس نہ چلتا تھا۔ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے محل پاک پر چلا گیا اور جا کر عرض کی ''حضور اب تو تھک چکا ہوں مہربانی فرمائیں'' وہاں کچھ وقت گزار کر پھر واپس سلطان الفقر کے کمرہ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور آخر تھک کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ کے سامنے والے پلاٹ میں بیٹھ گیا کہ اگر قسمت میں ہو گا تو بلا لیں گے کہ اتنے میں دروازہ کھلا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ عبدالمجید نے آواز لگائی

کہ لاہور سے جو نجیب صاحب آئے ہیں انہیں حضور یاد فرما رہے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ دِل کی کلی کھل اٹھی۔ فوراً اٹھ کر دوڑا۔ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا سامنے پلنگ پر خواب والی صورت نظر آئی۔ فوراً ہاتھوں کو بوسہ دیا اور قدموں میں بیٹھ گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''آ گئے ہو'' ان الفاظ کو بھری محفل میں میرے سوا کسی نے نہ سنا۔ بیعت کی درخواست کی تو سلطان الفقر نے فرمایا ''بیعت کرتے ہیں اب اتنی جلدی کیا ہے''۔ یہ تقریباً ظہر کا وقت تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بعد نمازِ مغرب بیعت فرمایا بیعت کے بعد دست بوسی کرتے ہوئے ایسی نگاہ ڈالی کہ دِل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ جی چاہتا تھا کہ بار بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کا دیدار ہی کرتا رہوں وہ دِن اور آج کا دِن زندگی کا ہر لمحہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عشق اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ڈیوٹی سے عبارت ہے۔

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت تو یہ خادم ہے۔ جو لوگ میرے بیعت (12۔ اپریل 1998) ہونے سے پہلے مجھے جانتے تھے وہ بیعت کے بعد دیکھتے تو حیران رہ جاتے کہ یہ انسان اتنا کیسے بدل گیا میں نے خود اس حقیقت کو کئی دفعہ تحریر کیا ہے:-

میں ہوں کون............ میں کیا اور میری ذات کیا؟ اور زندگی کا مقصد صرف دنیا تک محدود !............ شب و روز یکساں............ صرف ضروریاتِ زندگی کا حصول مقصدِ حیات .... انسان کے مقصدِ حیات سے بے خبر دنیاوی زندگی کو خوشحال اور آرام دہ بنانے کی جدوجہد............ زیادہ سے زیادہ دنیاوی مال و متاع میں اضافہ کرنے کی فکر............ یہ تھی میری زندگی............ ایک دِن اللہ پاک کی نگاہِ رحمت .... اس گناہ گار پر پڑی............ اور تقدیر نے پکڑ کر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا دیا............ نگاہ سے نگاہ ملی .... دنیا بدل گئی............ یار نے یار کو پہچان لیا .... 12 - اپریل 1998 (15[1] - ذوالحجہ 1418ھ) اتوار کی شام .... بعد نمازِ مغرب .... آپ رحمتہ اللہ علیہ

---

[1] 12 ۔اپریل 1998ء کو 14۔ ذوالحجہ تھی چونکہ بیعت نمازِ مغرب کے بعد ہوئی تھی اور اسلامی تاریخ مغرب کے وقت تبدیل ہوتی ہے اس لیے سنِ ہجری کے مطابق 15۔ ذوالحجہ 1418ھ درست تاریخ ہے۔ اور پھر 12۔ اپریل آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد سلطان محمد عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کا دِن اور 13۔ اپریل آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مسندِ تلقین و ارشاد پر فائز کا دِن بھی ہے۔

کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالا............میری زندگی کا سب سے پُرمسرت اور قیمتی لمحہ یہی تھا............آپ کی نگاہ پڑی اور میری زندگی کا زاویہ نظر تبدیل ہو گیا۔

آہستہ آہستہ دنیا کے شکنجے سے نکال کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقت سے روشناس کرایا۔12 اپریل 1998 سے 26 دسمبر 2003ء............آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک ظاہری ساتھ رہا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی امانت اس خادم کے سپرد کر کے عالمِ جاودانی کی طرف رخصت فرما گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی ہی میری زندگی کا اصل حاصل ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں میری یہ حالت ہوتی تھی کہ دس پندرہ دِن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات نہ ہوتو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جسم سے روح نکل چکی ہے دِل میں نورِ ایمان کم ہوتا محسوس ہوتا اور دنیا کی لذّتیں اپنی طرف کھینچنے لگتیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہی دِل میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا ایک سمندر موجزن ہوجاتا دنیا اور خواہشاتِ دنیا سے نفرت محسوس ہونے لگتی تھی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء　　　　بہتر از صد سالہ عبادت بے ریا

پھر عشق بڑھتا گیا۔ جوں جوں عشق کی تپش میں اضافہ ہوتا گیا دنیا کی ہر شے سے بے نیازی سی ہو گئی۔

عاشق شوہدے دِل کھڑایا، آپ وی نالے گھڑیا ھُو
کھڑیا کھڑیا ولیا ناہیں، سنگ محبوباں دے رَلیا ھُو
عقل فِکر دیاں سب بُھل گیاں، جد عشقے نال جا مِلیا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں عشق جوانی چڑھیا ھُو

ترجمہ: عاشق بیچارے نے پہلے تو عشق میں دل گم کر دیا۔ اس کے بعد خود بھی عشقِ محبوب میں گم ہو گیا اور ایسا گم ہوا کہ پھر واپس نہیں آیا اور گروہِ محبوبین میں شامل ہو گیا۔ جب سے عشق سے ملاقات ہوئی ہے سب عقل و فکر بھول چکا ہے۔ اے باھُوؒ! میں ان کے قربان جاؤں جن کا عشق اپنی

انتہا کو پہنچ گیا اور انہوں نے محبوب کو پالیا۔

اور جب عشق کی آگ اپنی انتہا کو پہنچی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اصل حقیقت کی پہچان ہوگئی پھر میں...... میں نہ رہا، عشق کی آگ میں خود کو گم کر بیٹھا۔ جب عشق کی آگ میں گم ہوا تو میری اپنی ذات یا ہستی بھی عشق کی اس آگ میں گم ہو کر فنا ہوگئی۔

بلھے شاہؒ دی ذات نہ کائی　　　　میں شوہ عنایت پایا اے

میری ذات کو اور اسی طرح لاکھوں طالبوں کی ذات کو یکسر تبدیل کر دینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناقابلِ فراموش کرامت ہے۔

✿ اسمِ اَللّٰہُ ذات ''توحید'' ہے اور یہ بیج کی صورت میں انسانی قلب میں موجود ہے مرشد جب اس کے ذکر اور تصور کا حکم دیتا ہے اور اپنی نگاہِ خاص سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے وسیلہ سے طالب کے قلب پر نگاہ ڈالتا ہے تو یہ بیج پھوٹ نکلتا ہے پھر مرشد اس کی آبیاری کرتا ہے اور پھر یہ انسانی قلب میں ذاتِ حق کے جلوہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسمِ اعظم کے اس دفینے اور خزینے کو سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے جنسِ نایاب سے جنسِ ارزاں بنا دیا۔ اسمِ اعظم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے راز کو خلقِ خدا پر اس قدر کھولا کہ ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی اور لاکھوں دِلوں کو نورِ حق سے منور فرمایا۔ ورنہ ماضی میں سالہا سال زہد و ریاضت، چلہ کشی اور ورد و وظائف کے بعد اسمِ اعظم عطا کیا جاتا تھا۔ بقول حضرت شیخ موید الدین جندیؒ ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کا چھپانا لازم اور ظاہر کرنا حرام[1] ہے'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ظاہر کرنا لازم اور چھپانا حرام کر دیا۔ کیونکہ زمانہ اب اس نہج اور مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اب لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں کہ اسمِ اعظم حاصل کرنے کے لیے زہد و ریاضت، چلہ کشی اور ورد و وظائف کرتے پھریں اب تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دعوت کی طرف بھی بڑی مشکل سے لوگ متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دوسرے تمام اولیاء اور مشائخ سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معرفتِ حق

---

1. تفسیر روح البیان جلد اوّل

تعالیٰ (فقر) کا راستہ سالک کے لیے بہت آسان اور مختصر کر دیا۔

❁ ملک صفدر حسین چکوال کے رہائشی ہیں اور آپ ہی وہ شخص ہیں جن کو سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے وصال کے 25 دِن بعد گھر سے باہر نکلنے پر بیعت فرمایا تھا، وہ بنک مینیجر تھے۔ وہ بتاتے ہیں: ''میرے ایک دوست کا تعلق سرگودھا سے تھا بڑے عیاش آدمی تھے۔ بڑے زمیندار تھے۔ شراب و شباب کے رسیا۔ میں کچھ عرصہ ان کے ساتھ سرگودھا رہا۔ ہماری دوستی ہوگئی پھر میں سرگودھا سے تبادلہ کے بعد خوشاب آ گیا۔ کافی عرصہ ہماری ملاقات نہ ہوئی۔ طویل عرصہ بعد ملاقات ہوئی تو میں محمد الیاس کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ مسلسل شراب نوشی نے اسے جسمانی ہی نہیں دماغی مریض بھی بنا دیا تھا۔ اس دوران میں نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لی تھی اور میری زندگی میں انقلاب آ چکا تھا۔ دوستی کا تقاضا یہ تھا کہ میں اپنے دوست کو تباہی اور بربادی سے بچاؤں۔ میں نے اسے راغب کرنے کی کوشش کی تو محمد الیاس نے کہا ''چھوڑو میں ان فضول چکروں میں نہیں پڑتا'' میں بضد ہوا کہ کم از کم ایک مرتبہ تم میرے مرشد (رحمۃ اللہ علیہ) سے مل تو لو۔ میرے اصرار پر محمد الیاس رضامند ہو گیا۔ میں اسے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گیا اور عرض گزاری کہ میرے اس دوست پر توجہ فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک نظر محمد الیاس کی طرف دیکھا۔ حیرت انگیز طور پر محمد الیاس اپنی جگہ سے قریباً اُچھل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گرا اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رونے لگا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسلی دی اور میں محمد الیاس کو باہر لے آیا۔ میں باہر آیا تو وہ بضد ہوا کہ مجھے فوراً بیعت کرواؤ۔ میں نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ لیکن وہ کہاں ٹھہرنے والا تھا اُس نے مجھ سے پوچھا ''صفدر! تم کتنے عرصے سے بیعت ہو؟'' میں نے کہا ''چار سال سے۔'' اس نے کہا ''تمہیں چار سال میں کچھ نظر نہیں آیا کچھ دکھائی نہیں دیا۔ مجھے تو جب حضور نے ایک نظر دیکھا تو سب کچھ مجھ پر روشن ہو گیا تھا۔'' میں خاموش رہا۔ محمد الیاس کی کیفیت یک لخت بدل گئی بیعت کے لیے بضد تھا۔ میں نے دوبارہ عرض گزاری کہ حضور اسے بیعت فرما لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظہر کے بعد کا وقت دیا

اور اُسے بیعت کرلیا۔ جب محمد الیاس بیعت ہوا تو اس کی آنکھوں پر قریباً آخری نمبر کی عینک لگی تھی، عجیب وغریب دورے پڑا کرتے تھے۔ شراب کے بغیر ایک پل زندہ رہنا اس کے لیے ناممکن تھا۔ لیکن حیرت انگیز طور پر بیعت کے فوراً بعد نارمل ہوگیا۔ عینک اتر گئی۔ داڑھی رکھ لی۔ چہرہ نورانی ہوگیا۔ تمام جسمانی بیماریاں ختم ہوگئیں اور اب وہ ایک مکمل بدلا ہوا انسان تھا۔ کوئی دیکھے تو یقین نہیں آتا تھا۔ یہ ہے میرے مرشد کی نگاہِ کامل کا کمال۔

نوٹ: یہ وہی محمد الیاس ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان الفقر ہونے کا اعلان کیا تھا اور صاحبِ مجاز بھی ہوئے۔

❁ ملک محمد صفدر (چکوال) کہتے ہیں: میں اپنے مرشد سے کُھل کر کبھی کوئی فرمائش نہیں کرتا تھا کیونکہ میرا ایمان ہے کہ وہ ہمارے دِلی معاملات سے آگاہ ہیں۔ میری شادی کو کافی عرصہ ہوگیا اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ میں نے اسے اپنی قسمت جان کر قبول کرلیا اور کبھی اس طرف قیاس ہی نہ گیا۔ ایک مرتبہ میری قائد آباد تعیناتی تھی تو میرے مرشد پاک رحمۃ اللہ علیہ میرے ہاں تشریف لائے میرے ساتھ میرا ایک بھتیجا موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی کہ میرا بھتیجا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تمہارا بیٹا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضور۔ فرمایا کہ بتایا ہی نہیں تم نے...... میں نے عرض کی حضور آپ سے کیا پوشیدہ ہے؟ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توقف فرمایا۔ حاضرین پر نگاہ ڈالی اور کہا سب مل کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ صفدر حسین کو بیٹا عطا فرمائے۔ سب نے دعا کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آمین کہا اور آپ کی روانگی کے ایک ہفتہ بعد اللہ نے مجھے میڈیکل ٹیسٹ کے ذریعے اس خوشخبری کا یقین دلا دیا۔ (صاحبِ لولاک)

یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے بہت سے لوگوں کو اولاد کی نعمت نصیب ہوئی۔

❁ ملک محمد صفدر روایت کرتے ہیں: پپلاں میں میرے ایک ہمسائے بڑے اچھے دوست تھے وہ ذرا پڑھے لکھے آدمی تھے اور میں ان کے سامنے اکثر اپنے حضور مرشد پاک کے فضائل بیان کرتا رہتا تھا۔ ایک روز مجھے کہنے لگے ”صفدر صاحب آپ کی باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن یہ پیر لوگ

خلافِ شرع بہت کام کرتے ہیں اپنے مریدین سے سجدے کرواتے ہیں۔'' میں نے کہا کہ آپ ایک مرتبہ میری درخواست پر میرے مرشد سے مل تو لیں وہ صاحب راضی ہو گئے۔ ہم دونوں آپ کی خدمت میں دربار شریف پہنچے۔ میں نے مہمان کا تعارف کروایا اور ابھی صرف ان کا نام ہی بتایا تھا کہ ایک مرید اندر آ گیا اور اُس نے واقعی جھکتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے کندھے سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا ''یاد رکھو کہ سجدہ صرف اللہ کے سامنے کیا جاتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنا کفر ہے۔'' میرا ساتھی حیران رہ گیا کیونکہ ہم نے مرشد پاک سے اس سلسلے میں ظاہراً کوئی بات ہی نہیں کی تھی۔ اُس نے میرے کان میں سرگوشی کی اور درخواست کی کہ اسے ابھی کرواؤں۔ میں نے عرض گزاری اور حضرت سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے بیعت کر لیا۔ (صاحبِ لولاک)

❁ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میانوالی میں ہرنولی موڑ کے قریب ''بالا'' تشریف لے گئے وہاں ایک مرید کا بیٹا فوت ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بچے کی قبر پر گئے اور تھوڑی دیر بعد اس کے والد سے فرمایا کہ ہم نے تیرے بیٹے کے دِل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش کر دیا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ رسالہ روحی شریف میں فرماتے ہیں کہ ''ہمیں کیا زندہ، کیا مردہ، کیا مسلم، کیا کافر سب کو تلقین کا حکم ملا ہے''۔ یہ واقعہ اس قوت اور تصرف کی ادنیٰ سی مثال ہے۔'' (ماہنامہ مرآۃ العارفین نومبر 2007)

❁ محمد شاہ (چک ٹوانہ) کہتے ہیں کہ میں بابو جی سرکار کا مرید ہوں۔ میرا ایک نواسہ تھا جو بول نہیں سکتا تھا۔ کئی بار گولڑہ شریف لے کر گیا لیکن اس کو آرام نہ آیا حتیٰ کہ اس کی عمر پانچ سال ہو گئی۔ اچانک ہمارے گاؤں سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ میں نے حق باھو رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک سمجھ کر عرض کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جونہی اس بچے کی طرف نگاہ اٹھائی بچے کے منہ سے نکلا ''حق ھُو'' اور اسکی آواز جاری ہو گئی۔ (ماہنامہ مرآۃ العارفین نومبر 2007ء)

❁ سید امیر خان نیازی مرحوم سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی رہے۔ ان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ ''نیازی صاحب سلطان باھُو

رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عین الفقر کا ترجمہ فرمائیں۔ نیازی صاحب نے عرض کیا حضور میں فارسی نہیں جانتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ فرمایا نیازی صاحب بسم اللہ کریں۔ یوں نیازی صاحب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم بن گئے۔

❁ حاجی محمد نواز (تلمبہ۔میاں چنوں) اور محمد عنایت اللہ مرحوم (کڑی خیسور۔ڈیرہ اسماعیل خان) نہ تو کسی مدرسہ سے تعلیم یافتہ ہیں اور نہ ہی کسی عالم سے علم حاصل کیا ہے ان دونوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کامل سے علمِ قرآن اور علمِ تفسیر حاصل ہوا۔

❁ صوفی اللہ دتہ (جھنگ) ان پڑھ تھے اور قصاب کا کام کرتے تھے نہ دین کا پتا تھا نہ دنیا کا۔ سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو بڑے مقرر بنے اور سلطان الفقر کی زندگی میں میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عرس پاک کی ہر محفل میں نقابت کے فرائض اس طرح انجام دیتے کہ بڑے بڑے لوگوں کو حیران کر دیتے۔

❁ 1999ء میں خادم کا تبادلہ کسی دوسری جگہ ہوگیا۔ میں چونکہ دنیاوی معاملات کو حضور مرشد پاک رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا تھا اس لیے خاموش رہا۔ حاجی محمد نواز کسی کام کے سلسلہ میں مجھے ملنے کے لیے میری پرانی تعیناتی کی جگہ تشریف لے گئے تو میں اُن کو وہاں نہ ملا۔ انہوں نے جا کر حضور مرشد پاک کی بارگاہ میں عرض کیا کہ نجیب صاحب کا تبادلہ ہوگیا ہے اُسی شام آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فون آیا اور فرمایا بھائی نجیب الرحمٰن سنا ہے کہ آپ کا تبادلہ ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور اللہ پاک جہاں رکھے وہاں خوش رہنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''پرانی والی جگہ ٹھیک ہے وہاں تم کرسی پر بیٹھ کر آرام سے کام کرتے ہو ہمیں خوشی ہوتی ہے ہم تمہیں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے۔ تھوڑی سی ظاہری کوشش کرو انشاء اللہ تبادلہ منسوخ ہو جائے گا۔'' اب میں ظاہری کوشش کیا کرتا، سو چا صبح دیکھیں گے۔ صبح آفس پہنچا تو 2 بجے کے قریب دفتر سے اطلاع آئی کہ نجیب الرحمٰن صاحب آپ کا تبادلہ منسوخ ہوگیا ہے پرانی جگہ واپس آجائیں۔

❁ شیخ القرآن، استاد العلماء مولانا منظور احمد شمس المدارس جنڈانوالہ ضلع بھکر کے مہتمم

تھے اور ممتاز علماء میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ موجودہ دور کے تمام پیروں، مشائخ اور سجادہ نشینوں سے اُن کی ملاقات ہو چکی تھی اور اُن کا نقطۂ نظر آج کل کے پیروں اور مشائخ کے بارے میں عامیانہ تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اوچھالی وادی سون سکیسر کی میلادِ مصطفیٰ کے پروگرام میں شرکت اور خطاب کی دعوت دی۔ جیسے ہی وہ تشریف لائے اور اُن کی نظر سلطان الفقر (ششم) کے چہرہ مبارک پر پڑی' بڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں تھام لیے۔ دیکھنے والے حیران و پریشان رہ گئے اور پھر اسم اَللّٰہُ ذات کا تصور اور عین الفقر کا مطالعہ اُن کا وظیفہ بن گیا۔ اصلاحی جماعت کے دفاع میں پیش پیش رہتے کیونکہ بعض علماء حضرات دیدارِ الٰہی پر اعتراضات کرتے تھے اُن کا کہنا تھا جو اعتراض کرے مجھے اس کے پاس لے چلو میں اس کے اعتراضات کا جواب دوں گا۔ اصلاحی جماعت کے ہر پروگرام میں شرکت فرماتے اور اختتامی تقریر اُن کی ہوتی۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوصاحبزادوں سلطان محمد علی اور سلطان احمد علی کو تعلیم کے لیے اُن کے درس میں داخل کروایا۔ 4۔ دسمبر 2000ء کو جب اُن کا وصال ہوا تو سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور اُن کی قبر پر دونوں ہاتھ رکھ کر فرمایا ''کون کہتا ہے مولانا صاحب انتقال کر گئے ہیں وہ تو زندہ ہیں۔''

❁ 12-13۔ اپریل کا میلادِ مصطفیٰ کا پروگرام تھا جس میں استاد العلماء شیخ القرآن مولانا منظور احمد جنڈانوالہ اور مولانا منظور احمد فیضی مرحوم اپنے بیٹے سمیت شریک تھے۔ 13۔ اپریل کو ابتدائی خطاب مولانا منظور احمد فیضی مرحوم کا اور اختتامی خطاب استاد العلماء شیخ القرآن مولانا منظور احمد جنڈانوالہ کا تھا۔ مولانا منظور احمد فیضی مرحوم نے اپنی تقریر کے آغاز میں ویڈیو کیمرہ بند کروا دیا کیونکہ اُن کے نقطۂ نظر سے ویڈیو بنانا شرعاً حرام تھا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے میلادِ مصطفیٰ کی انتظامیہ کو مولانا فیضی کی بات ماننے کا حکم دیا لیکن استاد العلماء شیخ القرآن مولانا منظور احمد جنڈانوالہ نے اپنی تقریر کے آغاز میں ویڈیو کیمرہ دوبارہ آن کروا دیا اور پروگرام کی ویڈیو دوبارہ بننی شروع ہوگئی۔ بات آئی گئی ہوگئی۔ پروگرام کے اختتام پر

مولانا منظور احمد فیضی مرحوم جب گھر واپس پہنچے تو اُن کے بیٹے پر ایک عورت کے اغوا کی تہمت لگ گئی اور مخالف پارٹی نے پرچہ درج کروا دیا۔ وقوعہ 13۔ اپریل کا تھا۔ جب دورانِ تفتیش، تفتیشی آفیسر کو یہ بتایا گیا کہ مولانا منظور احمد فیضی اپنے بیٹے سمیت 13۔ اپریل کو میلادِ مصطفیٰ کے ایک پروگرام میں دربار سلطان باھوؒ پر تھے تو تفتیشی آفیسر تفتیش کے لیے مولانا منظور احمد فیضی اور اُن کے بیٹے کے ساتھ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور اُن کے بیان کی تصدیق چاہی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میلادِ مصطفیٰ کے پروگرام کی ویڈیو منگوا کر تفتیشی آفیسر کو دکھائی جس میں دونوں باپ بیٹے سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تفتیشی آفیسر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا اور ویڈیو بطور ثبوت ساتھ لے گیا اور یوں مولانا منظور احمد فیضی کے بیٹے کی جان بخشی ہوئی۔ یہ معاملہ دیکھ کر مولانا منظور احمد فیضی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئے اور معافی مانگی۔

❁ سروری قادری مشائخ کی یہ رِیت ہوتی ہے کہ کسی علاقہ، شہر یا گاؤں میں پہلی بار جب جائیں اور جس گھر میں قیام کریں پھر ہمیشہ اُن کا قیام اسی گھر میں ہوتا ہے۔ میرے بیعت ہونے سے قبل سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لاتے تو اُن کا قیام داروغہ والا میں محمد الیاس کے گھر میں ہوتا۔ میں مصطفیٰ ٹاؤن والے گھر میں 9۔ اپریل 1999ء کو منتقل ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ایک علیحدہ اور خاص کمرہ تیار کروایا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت اور سہولت کی ہر چیز موجود تھی۔

اس وقت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرمیوں، سردیوں تمام سالانہ تہواروں اور پروگراموں کے کپڑے بنانے کی ڈیوٹی اس خادم کو مل چکی تھی۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے 1999ء کے گرمیوں کے کپڑے اپریل 1999ء کے آخر میں ہی تیار کروا لیے تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھجوائے نہیں تھے۔ میری دلیل تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں میرے گھر اس کمرے میں تشریف لائیں تو کپڑے پیش کروں گا لیکن سروری قادری مشائخ کی رِیت آڑے آ رہی تھی۔ ایک دِن اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور کر کے میں نے باطنی طور پر یہ عرض پیش کی بیشک یہ رِیت برقرار رہے اور آپ لاہور میں آئیں تو پہلے داروغہ والا میں ہی تشریف لے جائیں لیکن ایک دِن وہاں گزار کر اس خادم کے گھر اپنے اس خاص کمرہ میں

تشریف لے آئیں اور پھر جتنے دِن لاہور میں کریں اس خادم کے گھر میں ہی کریں اور واپس روانگی بھی یہیں سے ہو۔ 8 مئی 1999ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور رِیت کے مطابق محمد الیاس کے گھر داروغہ والا تشریف لے گئے۔ جہاں میں نے صبح اپنے ہاں ناشتہ کی دعوت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کی تو آپ نے قبول فرمالی۔

9 مئی کو تقریباً 11 بجے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس خادم کے گھر تشریف لائے اور کمرہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ایک ایک خاص ساتھی کو بلا کر کمرہ دکھاتے رہے۔ ناشتہ کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفوں کو غسل کی تیاری کا حکم دیا اور میری طرف دیکھ کر فرمایا:

''بھائی نجیب ہمارے کپڑے کہاں ہیں''

میں نے کپڑے پیش کیے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کپڑوں کو پسند فرمایا اور ایک سوٹ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''آج غسل کے بعد یہ پہنیں گے۔'' پھر یہ معمول بن گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی لاہور تشریف لاتے حسبِ رِیت محمد الیاس کے گھر داروغہ والا تشریف لے جاتے اور ایک رات کے قیام کے بعد اس عاجز اور خادم کے گھر تشریف لے آتے اور پھر جتنے دِن بھی لاہور میں قیام ہوتا اِس عاجز اور خادم کے گھر ہی ہوتا اور واپسی بھی یہیں سے ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمیں یا تو دربار پاک پر اپنے کمرے میں آرام اور سکون ملتا ہے یا یہاں بھائی نجیب الرحمٰن کے گھر اپنے اس کمرے میں۔

❁ راجہ افتخار احمد مُلک کے مشہور و معروف نیورو سرجن تھے اُن کا انتقال ملتان میں ایک فوکر طیارہ کے حادثہ میں ہوا۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن سے قریبی تعلقات تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ علاج کے سلسلہ میں اُن سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں اور پاؤں پر سوجن ہو جاتی تھی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر راجہ افتخار احمد سے مشورہ کیا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک گولی کھانے کے لیے دی۔ ایک رات تقریباً دو بجے کے قریب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فون کیا کہ اب سوجن کے ساتھ درد بھی رہتا ہے اس لیے تم فوراً ڈاکٹر راجہ افتخار

احمد کے پاس جاؤ اور اُن کو بتاؤ۔ میں نے فوراً گاڑی نکالی اور اُن کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ڈاکٹر راجہ افتخار احمد ملک کے مشہور و معروف سرجن تھے اور پھر ایک خاص فرقہ سے اُن کا تعلق ہونے کی بنا پر اُن کے حفاظتی انتظامات بہت سخت تھے۔ میں سارا راستہ یہی سوچتا رہا کہ اُن سے تو دِن کو ملاقات مشکل ہے پھر اتنی رات گئے اُن کو سوتے سے کیسے اٹھایا جائے؟ یا وہ اس وقت ملنا بھی پسند کریں گے یا نہیں؟۔ میں نے جیسے ہی رات کے تقریباً سوا دو بجے گاڑی اُن کے گیٹ کے سامنے روکی تو اندر سے سیکورٹی گارڈ نے بندوق تان لی اور حکم دیا کہ جلدی سے گاڑی کو گیٹ سے دور کرو ورنہ گولی چلا دیں گے۔ میں نے اُن کو کچھ بتانے کی کوشش کی تو انہوں نے سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنا حکم دوبارہ دہرایا۔ میں نے گاڑی گیٹ سے پیچھے کر کے کھڑی کی اور ابھی سوچ ہی رہا تھا کیا کروں کہ اتنے میں ڈاکٹر راجہ افتخار احمد کی کار گیٹ کے پاس آ کر رکی اُن کے ساتھ پولیس موبائل بھی تھی۔ میں جلدی سے ڈاکٹر صاحب کی گاڑی کی طرف بڑھا تو موبائل پولیس والوں نے مجھ پر بندوقیں تان لیں۔ ڈاکٹر راجہ افتخار احمد نے مجھے پہچان لیا کیونکہ میں مرشد پاک کے ساتھ اکثر ان کے پاس آیا کرتا تھا انہوں نے ہاتھ کے اشارہ سے پولیس والوں کو منع کیا اور مجھے بلا کر مسئلہ پوچھا میں نے صورتِ حال عرض کی تو انہوں نے پوچھا کیا تمہارے پاس کاغذ پنسل ہے؟ میں جلدی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور کاغذ پنسل لے کر واپس آیا تو انہوں نے ایک شربت (Syrup) لکھ کر کہا کہ ابھی سروسز ہسپتال جیل روڈ پر فلاں میڈیکل سٹور پر چلے جاؤ وہاں سے یہ شربت (Syrup) لے کر حضرت صاحب کو بھجوا دو۔ میں حیران تھا کہ کہاں راجہ افتخار احمد نیورو سرجن کو دِن کے وقت ملنا اتنا مشکل اور کہاں رات گئے یہ ملاقات۔ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ ملاقات کا انتظام ایسے کیا جا چکا ہے۔ بہر حال میں نے شربت (Syrup) لے کر اصلاحی جماعت کے ایک لڑکے کے ہاتھ فوراً حضور مرشد پاک کو بھجوا دیا۔

❁ یہ ستمبر 1977ء کا واقعہ ہے لاہور کے ایک شخص نوید شوکت کسٹم لاہور میں اپر ڈویژن کلرک تھے اور اُن کے ایک رشتہ دار 21۔سکیل کے آفیسر ممبر سی بی آر (اب ایف۔ بی۔ آر)

تھے۔انہوں نے خاندانی دشمنی میں نوید شوکت کا تبادلہ لاہور سے ملتان کروا دیا حالانکہ کلرک کا تبادلہ ملتان نہیں ہو سکتا تھا۔نوید شوکت نے اوچھالی ضلع خوشاب میں سالانہ میلادِ مصطفیٰ کے موقع پر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کی بارگاہ میں عرض کی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور کہا اسلام آباد چلے جاؤ اور تبادلہ منسوخ کروانے کی کوشش کرو۔وہ اچھالی سے سیدھے سی بی آر اسلام آباد جا کر سیکرٹری ایڈمن سے ملے اور تبادلہ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ وہ ملتان نہیں جانا چاہتے۔سیکرٹری ایڈمن نے کہا کہ تبادلہ ممبر کے حکم سے ہوا ہے لیکن اگر تم نہیں جانا چاہتے تو تبادلہ منسوخ کر دیتے ہیں یوں کسی سفارش کے بغیر اُن کا تبادلہ منسوخ ہو گیا۔

❁ خانوادہ سلطان باھُوؒ کے ایک فرد جو ایوب خان کے دور سے ہر انتخاب میں کامیاب ہوتے آ رہے تھے اور وزیر مملکت اور پارلیمانی سیکرٹریوں کے عہدوں پر بھی متمکن رہے تھے، نے 1997ء کے الیکشن میں بھی حصہ لینے کا ارادہ کیا اور اس کا اعلان برادری کے ایک اجتماع میں کیا۔ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ اس اجتماع میں ایک ہار اُس کے گلے میں ڈالنے کے لیے اپنے ساتھ لے کر گئے تھے، جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گلے میں ہار پہنانا چاہا تو اس نے متکبرانہ انداز میں کہا کہ مجھے آپ کے ہار کی ضرورت نہیں ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک جھٹک کر ہٹا دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاس کھڑے خانوادہ سلطان باھُوؒ کے ایک اور فرد اور صاحبزادے کے گلے میں وہ ہار پہنا دیا اور فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی مبارک کرے'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان پیر محمد بہادر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تنہا مزارِ مبارک کے اندر کمرے میں رہے۔باہر آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ نہ صرف ہمارے منتخب کردہ صاحبزادے بلکہ اس کی پارٹی بھی بھاری اکثریت سے جیتے گی اس کا وعدہ ہم سے پیر صاحب نے فرما لیا ہے۔یہ اعلان آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت فرمایا تھا جب کہ ابھی کاغذاتِ نامزدگی تک داخل نہیں ہوئے تھے۔یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تھا اس لیے اس واقعہ کا شاہد تو نہیں لیکن سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبانِ مبارک سے کئی دفعہ

یہ واقعہ سنایا تھا۔ وہ صاحبزادے جنہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ مبارک جھٹکا تھا نہ صرف اس سال انتخابات میں بُری طرح ہار گئے۔ مشرف کے دور میں ہونے والے انتخابات میں اپنے خاندان والوں کے کہنے پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ظاہری طور پر اس صاحبزادے کی انتخابی مہم چلائی کیونکہ وہ خود چل کر آیا تھا۔ جس زور وشور سے آپ رحمتہ اللہ علیہ انتخابی مہم چلا رہے تھے اس عاجز نے اپنے نزدیکی ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ یہ کبھی انتخاب نہیں جیت سکے گا کیونکہ یہ ظاہر کو دیکھتا ہے باطن کو نہیں اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسے ظاہر ہی دکھا رہے ہیں کاش یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت کو سمجھ جاتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو یہ ظاہری مہم نہ چلانا پڑتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہی کافی ہوتا۔ وہی ہوا جس خدشہ کا اظہار اس خادم نے کیا تھا وہ صاحبزادہ صاحب انتخاب بُری طرح سے ہار گئے۔

❁ محمد سعید لاہور میں کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ اس نے ماہنامہ مرآۃ العارفین پر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی تصویر دیکھ لی دِل بے قرار ہو گیا۔ بیڈن روڈ پر محمد الیاس کی دکان پر آیا تو وہاں فریم میں سلطان الفقر کی تصویر پھر دیکھی تو بیقراری اور بڑھ گئی اور رونا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ مجھے ابھی سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے چلو۔ لاکھ سمجھایا کہ کچھ دنوں بعد بس جائے گی چلے جانا لیکن اس کا کہنا تھا کہ ابھی جانا ہے کار کرایہ پر لے کر محمد الیاس اُسے حضور سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے تمام راستے روتا رہا۔ سلطان الفقر کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی پاگلوں کی طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔ بیعت ہوا اسمِ اَللّٰہُ ذات لیا۔ زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ کہاں وہ سعید کہاں اب یہ اصل سعید۔ بعد میں اُس نے سلطان الفقر کا تعارف کرانا زندگی کا مشن بنالیا۔

❁ کئی نشہ کرنے والے، آوارہ گرد نوجوان آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو راہِ حق کے مبلغ بن گئے۔ اس سلسلہ میں رنگ پور قصور سے شاہد، جواب وفات پا چکے ہیں، ہیروئین کے عادی تھے اور گھر والے اُن کی اس عادتِ بد سے بہت تنگ تھے۔ اُن کے بھائی مظہر الحق اُنہیں سلطان الفقر

سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں لے گئے اور نگاہِ کرم کی درخواست کی، بیعت ہوا اور تربیت لے کر صدر (اصلاحی جماعت میں مبلغ کو صدر کہا جاتا تھا) بن گیا اور لوگوں کو راہِ حق کی دعوت دینے لگا اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔

❁ قصور کے لیاقت علی ایک عجیب مصیبت اور پریشانی کا شکار تھے۔ اُن کی شادی اُن کی فرسٹ کزن سے ہوئی تھی اور اس شادی (Cousin Marriage) کی وجہ سے اُن کے بچے پیدائش کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو کر فوت ہو جاتے تھے۔ سلسلہ کچھ یوں تھا کہ بچے پیدا ہوتے وقت تندرست ہوتے کچھ عرصہ بعد اُن کا قد بڑھنا بند ہو جاتا، جسم کمزور پڑنا شروع ہو جاتا۔ آخر معذور ہو کر بستر پر لیٹ جاتے اور آہستہ آہستہ موت کے منہ میں چلے جاتے۔ لیاقت علی صاحب نے اپنا اپنی بیوی اور بچوں کا ٹیسٹ اور علاج لاہور اور کراچی کے مشہور چائلڈ سپیشلسٹ اور گائنا کالوجسٹ سے کرانے کی کوشش کی اور ہر طرف سے یہی جواب ملا کہ اس بیماری کا پوری دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے دوسری شادی کرلو۔ بیوی نے بھی دوسری شادی کی اجازت دے دی۔ ایک دِن سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ رنگ پور قصور لیاقت علی کے گھر تشریف لے گئے اور بچوں کے بارے میں پوچھا تو لیاقت علی نے تفصیل بتائی اور عرض کیا پانچ فوت ہو چکے ہیں ایک بستر مرگ پر ہے۔ اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہارے ہاں اولاد بالکل صحیح اور تندرست پیدا ہوگی اور تندرست ہی رہے گی اور ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد لیاقت علی صاحب کی جو اولاد بھی ہوئی بالکل تندرست اور صحیح سلامت ہے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے حق فرمایا ہے کہ کامل فقیر قادری ہر کام پر قادر ہوتا ہے۔

❁ ملک اعجاز کا تعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت پرانا تھا کچھ دور کی رشتہ داری بھی تھی ان کے والد کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کرنل صاحب کہا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نوشہرہ (وادی سون سکیسر) میں میرے نزدیکی گاؤں تشریف لائے وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی لوگوں نے بارش کے لیے دعا کی التجا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کرنل صاحب پر پانی ڈالیں اللہ تعالیٰ بارش کر دے گا، لوگوں نے والد

صاحب پر پانی ڈالا لیکن بارش نہ ہوئی۔ اگلے دِن عرض کی تو فرمایا تم لوگوں نے پانی کم ڈالا ہوگا۔ ہم نے والد صاحب پر خوب پانی ڈالا اگلے روز ایسی موسلا دھار بارش ہوئی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آئی تھی۔ اللہ کی مشیت کچھ عرصہ بعد والد صاحب کی وفات ہوگئی۔ سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ والد صاحب کی وفات کے کچھ دنوں بعد پھر اس علاقے میں گئے تو نزدیکی گاؤں کے لوگ آگئے اور بارش کے لیے دعا کی درخواست کی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے تمہیں بارش کا نسخہ دے دیا ہے۔ میں نے عرض کی والد صاحب تو اب اس دنیا میں نہیں رہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ان کی قبر پر دو گھڑے پانی ڈالو۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور وہاں بھی موسلا دھا بارش ہوگئی اور تین دِن مسلسل بارش ہوتی رہی۔ بعد میں لوگوں کے ہاتھ میں یہ نسخہ آ گیا وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آتے اور اجازت لے کر کرنل محمد حسین صاحب کی قبر پر پانی ڈالتے تو بارش شروع ہو جاتی۔ (صاحب لولاک)

❁ لاہور کے نوید شوکت نامی ایک ساتھی کے گھر اس کے سسرال سے ایک ملازمہ گھریلو کام کاج کے سلسلہ میں بھیجی گئی تھی جو کچھ عرصہ بعد فرار ہوگئی۔ ملازمہ کے والدین نے نوید شوکت کے سسرال پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ لڑکی کو اُن کی بیٹی اور داماد نے فرار کروایا ہے یا کہیں فروخت کر دیا ہے یا غائب کر دیا ہے۔ نوید شوکت نے سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی اور دعا کی التجا کی کہ بات تھانے کچہری تک پہنچ گئی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چند دِنوں تک مل جائے گی۔ کچھ دِنوں بعد لڑکی نے خود اپنے گھر فون کیا کہ وہ کہاں ہے اُس نے بھاگ کر اپنی پسند کی شادی کر لی تھی۔

❁ جنوری 2001ء کے آخر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ گینگرین کی تکلیف کے سلسلہ میں جیل روڈ پر واقع عمار ہسپتال میں داخل ہوئے۔ 7 فروری 2001ء کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ اسی سال حج کے لیے جانا ہے فوراً انتظامات کرو پھر میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے فرمایا ''اس سال حج کرنا ہم دونوں کے لیے بہت ضروری ہے۔'' جہاں تک سرکاری حج اسکیم کا تعلق تھا تو وزارتِ مذہبی امور نومبر 2000ء میں حج درخواستیں وصول کر کے قرعہ اندازی سے کامیاب لوگوں کے ناموں کا

اعلان بھی کر چکی تھی[1] میں پریشانی کے عالم میں ہسپتال سے نکلا تو جیل روڈ کی دوسری طرف ٹریول ہائٹس والوں کا بینر آویزاں نظر آیا کہ حج پر جانے والے رابطہ کریں۔ میں ٹریول ہائٹس کے دفتر میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ اوپن حج اسکیم کے تحت درخواستیں دینے کی آخری تاریخ 10 فروری ہے۔ اس زمانے میں یہ ایک حج اسکیم تھی جس میں اپنے انٹرنیشنل پاسپورٹ پر حج کیا جا سکتا تھا اس میں مکہ مدینہ میں رہائش اور کھانے کا انتظام خود کرنا پڑتا تھا۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ دو دِن میں سب انتظام کیسے کریں۔ کل 12 نفوس نے حج پر جانا تھا جن میں ٹریول ایجنٹ کو ریٹرن ٹکٹ کی ادائیگی، ویزہ فیس اور ٹریول ایجنٹس کی فیس کی ادائیگی شامل تھی جو کل ملا کر 10 لاکھ سے اوپر رقم بنتی تھی۔ دو ساتھیوں نے مکمل اور دو نے نصف ادائیگی کی تھی۔ باقی تمام رقم کا انتظام ایک دِن میں کرنا پھر سب کے ہیلتھ سرٹیفکیٹ بنوانا، پاسپورٹ، شناختی کارڈ اکٹھے کرنا بڑا مشکل اور ناممکن کام لگ رہا تھا۔ اس خادم نے اپنی 1994ء ماڈل کرولا ڈیزل کار فروخت کر کے باقی رقم کا بندوبست کیا۔ مرشد پاک کی مہربانی سے آخر کار 9 فروری کی شام مغرب کے بعد تمام پاسپورٹ اور مکمل کاغذات اور رقم ٹریول ایجنٹ آصف (ٹریول ہائٹس) کے حوالے کر دی گئی۔ 10 فروری 2001ء کو عین وقت پر تمام کیسز اسلام آباد میں جمع ہو گئے۔ یہ ایک کرامت ہی تھی کہ جب 7 فروری کو حضور مرشد پاک نے حکم فرمایا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا لیکن دو دِن میں سب کچھ ہو جانا حیران کن ہے کہاں سے ہوا، کیسے ہوا

؎ عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

❁ 23 فروری 2001ء کو اطلاع ملی کہ ویزے لگ گئے ہیں۔ یہ عاجز، نوید شوکت اور ساجد حسین سرکاری ملازم تھے اور ہمارے پاسپورٹ بھی سرکاری تھے اس لیے ہمیں ملک سے باہر جانے کے لیے چھٹی (Ex-Pakistan leave) کی ضرورت تھی۔ میں نوید شوکت کے ساتھ چھٹی

---

[1] جدہ اور مکہ کے درمیان شہر ہے جہاں صلح حدیبیہ ہوئی تھی

کے لیے ڈرائی پورٹ مغل پورہ پر کلکٹر کسٹم کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے سختی سے چھٹی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم نے مجھ سے پوچھ کر حج کے لیے درخواست دی تھی۔ جب میں نے کہا کہ ہم نے پاسپورٹ کے لیے اجازت (NOC) لی ہے تو اس نے کہا کہ بھاگ جاؤ میں تو الٹا تمہارے خلاف کاروائی کروں گا؟ ہم شدید غصے اور رنج کی حالت میں کلکٹر کے کمرے سے نکلے۔ میں تو اپنے دفتر چلا گیا لیکن نوید شوکت نے گھبرا کر ساری صورتحال فون پر حضور مرشد پاک کی بارگاہ میں عرض کر دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آج آرام کرو کل چھٹی لینے چلے جانا۔ نوید شوکت نے یہ بات واپس آکر مجھے بتائی تو میں نے کہا ٹھیک ہے کل پھر چلیں گے کیونکہ دِن بھی بہت کم رہ گئے تھے اور چھٹی کے بغیر ہمیں پاکستان سے باہر جانے نہ دیا جاتا۔ ایئرپورٹ پر ہی روک لیا جاتا۔ اسی دِن تین بجے کے قریب ایڈیشنل کلکٹر ڈرائی پورٹ ڈاکٹر محمد سعید نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ کیا معاملہ تھا؟ تم کلکٹر کے پاس گئے تھے اور وہاں کافی گرمی سردی ہوئی ہے۔ میں نے انہیں ساری بات بتائی تو انہوں نے پوچھا کہ تم کتنے آدمی ہو؟ میں نے کہا! تین! میں' نوید شوکت اور تیسرے ساتھی ایئرپورٹ پر ساجد حسین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تم ایسا کرو کہ آج کسٹم ہاؤس چلے جاؤ اور فائل وغیرہ تیار کروالو میں کل کلکٹر سے بات کروں گا تو چھٹی انشاء اللہ منظور ہو جائے گی۔ نوید شوکت کا اصرار تھا کہ ابھی کسٹم ہاؤس چلتے ہیں اور کام کروا لیتے ہیں لیکن مرشد پاک کا حکم تھا کہ کل جانا ہے اس لیے میں نے انکار کر دیا اور کسی کو بتائے بغیر گھر آگیا اور موبائل بند کر دیا۔ اگلے دِن ہم تینوں ہیڈ کوارٹر کسٹم ہاؤس پہنچے اور اپنی فائلیں تیار کروائیں، مختلف برانچوں سے ہمارے متعلق رپورٹیں لی گئیں پھر فائل اسسٹنٹ کلکٹر (ایڈمن) اور ایڈیشنل کلکٹر سے ہوتی ہوئی ایک گھنٹہ میں کلکٹر کے کمرہ میں پہنچ گئی۔ یہ دو دِن کا کام تھا جو مرشد پاک کی مہربانی سے ایک گھنٹہ میں ہو گیا۔ جب فائلیں کلکٹر صاحب کے کمرہ میں چلی گئیں تو اُن کے پرسنل اسسٹنٹ نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ کلکٹر آج یا دو دِن فائلیں ہی نہ دیکھے تم خود اندر چلے جاؤ اور درخواست کر لو۔ میں نے اس سے کہا کہ ہم نے اندر نہیں جانا اور نہ درخواست کرنی ہے اگر اللہ کو منظور ہوا تو فائلیں خود بخود باہر

آ جائیں گی۔ یہی ہوا پندرہ منٹ بعد فائلیں باہر آ گئیں اور چھٹیاں منظور ہو چکی تھیں۔

❁ فریضہ حج کے بعد شیڈول کے مطابق مدینہ شریف روانگی میں دس دِن باقی تھے لہٰذا حضور مرشد پاک احمد بخش کے گھر جدہ[1] کسی طرح منتقل ہو گئے حالانکہ حج کے ایام میں حجاج کو مکہ کی حدود سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جیسے ہی کوئی شہر مکہ سے باہر نکلنے کی کوشش کرے اُسے پکڑ کر دوبارہ مکہ پہنچا دیا جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں مکہ سے باہر جانے والے تمام راستوں پر محکمہ جوازات (امیگریشن) کی چیک پوسٹ قائم ہیں۔ 9 مارچ 2001ء فجر کی نماز کے بعد مرشد کریم سے رابطہ کے لیے جدہ فون کیا تو کریم بخش نے اطلاع دی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ہے کہ جو ساتھی مکہ شریف میں ہیں ان کو فوراً جدہ لانے کا انتظام کیا جائے اس لیے تمام ساتھی جمعۃ المبارک کی نماز مسجد حرام میں ادا کریں اور بعد نمازِ جمعہ بابِ فہد کے پاس ہمارا انتظار کریں۔ نمازِ جمعہ کے بعد جب ہم بابِ فہد کے پاس مقررہ جگہ پر پہنچے تو احمد بخش اور کریم بخش ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مرشد کریم نے حکم فرمایا ہے کہ ساتھی آج جدہ ان کے پاس منتقل ہو جائیں۔ احمد بخش صاحب نے ایک مشکل یہ بتائی کہ جدہ مکہ کی حدود سے باہر ہے اور حجاج کو مکہ سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ راستہ میں امیگریشن (محکمہ جوازات) کی چیک پوسٹ ہے۔ اگر کوئی حاجی باہر جانے کی کوشش کرے تو محکمہ جوازات کا عملہ حجاج کو پکڑ کر واپس مکہ پہنچا دیتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اب اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے کیونکہ یہاں قوانین پر سختی سے عملدر آمد کیا جاتا ہے۔ میں نے کہا مرشد کریم کا حکم ہے اللہ کا نام لے کر شروع کرتے ہیں۔ احمد بخش چونکہ جدہ میں کام کرتے تھے اور ہمارے ساتھ پکڑے جانے پر ان کا ویزہ اور اقامہ منسوخ ہو سکتا تھا اس لیے وہ علیحدہ اپنی کار پر روانہ ہوئے اور ہم علیحدہ ویگن کرایہ پر لے کر جدہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ پاک کا کرم دیکھیں کہ جیسے ہی ہم جوازات کی چیک پوسٹ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا چیک پوسٹ خالی پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں کسی

---

[1] اس زمانہ میں حج کا علیحدہ پاسپورٹ بنتا تھا جو صرف حج کے لیے کارآمد ہوتا تھا حج کے بعد وہ ختم ہو جاتا تھا۔

نے نہ روکا اور ہم بڑی آسانی سے حدہ پہنچ گئے۔ احمد بخش صاحب بڑے حیران تھے کیونکہ اس چیک پوسٹ پر چوبیس گھنٹے عملہ موجود رہتا ہے اور چیکنگ کے لیے گاڑیوں کی لمبی لمبی لائنیں لگی رہتی ہیں۔ ہم ان کی حیرانگی پر مسکرا دیئے، ہمیں تو معلوم تھا کہ ہم سلطان الفقر کے غلام ہیں۔ حج کے سفر کے دوران پہاڑ نظر آنے والی مشکلات اسی طرح دور ہوتی رہیں۔

❁ 23 مارچ 2001ء کو مرشد کریم نے مجھے بلا کر اپنی دستار مبارک عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ اسے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اگر مس کر لیا جائے تو ایک متبرک تحفہ ہوگا۔ میں دستار مبارک لے کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہو کر روضہ پاک کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ رش کی وجہ سے روضہ پاک تک پہنچنا بہت مشکل نظر آ رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی آخری صف میں کھڑے ہو کر آگے بڑھنا شروع کیا تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہربانی سے راستہ بنتا چلا گیا اور میں اصحابِ صفہ کے چبوترے پر نفل ادا کرتے ہوئے آہستہ آہستہ اصحابِ صفہ کے چبوترے کے آگے روضۂ پاک کے ساتھ والے چبوترے پر بالکل اگلی صف میں پہنچ گیا میرا چہرہ اس وقت خوشی سے چمک رہا تھا کیونکہ یہ بات ایک کرامت سے کم نہ تھی۔ اب میرے اور روضۂ پاک کے درمیان ایک شرطہ (سپاہی۔ محافظ) حائل تھا۔ جو روضہ پاک کی طرف کمر کیئے قرآنِ پاک کی تلاوت کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کی نظر تمام حجاج پر بھی تھی لیکن عشاء کی اذان کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر جب ادھر ادھر ہوا تو میں نے نہ صرف دستار مبارک کو روضۂ پاک سے مس کیا بلکہ جی بھر کر روضۂ مبارک کی دیوار کو بوسے دیئے اور عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد وہیں بیٹھ کر دعائیں مانگیں۔ واپسی پر جب دستار مبارک میں نے مرشد کریم کی بارگاہ میں پیش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''لگتا ہے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔'' میں نے عرض کی کہ حجاج کرام روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہاتھ لگانے کو ترستے رہتے ہیں لیکن میں نے جی بھر کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بوسے دیئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جب آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہربانی و کرم فرماتے ہیں تو تمام بند

راستے کھل جاتے ہیں۔'' حج سے واپس آ کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وہ مبارک دستار مجھے عطا فرما دی جسے میں نے اب تک متبرک تحفہ کے طور پر سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

❁ فروری 2003ء میں فورٹرس سٹیڈیم میں میلہ مویشیاں منعقد ہوا جس میں نیزہ بازی کے مقابلے بھی شامل تھے۔ حضور مرشد پاک کے گھوڑے پہلی بار میلہ مویشاں کی نیزہ بازی میں حصہ لے رہے تھے۔ حضور مرشد پاک مائی صاحبہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ گھوڑوں کو فورٹرس سٹیڈیم میں ضلعی انتظامیہ کی جانب سے مختص کی گئی جگہ پر رکھا گیا اور سواروں اور صاحبزادگان کو ایک ساتھی کے ہاں ٹھہرایا گیا جس کا گھر فورٹرس سٹیڈیم کے قریب تھا۔ جبکہ حضور مرشد پاک اور مائی صاحبہ اس خادم کے گھر مصطفیٰ ٹاؤن قیام پذیر ہوئے۔ میری سب سے چھوٹی بیٹی فاطمہ کو پیدا ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ ہوا تھا اور حضور مرشد پاک نے ہی اس کا نام فاطمہ رکھا تھا۔ حضور مرشد پاک اور خاص کر مائی صاحبہ کا لاہور آنے کا خاص مقصد فاطمہ کو دیکھنا اور پیار کرنا بھی تھا۔ ان دنوں حالات بھی تنگ تھے۔ حضور مرشد پاک کے ہمراہ 35 یا 40 ساتھی تو ہوتے ہی تھے پھر دور و نزدیک سے بھی سینکڑوں لوگ ملنے آتے تھے۔ اتنے لوگوں کے کھانے کا انتظام کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ سب کچھ بحسن وخوبی سرانجام پا جاتا تھا۔ چار دِن گزرے تھے کہ میری اہلیہ نے بتایا کہ رقم ختم ہوگئی اور اب شام کے کھانے کے انتظام کے لیے پیسے نہیں ایسا کریں کہ میرا کچھ زیور لے جائیں اور بازار میں فروخت کر آئیں۔ میں نے کہا کہ دوپہر کا کھانا حضور کو کھلا کر جاتا ہوں۔ کھانے کے دوران میرے چہرے کی طرف دیکھ کر حضور مرشد پاک نے پوچھا بھائی نجیب الرحمٰن کچھ پریشان دکھائی دیتے ہو؟ میں نے کہا کہ حضور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مہربانی ہو تو کوئی مشکل مشکل نہیں ہے۔ حضور مرشد پاک نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اگر تمہارے قلب کی یہی حالت رہی تو ہر مشکل اور امتحان میں کامیاب رہو گے۔ کچھ لمحوں بعد مجھے اطلاع ملی کہ کوئی شخص مجھ سے ملنے آیا ہے۔ میں باہر گیا تو باہر ایک ایسا شخص کھڑا تھا جس نے چار سال قبل مجھ سے رقم ادھار لی تھی اور بار بار تقاضوں کے باوجود واپس نہیں کر

رہا تھا۔اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ آج میرے پاس کہیں سے رقم آئی تھی تو سوچا چلو پہلے نجیب صاحب کا ادھار چکتا کر آئیں اس نے -/25000 روپے مجھے دیئے اور اجازت لے کر چلا گیا۔ میں نے گھر آ کر وہ رقم اہلیہ کے حوالے کی انہوں نے پوچھا رقم کہاں سے آئی ہے۔ میں نے کہا اللہ نے بھیجی ہے۔جب میں حضور مرشد پاک کے کمرہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زیرِ لب مسکرا رہے تھے۔

❁ یہ 2003ء کا واقعہ ہے کہ حضور مرشد پاک لاہور تشریف لائے چار دِن بعد اس خادم کے گھر مصطفیٰ ٹاؤن سے دربار شریف کے لیے روانہ ہوئے۔لیکن گھر سے نکلتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا CMH سے چیک اپ کروا کر دربار شریف چلتے ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پیشاب (پراسٹیٹ گلینڈ) کی تکلیف تھی۔CMH پہنچ کر چیک اپ کروایا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ پراسٹیٹ گلینڈ بہت بڑھ گیا ہے اپریشن کرنا پڑے گا اور پانچ دِن تک ہسپتال میں رہنا پڑے گا اس لیے ہسپتال میں داخل ہو جائیں۔خلیفوں نے عرض کی کہ ساتھیوں اور سامان کو کہاں بھیجا جائے تو حضور مرشد پاک نے فرمایا نزدیک گھر کس کا ہے؟ عرض کیا نوید شوکت کا۔فرمایا! وہیں بھیج دو جب تمام ساتھی ان کے گھر پہنچے تو اُن کی جیب میں صرف دس روپے تھے۔وہ شدید پریشانی کا شکار ہو گئے اور اس پریشانی کا اظہار عامر طفیل (اصلاحی جماعت کے مبلغ) سے کیا تو انہوں نے ان کو ایک سو روپیہ دیا یوں اُن کے پاس 110 روپے ہو گئے۔110 روپے میں مرشد پاک کا اور 20 ساتھیوں کا تین وقت کا کھانا تیار کرنا ناممکن تھا۔انہوں نے گھر کے سامنے والی دکان سے دو ہزار روپے کا ادھار سامان خریدا۔اگلے دِن ایک واقف کار آیا اور پانچ ہزار روپے دے کر کہنے لگا کہ کچھ دنوں کے لیے اسے رکھ لو۔میں دس بارہ دِن بعد تم سے لے لوں گا۔اُن پانچ ہزار روپوں میں اتنی برکت پیدا ہو گئی کہ اُن سے پانچ دِن تک کھانے پینے کا انتظام ہوتا رہا اور مرشد پاک کے علاج کے بعد اللہ پاک نے دگنا اُن کو واپس کر دیا۔

❁ بعض طالبِ ناقص ایسے ہوتے ہیں جو مرشد کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں ایسا ہی

ایک دولت کا پجاری، جو ظاہری طور پر بہت بڑا طالبِ مولیٰ بنا ہوا تھا اور اب بھی ہے، اس نے سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ کو دھوکہ دینے کی اس طرح کوشش کی کہ 2003ء کے اوائل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی دوسری زوجہ محترمہ کے لیے گاڑی کی ضرورت تھی۔ اس طالبِ ناقص کے پاس اسی طرح کی ایک گاڑی تھی جو اس خادم نے حج کے موقعہ پر فروخت کر دی تھی اور اس نے اس خادم کے ساتھ ایک ہی وقت میں وہ گاڑی خریدی تھی۔ اس کی گاڑی اور اس خادم کی گاڑی 1994ء ماڈل کی کرولا ڈیزل کار تھی اور دونوں ایک ہی قیمت پر خریدی گئیں تھیں اور دونوں کا نمبر 422 تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ غالباً مارچ اپریل میں لاہور تشریف لائے اور داروغہ والا میں محمد الیاس کے گھر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں، جس میں یہ خادم اور دوسرے لوگ بھی موجود تھے، یہ نام نہاد طالبِ مولیٰ حاجی محمد نواز کے ساتھ داخل ہوا اور حاجی محمد نواز نے سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یہ ساتھی اپنی گاڑی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو صرف آٹھ لاکھ میں دینے کو تیار ہے حالانکہ اس کی قیمت چودہ لاکھ ہے۔ اس شخص کا تعلق بڑے امیر خاندان سے تھا اگر وہ طالبِ مولیٰ ہوتا تو گاڑی بغیر کسی قیمت کے مرشد کو پیش کر دیتا۔ نوید شوکت نامی ایک ساتھی جو کہ میرے ساتھ بیٹھا تھا' اس کا چہرہ یہ بات سن کر سرخ ہو گیا کیونکہ ایسی ہی میری گاڑی ساڑھے چھ لاکھ میں فروخت ہوئی تھی۔ نوید شوکت کی قوتِ برداشت بہت کم تھی اور وہ ظاہر پرست بھی کچھ زیادہ تھا اس لیے اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ پوری زندگی نہ ہی وہ مرشد کی حقیقت کو سمجھ پایا اور نہ ہی مرشد کی بارگاہ کے اداب کو۔ میں نے جلدی سے اس کی ران کو دبایا۔ لیکن جیسے جیسے بات ہو رہی تھی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور میرا اُس کی ران پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا کہ کہیں وہ غصے میں کچھ بول نہ پڑے کیونکہ میں نے محسوس کر لیا تھا کہ حضرت سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ اس شخص سے ایک خاص تعلق اور رشتہ داری کی وجہ سے اس کے اس دھوکہ سے پردہ نہیں اٹھانا چاہتے یا شاید آپ رحمتہ اللہ علیہ 422 نمبر کی گاڑی اس کے پاس رہنے ہی نہ دینا چاہتے ہوں کیونکہ اس نمبر 422 سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یوں خاص قلبی تعلق تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسی نمبر کی گاڑی اپنے مرشد پاک کی بارگاہ میں پیش کی تھی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے

اِس خادمِ خاص اور محرمِ راز نے بھی اسی نمبر کی گاڑی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ نے اتنی سستی گاڑی دے کر ہم پر احسان کیا ہے۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف بڑی محبت اور پیار سے دیکھا اور اپنا رخ نوید شوکت کی طرف کر کے فرمایا ''نوید شوکت ایک دفعہ ایک شخص کسی سلسلہ میں میرے حضور (مرشد پاک) کو دھوکہ دے رہا تھا اور ہمیں اس کی اور اس کے دھوکے کی حقیقت معلوم تھی ہمیں اس کی اس حرکت پر غصہ بھی آرہا تھا لیکن ہم کچھ بولے نہیں کہ مرشد کی رضا بھی یہی تھی۔ اس شخص کے جانے کے بعد میرے حضور نے مجھ سے فرمایا ''محمد اصغر علی تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں جو ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اس سے ہم خود نمٹ لیتے ہیں۔'' اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یہ بات سچ ثابت ہوئی کہ وہ طالبِ ناقص جس نے ساڑھے چھ لاکھ کی گاڑی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آٹھ لاکھ میں فروخت کی تھی اُس کو ہمیشہ دنیا کے پیچھے بھاگتے دیکھا، فراڈ، دھوکہ دہی اس کی فطرت میں رچ بس گیا بلکہ اس خادم نے تو اس واقعہ کے فوراً بعد ہی محسوس کر لیا تھا کہ وہ باطنی طور پر اندھا ہو چکا ہے۔

✿ عالمی تنظیم العارفین نے صرف ایک کاروائی مقبوضہ کشمیر میں کی اس سلسلہ میں مجاہد احمد رضا ایک واقعہ سنایا کرتے ہیں ''وسط اکتوبر (2001ء) میں ہم ضلع بارہ مولا کی تحصیل اوڑی میں کاروائی کے بعد واپس لوٹ رہے تھے کہ جیسے ہی ایک پہاڑ کو عبور کرنے کے لیے ہم اس کی چوٹی پر پہنچے تو میرا پاؤں پھسل گیا میں پہاڑ کی چوٹی سے تیزی سے گہری کھائی کی طرف پھسلنے لگا۔ رفتار اتنی تیز تھی کہ پتھر اور کنکر میرے پھسلنے سے میرے ساتھ گر رہے تھے۔ دِل میں خیال آیا کہ اب تو شہادت یقینی ہے کہ راستے میں یا تو کسی پتھر سے سر ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گا یا ہزاروں فٹ گہری کھائی میں جا گروں گا۔ شہادت کو یقینی سمجھ کر میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ تیزی سے گرنے اور جسم پر آنے والی خراشوں کی وجہ سے حواس شل ہو چکے تھے کہ اچانک مرشد پاک (سلطان الفقر ششم) نظر آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اس طرح اُٹھا لیا جس طرح ماں اپنے بچے کو بازوؤں پر اُٹھا لیتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سر اور جسم پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور سیدھا کھڑا کر دیا میں

نے پیچھے مڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لپٹنا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو چکے تھے۔ جسم پر ہاتھ لگایا تو خراش تک نہیں آئی تھی میں نے اوپر ساتھیوں کو آواز دی جو میری شہادت کا یقین کر چکے تھے انہوں نے اوپر سے رسہ پھینکا اور میں رسے کے سہارے پہاڑ کی چوٹی پر واپس پہنچ گیا۔'' (ماہنامہ مرآۃ العارفین لاہور ۔جنوری 2002)

❁ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کچھ ایسے ساتھی بھی تھے جن کی طلب معرفتِ حق تعالیٰ کی بجائے طلبِ دنیا تھی۔ ان میں سے کسی کی طلب اولادِ نرینہ تھی اور کسی کی کاروبار چلنے کی، کسی کی بیماری سے صحت یابی کی تھی تو کسی کی مالی تنگی، کوئی حکیم تھا تو اس کی حکمت نہ چلتی تھی جبکہ مخالفین کے ہاں رش پہ رش لگا رہتا تھا، کسی کو گاڑی کی طلب تھی تو کسی کو مال کی، کوئی ایم پی اے بننا چاہتا تھا اور کوئی شہرت کی طلب رکھتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھر یہی کوشش رہی کہ یہ ساتھی طلبِ دنیا سے ہٹ کر طلبِ مولیٰ کی طرف متوجہ ہوں تو دنیا کے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے لیکن یہ ساتھی اپنی طلب سے ہٹنے کو تیار نہ تھے۔ جن ساتھیوں نے آخر زندگی تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رفاقت نبھائی اور اپنی طلب پوری نہ ہونے پر مایوس نہ ہوئے اور مسلسل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے بندھے رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کرتے رہے اور مختلف فرائض ادا کرتے رہے، آزمائشوں سے گزرتے رہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کے بعد اِن تمام کی طلب پوری کر دی۔ جس کے اولادِ نرینہ نہ تھی اُن کو اولادِ نرینہ مل گئی، کاروبار چل نکلا، گاڑیاں مل گئیں، حکیم کی حکمت چل نکلی، ضرورت سے زیادہ مال مل گیا، جس کی دُکان نہ چلتی تھی اس کی دُکان چل نکلی، جو ایم پی اے بننا چاہتا تھا وہ ایم پی اے بن گیا اور جو شہرت کے طلب گار تھے انہیں شہرت مل گئی۔ گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رفاقت کے دوران انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو بھی بھلائی اور خدمت کی، جس صورت میں بھی کی اور جس طلب اور نیت کے ساتھ کی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کے بعد ایک سال کے اندر اندر سب کے احسان اُتار دیئے اور اُن کو بدلے میں اُن کی طلب اور احسان سے بھی بڑھ کر نواز دیا۔ یہ وہ کرامتیں ہیں جس کا مشاہدہ شاید یہ لوگ نہ کرتے ہوں لیکن اس عاجز نے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک ایک شخص کی طلب پوری ہوتے دیکھی ہے اور دیکھ رہے ہیں۔ بے شمار لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں سے اولاد، اولادِ نرینہ کی نعمت نصیب ہوئی، بیماروں کو شفا ملی اور بے روزگاروں کو روزگار ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود دکھی لوگوں کے لیے ایک نعمت سے کم نہ تھا۔

متفرق

اس حصہ میں چند متفرق امور کے بارے میں مختصراً بیان کیا جا رہا ہے:

(i) گورنامنٹ

راہِ فقر میں سنگت بڑی اہم ہوتی ہے ''آدمی اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔'' اگر سنگت اچھی مل جائے تو راہِ فقر کا سفر بڑا آسان ہو جاتا ہے اور اگر سنگت بزدل اور حاسد مل جائے تو راہِ فقر میں رکاوٹ بن جاتی ہے اور ہمیں کچھ حاسد سنگت کا سامنا رہا لیکن یہ سنگت ہم نے مرشد پاک کی رضا کے مطابق اُن کی حیات میں نہایت احسن طریقہ سے نبھائی اور سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی عاجز نے اس سنگت کو قائم رکھنے کی آخری حد تک کوشش کی۔

یہ سنگت تین افراد پر مشتمل رہی:

۱۔ یہ خادم اور عاجز محمد نجیب الرحمٰن

۲۔ ساجد حسین

۳۔ نوید شوکت

جب تک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ بقیدِ حیات رہے اکثر و بیشتر ہم تینوں اکٹھے ایک ہی گاڑی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ مرشد پاک فرمایا کرتے تھے یہ ہماری گورنامنٹ (گورنمنٹ Government) ہے۔ یہ نام ہمیں سلطان الفقر (ششم) کے محبوبِ خاص ملک شیر محمد نے دیا تھا جو ہماری پہچان بن گیا۔ جیسے ہی ہم سلطان الفقر (ششم) رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اچھا ہماری

گورنامنٹ[1] آ گئی ہے۔سلطان الفقر رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس عاجز نے جب بحکمِ الٰہی مسندِ تلقین وارشاد سنبھالی تو ساجد حسین مرشد پاک کے وصال کے فوراً بعد ہمارا ساتھ چھوڑ گئے جبکہ نوید شوکت نے ہمیں ایسی اذیت پہنچا کر ساتھ چھوڑا کہ ایسی اذیت ہمیں کسی دشمن نے بھی آج تک نہیں پہنچائی۔

(ii) وصال سے قبل سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے امانتِ فقر (محرم راز) اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معیار پر پورا اترنے والے اصحاب کے بارے میں باطنی بشارات

کیا سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے امانتِ فقر کی منتقلی یا محرمِ راز اور دوسرے منتخب اصحاب کے بارے میں کوئی ظاہری یا باطنی بشارت دی تھی تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ظاہری طور پر یہ بات بتانے سے ہزاروں مریدین کے قلوب دکھ اور رنج میں مبتلا ہوتے کہ وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے معیار پر پورے نہیں اتر سکے اور پھر سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ''خُلقِ محمدی'' کی صفت سے متصف تھے اور کسی کے دِل کو ہلکا سا رنج پہنچانا یا تکلیف دینا آپ رحمتہ اللہ علیہ کو گوارا نہ تھا۔ہاں باطنی بشارات بہت زیادہ دی گئیں۔

ہم اپنا ذکر تو نہیں کرتے لیکن ''گورنامنٹ'' کے عنوان میں محمد ساجد حسین کا ذکر ہوا ہے اُن کو یہ باطنی بشارت تین دفعہ دی گئی۔

ساجد حسین جن کا تعلق دینہ (ضلع جہلم) کے گاؤں دادو وال سے ہے اور لاہور میں مقیم ہیں، انہوں نے ایک خواب اگست 2003ء سے نومبر 2003ء تک تین مرتبہ دیکھا اور اس کا ذکر انہوں نے دورانِ سفر اور اکثر ملاقاتوں میں کیا۔خواب کچھ اس طرح تھا۔

---

[1] گورنامنٹ (گورنمنٹ) کا یہ لقب سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ دِل کا محرم ہونے کی وجہ سے اشارتاً اس عاجز کے لیے استعمال فرمایا کرتے تھے۔

''دیکھتا ہوں حضور مرشد پاک کی محفل لگی ہوئی ہے اور بہت سے لوگ اس میں موجود ہیں۔ حضور مرشد پاک ایک پلنگ پر تشریف فرما ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنی پوری سنگت میں بتیس یا تینتیس[1] (تعداد ان کو یاد نہیں رہی) ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے جو ہمارے معیار پر پورے اترے ہیں۔ ساجد حسین فرماتے ہیں کہ اتنے میں نجیب صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضور مرشد پاک ان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ بھائی نجیب الرحمٰن تم ان لوگوں میں شامل نہیں ہو تمہارا معاملہ ان لوگوں سے علیحدہ اور خاص ہے۔'' ساجد حسین فرماتے ہیں کہ اتنے میں محفل سے دو لوگ اٹھتے ہیں اور حضور مرشد پاک کا گریبان پکڑ لیتے ہیں اور پھر ساجد حسین کے مطابق وہ اور کچھ دوسرے اہلِ محفل اُن لوگوں کو پکڑ کر باہر لے جاتے ہیں۔ ساجد حسین اس محفل میں مجھ عاجز کے سوا کسی کو نہ پہچان سکے۔

(iii) سلطان الفقرؒ کے خدمت گار

کچھ ساتھی ایسے بھی تھے جو مختلف اوقات میں سلطان الفقر ششمؒ کی بارگاہ میں رہتے تھے اور آپؒ کے مختلف کام اور امور اُن کے ذمہ ہوا کرتے تھے۔ مریدین انہیں ''خلیفہ'' کے نام سے پکارا کرتے تھے اُن میں سے خاص خاص کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ حاجی محمد نواز (تلمبہ) ۲۔عبد المجید (راہداریاں والا تحصیل کلورکوٹ) ۳۔قاری محمد نصر اللہ (کمر مشانی میانوالی) ۴۔محمد خالد (وہاڑی) ۵۔غلام باھو (جھنگ) ۶۔محمد اصغر (وہاڑی)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں جو مختصر عرصہ کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہِ خدمت میں رہے۔

---

[1] یہ اکتیس افراد ہیں۔ ان میں سے بعض وفا، بعض قربانی، بعض محبت، بعض صبر، بعض شکر، بعض ریاضت، بعض توکل، بعض ترک اور بعض صدق کی وجہ سے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ کے انتخاب پر پورے اترے۔

(iv) سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے محافظ

آخری تین سالوں میں مریدین کی کثرت کی وجہ سے کچھ لوگوں کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے محافظ ہونے کا شرف حاصل ہوا جن میں مشہور یہ ہیں:

(۱) محمد شہباز عرف فوجی (لاہور)۔(۲) یعقوب الٰہی (چکوال) (۳) محمد جعفر (جھنگ)

وصال مبارک

28فروری 2001 کو جب سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سعودیہ پہنچے تو جدہ پہنچتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت شدید ناساز ہوگئی نقاہت اتنی ہوگئی تھی کہ چلنا پھرنا مشکل تھا تمام بیماریاں شوگر، بلڈ پریشر بڑھ گئیں خاص طور پر پیشاب (پراسٹیٹ گلینڈ) کی تکلیف اتنی شدت اختیار کر گئی کہ ہر دس پندرہ منٹ بعد پیشاب کی حاجت ہونے لگی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی ملاقات ہوتی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھتے:

اپنی موت سے آگاہ کوئی بشر نہیں　　　سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

07مارچ 2001 کو مکہ میں دورانِ حج آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خادم کو حکم فرمایا کہ آبِ زم زم سے ہمارا کفن دھو کر اس کو خانہ کعبہ سے مس کیا جائے۔ اس بات نے مجھے ذہنی طور پر پریشان کر دیا۔ جب میں نے لیت ولعل سے کام لیا اور کہا کہ یہاں کاٹن کا کفن نہیں ملتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاجی محمد نواز صاحب کو فرمایا کہ کاٹن کے کفن کا بندوبست کریں۔ حاجی محمد نواز صاحب نے جدہ سے بڑی مشکل سے کاٹن کا کفن منگوایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو میرے حوالے کر کے کہا کہ آبِ زم زم سے دھو کر اسے خانہ کعبہ سے مس کیا جائے۔حکم کی تعمیل میں مسجد حرام کے باہر کفن کو آبِ زم زم سے دھو کر خشک کیا اور خانہ کعبہ سے مَس کرنے کے لیے مسجد حرام کے اندر داخل ہوا۔ حالانکہ مسجد حرام کے ہر دروازے پر ایک خاتون اور ایک مرد پہرے دار ہوتا ہے جو کسی چیز کو بھی اندر نہیں لے جانے دیتے۔ پھر بھی جب میں کفن کا کپڑا لے کر دروازے سے گزرا تو کسی نے پوچھا تک نہیں۔ اس کپڑے کو خانہ کعبہ سے اچھی طرح مس کیا گیا لیکن وسوسوں نے میرے دِل میں گھر کر لیا تھا۔ مدینہ روانگی کے وقت کفن کا کپڑا جدہ میں حاجی احمد بخش کے گھر ہی رہ گیا اور ہم مدینہ سے سیدھے

جدہ اور پھر لاہور آ گئے لیکن بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منگوالیا۔ آخری دو سالوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تکیہ کلام بن چکا تھا۔

''ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں''

آپ رحمۃ اللہ علیہ آخری سفر میں دربار شریف سے 28 نومبر 2003 عید الفطر کے دوسرے روز ملک عطا محمد کے پاس کوٹ فتح خاں تشریف لے گئے۔ اگلے روز 29 نومبر کو ملک اعجاز کے پاس اسلام آباد تشریف لے گئے وہاں 4 دِن گزار کر آپ رحمۃ اللہ علیہ 5 دسمبر 2003 کو لاہور تشریف لائے اور محسن سلطان کے گھر دو دِن قیام کیا۔ 7 دسمبر کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس خادم کے گھر مصطفیٰ ٹاؤن لاہور تشریف لائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان محمد علی، سلطان محمد معظم علی، سلطان احمد علی، سلطان محمد بہادر عزیز، سلطان محمد شریف اور بہت سے دیگر ساتھی تھے۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 13 دسمبر 2003 تک قیام کیا اور یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خانوادہ سلطان باھُوؒ کے صاحبزادگان کی کثیر تعداد نے ملاقات کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ناشتہ اور کھانا میں شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں مریدین نے بھی یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ 13 دسمبر 2003 کو صبح آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لے گئے۔ پروگرام کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں سے شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے جانا تھا لیکن 15۔ دسمبر 2003 کو رانا تجمل حسین آپ کے پاس ملتان پہنچ گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان سے لاہور اپنے گھر لے آئے۔ اس عاجز اور خادم کو اپنے مرشد پاک کی خوشبو لاہور میں محسوس ہونا شروع ہوگئی تھی۔ ملتان فون کیا تو محمد علی[1] ولد حاجی امیر بخش نے جواب دیا کہ پھول کو اپنے اردگرد تلاش کرو۔ یہ عاجز اور خادم خوشبو کے تعاقب میں رانا تجمل حسین کے گھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گیا یہاں پہنچ کر اس عاجز اور خادم کو احساس ہوا کہ لاہور واپس آنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رضا نہ تھی۔ یہ خادم 15 دسمبر کا دن اور رات اور 16 دسمبر کی رات 12:30 تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا۔ 16 دسمبر کو تقریباً ایک بجے رات وہاں

[1] دوسری مائی صاحبہ کے بڑے بھائی، ملتان میں رہائش رکھتے ہیں۔

سے اپنے گھر کے لیے روانہ ہوا۔ 17 دسمبر کو آپ رحمتہ اللہ علیہ لاہور سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ملک کاظم کے گھر قیام فرمایا اور 24 دسمبر 2003 کو آپ رحمتہ اللہ علیہ فضل کریم کنڈی کے گھر منتقل ہو گئے وہاں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا بلڈ پریشر کم (Low) ہو گیا اور ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کو داخل کروایا گیا۔ کسی نے مجھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیماری کی اطلاع نہ دی 25 دسمبر 2003ء کو آپ رحمتہ اللہ علیہ سارا دِن یہی فرماتے رہے بھائی نجیب الرحمٰن سے بات کراؤ۔ لیکن ساتھیوں نے بتایا کہ یہاں موبائل کے سگنل مکمل نہیں آرہے۔ رات 2:30 بجے کے قریب حاجی محمد نواز کا فون آیا کہ حضور مرشد پاک آپ سے بات کرنا چاہ رہے ہیں آپ فلاں فون نمبر پر بات کرلیں۔ میں نے فوراً فون کیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی بیماری کے بارے میں کچھ نہ بتایا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس خادم کو محسن سلطان کے گھر 6 دسمبر 2003 کو اسمِ محمدؐ عطا فرمایا تھا اور پڑھنے کا طریقہ سمجھایا اور حکم دیا تھا کہ اس طرح کے سونے کے اسمِ محمدؐ بنوائے جائیں تاکہ طالبانِ مولیٰ کو عطا کیے جا سکیں کیونکہ اس سے پہلے اسمِ محمدؐ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا تھا۔ فون پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اسمِ محمدؐ کی تیاری کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیں اور فرمایا اب یہ تمہارے حوالے ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ کی حفاظت کرنا اور اب اسم اَللّٰہُ ذات اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہاری ذمہ داری ہے۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ہماری آخری گفتگو ہے۔ اس گفتگو کے کچھ ہی دیر بعد 26 دسمبر 2003 بمطابق 2۔ ذیقعد 1424ھ بروز جمعتہ المبارک صبح پانچ بج کر سات منٹ پر سلطان الفقر کا نور کسی اور روپ میں جلوہ گر ہو کر دنیا سے مخفی ہو گیا۔

نمازِ جنازہ

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ 26۔ دسمبر 2003ء

(3 ذیقعد[1] 1424ھ) رات 9 بجے دربار پاک سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ پر ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی کہ تاحدِ نظر سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ لوگوں کا ایک سمندر تھا۔ دربار پاک سلطان العارفین سلطان باھُوؒ کی دیواروں پر ہزاروں کی تعداد میں کبوتر اداس بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی آپؒ کا جسدِ مبارک نمازِ جنازہ کے لیے دربار پاک کے دروازہ کے بالکل سامنے رکھا گیا تو تمام کبوتروں نے آپؒ کے جسدِ مبارک پر چکر لگانے شروع کر دیئے۔ لوگ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ کبوتروں نے آپؒ کے جسدِ مبارک پر سایہ کر دیا تھا۔ پھر دوبارہ انہوں نے چکر لگائے اور خاموشی سے دیواروں پر جا کر بیٹھ گئے۔

مزار مبارک

آپؒ کو 26 دسمبر 2003ء (3۔ذیقعد 1424ھ) کو آپ کے مرشد پاک سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیزؒ کے دائیں پہلو (مشرقی سمت) میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپؒ کا مزار مبارک موضع سلطان باھُو، ضلع جھنگ میں ہے۔

عرس مبارک

آپؒ کا عرس مبارک ہر سال ذیقعد کے پہلے جمعۃ المبارک کو منعقد ہوتا ہے۔

---

[1] آپؒ کو نمازِ مغرب کے بعد دفن کیا گیا اسلامی تاریخ سورج غروب ہونے کے بعد تبدیل ہوتی ہے اس لیے ہجری تاریخ 3۔ذیقعد کا آغاز ہو چکا تھا۔

استفادہ

1۔قرآن مجید

2۔تفسیر روح البیان از شیخ محمد اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ وتفسیر مولانا فیض احمد اویسی مرحوم و مغفور

3۔کتب احادیث

1. کتب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	نور الہدیٰ کلاں	1۔سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2001ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		2۔کے۔بی۔نسیم مع فارسی متن	2000ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		3. فقیر میر محمد فارسی۔اردو	مئی 2007ء	بمقام سمندری شریف' تلہ گنگ ضلع چکوال
		4. فقیر نور محمد کلاچوی	بارنہم 2000ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
		5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
		6. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور

2.	شمس العارفین	1. مخطوطہ (فارسی)		بقلم شہبازِ عارفاں پیر سیّد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		4. محمد علی چراغ	1998ء	نذیر سنز پبلیشرز لاہور
		5. حافظ محمد رمضان (مرحوم)	درج نہیں	حافظ محمد رمضان مرحوم خطیب دربار حضرت سلطان باھُوؒ جھنگ
		6. عبدالرشید شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		7. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
3.	محک الفقر کلاں	1. سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2006ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور
		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
		3. کے بی نسیم مع فارسی متن	1996ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		4. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
		5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
4.	کلید التوحید کلاں	1. سید امیر خان نیازی مع فارسی متن	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھوسلطان دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ جھنگ
		2. فقیر میر محمد فارسی۔اردو		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال

		3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
5.	عین الفقر	1. حماد الرحمٰن سروری قادری (مع فارسی متن)	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		2. فقیر الطاف حسین	1998ء	شبیر برادرز لاہور
		3. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	دسمبر 2004ء	العارفین پبلیکیشنز 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		4. کے۔بی نسیم (مع فارسی متن)	2001ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		5. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
6.	فضل اللقاء	محمد شریف عارف نوری	یکم ستمبر 1994ء	پروگریسو بکس لاہور
7.	عقلِ بیدار	1. شاہد القادری	نامعلوم	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		2. کے بی نسیم مع فارسی متن	2003ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
8.	کلیدِ جنت	کے بی نسیم مع فارسی متن	1996ء	سلطان باھو اکیڈمی حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
9.	رسالہ روحی شریف (مع فارسی متن)	1. مصنف کتاب ہذا	اگست 2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		2. شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

	3. سید امیر خان نیازی		درج نہیں	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باہو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھوؒ جھنگ
	4. ڈاکٹر سلطان الطاف علی		درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھوؒ جھنگ
	5. پروفیسر احمد سعید ہمدانی		درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھوؒ جھنگ
	6. اللہ والے کی قومی دکان		درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
10.	ابیاتِ باھُوؒ کامل	مصنف کتاب ہذا	دسمبر 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

2. تصانیف شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	فصوص الحکم	1. شرح مولانا عبدالقدیر صدیقی	درج نہیں	نذیر سنز لاہور
		2. محمد ریاض قادری (شرح فصوص الحکم والایقان)	2006ء	علم و عرفان پبلیشرز لاہور
2.	فتوحاتِ مکیہ (تین جلدیں)	1. صائم چشتی	1986ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد
3.	شجرۃ الکون	1. علامہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری	1985ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد

3۔ دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
.1	شمس الفقرا (بارِ دوم)	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	اگست 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.2	مجتبیٰ آخر زمانی	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.3	کلام مشائخ سروری قادری	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	دسمبر 2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.4	مرآۃ العارفین بارِ دوم (ترجمہ و شرح)	1۔عنبرین مغیث سروری قادری	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
	مرقاۃ السالکین شرح مراۃ العارفین	2۔شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری	2007ء	زاویہ پبلیشرز لاہور
.5	انسانِ کامل	سیّد عبد الکریم الجیلیؒ	طبع چہارم 1980ء	نفیس اکیڈمی کراچی
.6	سِرِّ دلبراں	حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی	1995ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
.7	حقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات (بارِ اوّل)	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	جون 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
.8	مرشد کامل کامل (بارِ اوّل)	سلطان محمد نجیب الرحمٰن	جون 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور

9. صاحبِ لولاک | طارق اسماعیل ساگر | 2004 2006 2008 2011 | العارفین پبلیکیشنز لاہور

No.	Name of Books	Writer/Translator	Year	Publisher
1	Sultan Bahoo-The Life and Teachings	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Mrs. Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2014	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
2	The spiritual guides of Sarwari Qadri Order	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Mrs. Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
3	Shams-ul-Arifeen	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
4	Ain-ul-Faqr	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan

شمارہ جات ماہنامہ مرآۃ العارفین

اپریل 2002ء | ستمبر 2000 | نومبر 2001ء | فروری 2001ء

جون 2001ء | جولائی 2003ء | اگست 2004ء | دسمبر 2004ء

نومبر 2007ء | نومبر 2008ء

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سروری قادری کے تیسویں شیخِ کامل اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک بھی ہیں۔ کتابِ ہٰذا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیات وتعلیمات، کرامات، مقام ومرتبہ، سلسلہ فقر، عادات واطوار، نشست وبرخاست، محافل، نعمت فقر کی تعلیم وترویج کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغی و اشاعتی کاوشوں، معمولات ومشاغل، ازواج واولاد، خلفاء اکبر واصغر اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے کیے گئے فیصلوں و اقدامات کی حکمتوں جیسے موضوعات کا مکمل اور جامع احاطہ کرتی ہے۔

کتابِ ہٰذا کے مصنف آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر، محرمِ دِل، رفیق وخادم اور سلسلہ سروری قادری کے اکتیسویں شیخِ کامل سلطان العاشقین حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس ہیں جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جدِ اعلیٰ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ فقر اور خود آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مشن کو حقیقی صورت وروح کے ساتھ جاری وساری رکھے ہوئے ہیں۔

/SultanBahoo.SultanulFaqr /+Sultanbahoo-Sultan-ul-Arifeen

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

≡ سلطانُ الفقر ہاؤس ≡

4-5/A ۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: +92-42-35436600 Cell: +92 322 4722766

www.Sultan-Bahoo.com, www.sultan-ul-arifeen.com

www.sultan-ul-faqr-publications.com

E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

ISBN: 978-969-9795-46-6

Rs: 500